پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی تیسری سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 18-2017ء

بینک دولت پاکستان

فہرست

صفحہ نمبر

1	**عمومی جائزہ**	1
1.1	معاشی جائزہ	3
1.2	معاشی منظر نامہ	7
2	**حقیقی شعبہ**	9
2.1	عمومی جائزہ	9
2.2	زراعت	11
2.3	صنعت	17
2.4	خدمات	28
3	**مہنگائی وزری پالیسی**	29
3.1	عمومی جائزہ	29
3.2	بین البینک مارکیٹ میں سیالیت کی صورتِ حال	31
3.3	زری مجموعے	33
3.4	میزانیہ قرض گیری	34
3.5	سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ	36
3.6	نجی شعبے کا قرضہ	37
3.7	مہنگائی	40
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	45
4.1	عمومی جائزہ	45
4.2	محاصل	48
4.3	اخراجات	52
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	53
4.5	سرکاری قرضہ	55

5	**بیرونی شعبہ**	63
5.1	عمومی جائزہ	63
5.2	جاری کھاتہ	66
5.3	مالی کھاتہ	70
5.4	شرحِ مبادلہ	74
5.5	تجارتی کھاتہ	74
6	خصوصی سیکشن 1: سیمنٹ کی صنعت–حالیہ محرکات اور مستقبل کے امکانات	89
7	خصوصی سیکشن 2: برآمدات کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔	97
	ضمیمہ: اعدادوشمار کی توضیح	103
	فرہنگ	107

باکس 2.1: روزگار کے نئے مواقع پر نمو کے اثرات	10
باکس 2.2: پاکستان میں تیل کے بیجوں کی فصلیں: ایک متبادل راستہ	15
باکس 2.3: پاکستان میں انٹرنیٹ کی شمولیت کی صورتِ حال	27
باکس 5.1: دبئی اور متحدہ عرب امارات کے دیگر علاقوں سے ترسیلات کی آمد کے محرکات	69

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب

1۔ عمومی جائزہ	منظور حسین ملک
2۔ حقیقی شعبہ	منظور حسین ملک، جاوید اقبال، خرم اشفاق بلوچ، احمد مبین، سحر مسعود
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسما خالد، طلحہ ندیم، عمر خان بلوچ، امجد علی، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	فدا حسین، محمد ادریس، امتیاز حسین، حرا غفار
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، سید علی رضا مہدی، جنید کمال، سرمد الٰہی، رومان یونس

خصوصی سیکشن

1۔ سیمنٹ کی صنعت–حالیہ محرکات اور مستقبل کے امکانات	جاوید اقبال
2۔ برآمدات کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کلیدی اہمیت کی حامل ہے	اسما خالد

منتظم مطبوعہ: منظور حسین ملک

ڈائریکٹر: عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی: سعید احمد (چیئرمین)، عنایت حسین، سید ثمر حسنین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، عزیز اللہ خٹک، علی چوہدری، محمد فاروق عاربی، اور محمد جاوید اسماعیل

بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی: اردشیر خورشید مارکر (چیئرمین)، اور محمد ریاض

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، تحقیق اور شماریات؛ اور نقل و حمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبہ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف

فیضان رحیم

تزئین و آرائش

فیضان رحیم

حمیرا اشرف

1 عمومی جائزہ

عبوری معلومات سے تیسری سہ ماہی مالی سال 18ء کے خاتمے پر پاکستانی معیشت کی ایک ملی جلی تصویر سامنے آتی ہے۔ حقیقی جی ڈی پی نمو اوپر کی جانب اپنا سفر برقرار رکھتے ہوئے مالی سال 18ء میں 13 سالہ بلند ترین نمو 5.8 فیصد تخمین کی گئی ہے جس کے ہمراہ مہنگائی کا سازگار ماحول ہے۔ تاہم بیرونی توازن میں بگاڑ اور بلند مالیاتی خسارہ تشویش کی بڑی وجہ ہے (جدول 1.1)۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے

		م س16ء[ح]	م س17ء[ع]	م س18ء[ع]
شرح نمو (فیصد)				
حقیقی جی ڈی پی	جولائی تا جنوری	4.6	5.4	5.8
زراعت	جولائی تا جنوری	0.2	2.1	3.8
صنعت	جولائی تا جنوری	5.7	5.4	5.8
جس میں: بڑے پیمانے کی اشیا سازی	جولائی تا جنوری	3.0	5.6	6.1
خدمات	جولائی تا جنوری	5.7	6.5	6.4
صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط)[الف]	جولائی تا مارچ	2.6	4.0	3.8
نجی شعبے کا قرض[ب]	جولائی تا مارچ	8.1	9.9	9.1
رسد زر (ایم ٹو)[ب]	جولائی تا مارچ	6.0	5.9	4.8
برآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	13.0	-3.2	13.1
درآمدات[ب]	جولائی تا مارچ	-4.4	18.3	15.9
ٹیکس محاصل-ایف بی آر[ج]	جولائی تا مارچ	17.7	8.6	15.8
شرح مبادلہ (+اضافہ/-کمی فیصد)[ب]	جولائی تا مارچ	-2.8	0.0	-9.2
پالیسی ریٹ[ب]	مارچ	6.0	5.75	6.0
شبینہ بازار زر شرح[ب]	مارچ	6.1	5.7	5.7
ارب امریکی ڈالر				
اسٹیٹ بینک کے ذخائر (آخر مدت)[ب]	مارچ	16.1	16.5	11.6
کارکنوں کی ترسیلات زر[ب]	جولائی تا مارچ	14.4	14.1	14.6
پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری[ب]	جولائی تا مارچ	1.8	2.0	2.1
جاری کھاتے کا توازن[ب]	جولائی تا مارچ	-3.4	-8.0	-12.1
فیصد جی ڈی پی [1]				
مالیاتی توازن[د]	جولائی تا مارچ	-3.5	-3.9	-4.3
جاری کھاتے کا توازن	جولائی تا مارچ	-1.6	-3.5	-5.0
سرمایہ کاری	جولائی تا جون	15.7	16.1	16.4

ع: عبوری اعداد و شمار؛ ح: حتمی اعداد و شمار

اعداد و شمار کے ذرائع: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] بینک دولت پاکستان؛ [ج] وفاقی بورڈ آف ریونیو؛ اور [د] وزارت خزانہ۔

مالی سال 18ء کے تخمینوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 17ء کی بہ نسبت تینوں شعبے متحرک ہیں۔ کپاس کی بہتر پیداوار اور گنے کی ریکارڈ فصل کی بنا پر توقع ہے کہ شعبہ زراعت بآسانی اپنا مالی سال 18ء کا ہدف عبور کرلے گا۔ شعبہ صنعت میں بھرپور ملکی طلب کی عکاسی ہوتی ہے اور وہ دس سالہ بلند ترین نمو کے حصول کی سمت گامزن ہے۔ شعبہ خدمات کے بارے میں تخمینہ یہ ہے کہ وہ اجناس پیدا کرنے والے شعبے کی بھرپور کارکردگی سے پڑنے والے اثرات کی بنا پر اپنی پچھلے برس کی نمو برقرار رکھے گا۔ اسی حوصلہ افزا فضا میں مہنگائی قابو میں اور سازگار سطح پر رہی جس کی بڑی وجہ اس کے غذائی جز کا کم ہونا ہے۔

بھرپور معاشی سرگرمی اور پست مہنگائی کے اس امتزاج کے دو مضمرات سامنے آئے۔ اوّل، اس سے معیشت میں اعتماد بڑھا جس نے مالکاری کی سستی لاگت کے ہمراہ فرموں کو خاصا قرض لینے کی ترغیب دی۔ خاص طور پر توانائی، ٹیکسٹائل اور سیمنٹ کے شعبوں نے بڑھتی ہوئی ملکی طلب کے لیے خود کو تیار کرنے کی خاطر استعداد میں توسیع پر زیادہ توجہ دی۔ جاری سرمائے کی ضروریات میں بھی صحت مند اضافہ دیکھا گیا جبکہ صارفی مالکاری میں گذشتہ 12 سال میں جولائی تا مارچ کا بلند ترین بہاؤ آیا جس کا بڑا سبب گاڑیوں اور مکانات کے سلسلے میں لیے جانے والے قرضے تھے۔ حکومتی تمسکات کی تکمیل میعاد کے بعد وافر سیالیت نے بھی قرضے لینے کے اس رجحان کو تقویت دی۔

دوسرے اثر کا تعلق صَرف میں اضافے سے ہے جس نے تیل کی سنبھلتی ہوئی قیمتوں کے ہمراہ درآمدی ادائیگیوں کو مزید بڑھا دیا۔ مسلسل دس ماہ کی برآمدی نمو اور بڑھتی ہوئی کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کے باوجود بلند درآمدی بل جاری کھاتے کے خسارے میں ریکارڈ اضافے کا باعث بنا۔ بین الاقوامی مالی اداروں، دوطرفہ ذرائع اور ریاستی بانڈز کے اجرا سے آنے والی بلند تر رقوم بھی ناکافی رہیں۔ چنانچہ ادائیگی کے بقیہ فرق کا بوجھ ملک کے زرِ مبادلہ پر پڑا جو آخر مارچ 2018ء تک صرف دو ماہ کی درآمدات کا احاطہ کرنے کے قابل رہ گیا۔ بازارِ مبادلہ بھی متغیر رہا اور مالی سال 18ء کی مدت جولائی تا مارچ کے دوران پاکستانی روپے کی قدر ڈالر کے مقابلے میں 9.2 فیصد گھٹ گئی۔

بیرونی شعبے کے ان حالات نے مہنگائی کو بھی متاثر کرنا شروع کر دیا۔ جب حکومت نے تیل کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کا اثر ملکی صارفین کو منتقل کیا تو ان نرخوں کی ملکی ایندھن کی قیمتوں کو منتقلی نے مہنگائی کے توانائی والے جز میں اضافہ کیا۔ اسی طرح روپے کی قدر میں کمی کا اثر مہنگی درآمدات اور مہنگائی کی بڑھتی ہوئی توقعات کی شکل میں ظاہر ہونے لگا۔

مالیاتی شعبے میں محاصل کی صحت مند نمو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں مالیاتی اخراجات میں اضافے کی رفتار کا مقابلہ نہ کر سکی۔ خاص طور پر انفراسٹرکچر اور بجلی کے منصوبوں سے متعلق ترقیاتی اخراجات تیزی سے بڑھے، اس میں زیادہ حصہ صوبوں کی طرف سے آیا۔ نتیجے کے طور پر مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارہ پچھلے برس کی اسی مدت سے زیادہ تھا۔

اس مالیاتی خسارے کو پورا کرنے کے لیے حکومت کو اسٹیٹ بینک سے قرض اور بیرونی وسائل دونوں پر انحصار کرنا پڑا۔ علی الخصوص مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے حکومت کے قرضے 2.2 ٹریلین روپے تھے جو کسی بھی سہ ماہی کی بلند ترین سطح ہے۔ بلند کمرشل قرضوں اور روپے کی قدر میں کمی کے بازقدر پیمائی اثرات دونوں کی بنا پر بیرونی قرضہ بھی خاصا بڑھ گیا۔

مختصر یہ کہ معاشی سرگرمیوں میں توسیع اور پست مہنگائی کے تسلسل کا دارومدار جاری کھاتے کے خسارے اور مالیاتی خسارے کو قابو میں رکھنے پر ہوگا۔ چونکہ یہ کمزوریاں پاکستان کے موجودہ نمو کے دور کے لیے مشکلات پیدا کررہی ہیں اس لیے اس حوالے سے قلیل مدت اور وسط مدت دونوں پالیسیوں پر عملدرآمد اہمیت کا حامل ہوگا۔

قلیل مدت میں مالی سال19ء کے بجٹ میں منظور کردہ ٹیکس ریلیف کے اقدامات کے پیش نظر مالیاتی اخراجات کو قابو میں لانے کے لیے مربوط کاوشیں کی جاسکتی ہیں۔ وسط مدت میں موجودہ نظام کی کارکردگی بڑھانے کے علاوہ ٹیکس اساس میں توسیع کے لیے اصلاحات درکار ہوں گی۔ ساتھ ہی ساتھ قلیل مدت میں بیرونی مالکاری کا انتظام کرنے کی ضرورت ہے۔ نیز بڑھتے ہوئے تجارتی خسارے کو قابو میں کرنے کے لیے مزید پالیسی اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ اس مقصد کے لیے برآمدات کی مسابقت کو متاثر کرنے والے ساختی مسائل کو حل کرنا ازبس ضروری ہے۔

معاشی جائزہ

حقیقی شعبہ

مالی سال18ء کے دوران حقیقی جی ڈی پی تخمینے کے مطابق 5.8 فیصد نمو پائے گی اور مالی سال17ء کی پوری دہائی کی بلند ترین نمو 5.4 فیصد سے تجاوز کر جائے گی۔ یہ کامیابی زراعت اور خدمات کے شعبوں کی مضبوط کارکردگی کی بنا پر حاصل ہوئی جو دونوں اپنے اہداف پر یا اس سے زیادہ نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔

شعبہ زراعت کی نمو 3.8 فیصد رہی جو 3.5 فیصد کے ہدف اور پچھلے سال کی نمو 2.1 فیصد دونوں سے زیادہ ہے۔ اس شعبے کو گلہ بانی کی مضبوط کارکردگی اور کپاس اور گنے جیسی خریف کی فصلوں کی بھرپور پیداوار سے فائدہ ہوا۔ اس کے ہمراہ کاٹن جننگ کی کارکردگی نے زیر کاشت رقبے میں کمی اور پانی کی دستیابی کے فقدان کی وجہ سے گندم کی فصل میں ہونے والی کمی کا اثر زائل کر دیا۔

شعبہ خدمات میں تھوک اور خردہ تجارت اور عمومی سرکاری خدمات میں بہتری نے مالیات اور بیمہ اور نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے اجزا کی سست رفتاری کا اثر زائل کرنے میں مدد دی۔ بحیثیت مجموعی یہ شعبہ اپنی رفتار کو قائم رکھنے اور مالی سال18ء کے دوران 6.4 فیصد نمو کا ہدف حاصل کرنے میں کامیاب رہا۔

مالی سال 18ء کے دوران صنعتی شعبے میں اضافہ قدر 5.8 فیصد ہوا جبکہ پچھلے سال اس کی نمو 5.4 فیصد تھی۔ اس کامیابی کا سبب بڑے پیمانے پر اشیاسازی میں اضافے کے ساتھ کانکنی کی سرگرمیوں کی بحالی اور تعمیراتی سرگرمیوں میں مسلسل اضافہ تھا۔ تاہم بجلی کی پیداوار اور تقسیم میں سست رفتاری نے صنعتی شعبے کی مجموعی نمو کو 7.3 فیصد کے ہدف سے نیچے رکھا۔

مہنگائی اور زری پالیسی

جنوری 2018ء میں زری پالیسی کمیٹی (ایم پی سی) نے پالیسی ریٹ کو 25 بیسس پوائنٹ بڑھا کر 6 فیصد کر دیا۔ یہ نومبر 2014ء کے بعد پہلا اضافہ تھا۔ زری پالیسی کمیٹی کے فیصلے پر اثرانداز ہونے والے کلیدی عوامل یہ تھے: (i) دسمبر 2017ء میں روپے کی قدر میں تقریباً 5 فیصد کمی؛ (ii) تیل کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتیں؛ (iii) دیگر مرکزی بینکوں (خصوصاً امریکی فیڈرل ریزرو اور بینک آف انگلینڈ) کی جانب سے زری سختی جس کا روپے کی شرح سود کے تفرق پر اثر پڑا؛ اور (iv) معیشت کی ممکنہ اوورہیٹنگ جس کا اظہار کئی صنعتوں میں استعداد کے استعمال میں اضافے سے ہوتا ہے۔ نیز مہنگائی اور مجموعی طلب میں متوقع اضافے کا رجحان بھی ایک پہلو رہا۔ بعد ازاں پالیسی ریٹ مارچ 2018ء میں پچھلی سطح پر برقرار رکھا گیا۔

اس امر کے پیش نظر کہ لگتا ہے بینکوں نے مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں متوقع اضافے کو پہلے ہی نرخوں میں شامل کر لیا ہے جنوری کے پالیسی ریٹ میں اضافہ بہ وزن اوسط شرح قرض گاری میں بڑی حد تک اسی قدر اضافے کا باعث نہیں بنا۔ حقیقت یہ ہے کہ فروری اور مارچ 2018ء میں خردہ نرخ قدرے معتدل ہوگئے کیونکہ بینکوں کے پاس وافر سیالیت موجود تھی۔ اس کا سبب زیادہ تر متوقع بڑھتے ہوئے شرح سود کے ماحول میں میعاد پوری کرنے والی متعدد حکومتی تمسکات کا اجرائے ثانی کرنے میں بینکوں کی ہچکچاہٹ تھی۔ اس کے بعد سیالیت کی اس سہولت نے مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران شبینہ نرخوں کو پالیسی ریٹ سے نیچے دھکیل دیا۔

چونکہ بینک فنانسنگ کی لاگت بدستور پُرکشش تھی اس لیے نجی شعبے کی جانب سے قرضے کی طلب مضبوط رہی۔ مزید یہ کہ مستحکم معاشی سرگرمیوں نے بظاہر معینہ سرمایہ کاری قرضوں کی نمو کو برقرار رکھنے میں مدد دی کیونکہ اشیاساز اور غیر اشیاساز دونوں فرموں (بیشتر سیمنٹ اور ٹیکسٹائل) نے طویل مدت کے لیے قرضے لیے۔ جہاں تک جاری سرمائے کے قرضوں کا تعلق ہے، کرشنگ کا موسم زوروں پر ہونے کے باعث چینی کے شعبے کے قرضے تیسری سہ ماہی کے دوران خاص طور پر نمایاں رہے۔

مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے قرض گیری پر حکومت کا انحصار بڑھ گیا کیونکہ حکومتی پیپر نیلامیوں میں بینکوں کی شرکت پچھلی دو سہ ماہیوں کی نسبت قدرے کم رہی۔ تیسری سہ ماہی میں حکومت کو اسٹیٹ بینک کا قرض 2.2 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ اس کے ہمراہ قرضے کا زیادہ استعمال اور پی ایس ایز کو قرضوں کا بڑھنا بینکاری نظام کے خالص ملکی قرضوں میں اضافے پر منتج ہوا۔ تاہم ساتھ ہی خالص بیرونی قرضوں میں کمی کی بنا پر ایم ٹو نمو کم رہی۔

مالیاتی سرگرمیاں

اخراجات میں بھاری اضافے اور اس کے ساتھ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں محاصل کی سست نمو کے نتیجے میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ سال 3.9 فیصد اور پورے سال کا ہدف 4.1 فیصد تھا۔ محاصل کی نمو اگرچہ پچھلے برس کے مقابلے میں بلند رہی تاہم مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں پہلی دو سہ ماہیوں کی نسبت سست ہوئی۔ دوسری طرف اخراجات کی نمو جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں 12.4 فیصد تھی تیسری سہ ماہی میں بڑھ کر 23.4 فیصد ہوگئی۔

محاصل کی وصولی میں سست رفتاری کی وجہ بنیادی طور پر براہِ راست ٹیکس تھے۔ خاص طور پر رضاکارانہ ادائیگیوں کی وجہ سے کمی آئی جبکہ ودہولڈنگ ٹیکس اور عند الطلب وصولی میں گذشتہ برس کی نسبت اضافہ ہوا۔ رضاکارانہ ادائیگیوں میں کمی جزواً کارپوریٹ ٹیکس ریٹ اور بینکوں کی نفع آوری میں کمی سے منسوب کی جاسکتی ہے۔ اس دوران بالواسطہ اور صوبائی ٹیکسوں کی نمو بڑھتی ہوئی معاشی سرگرمیوں اور ملکی صارفین کو تیل کی قیمتوں میں اضافے کی منتقلی سے ہم آہنگ رہی۔ نان ٹیکس محاصل بھی بھرپور انداز میں بحال ہوگئے۔ ان محاصل میں صوبائی نان ٹیکس محاصل، بلند مارک اپ ادائیگی، منافع منقسمہ آمدنی اور پی ٹی اے رپوسٹل سروس منافع کی وجہ سے اضافہ ہوا۔

اخراجات کی نمو میں تیزی کی بڑی وجہ بلند صوبائی مصارف تھے اور جاریہ اور ترقیاتی مصارف دونوں میں بہت اضافہ ہوا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران صوبائی ترقیاتی اخراجات 36.7 فیصد بڑھ گئے جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 13.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ وفاقی حکومت کے اخراجات کی نمو بھی بلند رہی اور پچھلے برس کے 28.9 فیصد کے مقابلے میں 25 فیصد کے قریب ہے۔ اس کا سبب اسمبلیوں کی میعاد کے خاتمے سے پہلے جاری منصوبوں کی ہنگامی تکمیل کی ضرورت تھی۔ ترقیاتی اخراجات میں نمو کی طرح جاریہ اخراجات میں بھاری اضافہ بھی زیادہ تر صوبوں کی وجہ سے ہوا، خصوصاً مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں۔ وفاقی سطح پر قرضوں کی واپسی اور دفاعی اخراجات اور صوبوں میں عمومی سرکاری خدمات، معاشی امور، نظم عامہ اور تحفظ کے شعبوں نے جاریہ اخراجات میں اضافہ کیا۔

اس کے نتیجے میں بلند مالیاتی خسارہ زیادہ تر اسٹیٹ بینک اور بیرونی وسائل سے قرضوں کے ذریعے پورا کیا گیا۔ جہاں تک بیرونی مالکاری کا تعلق ہے، حکومت کا کمرشل قرضوں اور ریاستی بانڈز پر بہت زیادہ انحصار رہا۔ مزید برآں، ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی قدر بڑھنے اور روپے کی قدر گھٹنے کے نتیجے میں باز قدر پیمائی نقصانات سے بھی بیرونی قرض میں خاصا اضافہ ہو گیا۔ مجموعی طور پر ان تبدیلیوں کی وجہ سے سرکاری قرض نمایاں طور پر بڑھ گیا اور مالی سال 14ء کے بعد سے اب تک مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں ریکارڈ قرض اکٹھا ہوا۔

بیرونی شعبہ

برآمدات اور ترسیلات زر کی بحالی کے باوجود بیرونی کھاتہ دباؤ میں رہا۔ تیل کی عالمی قیمتوں میں پھر اضافے کے رجحان اور اس کے ہمراہ مشینری اور ٹرانسپورٹ کی بلند درآمد نے تجارتی خسارے کو مزید ابتر کر دیا۔ اس کے نتیجے میں 12.1 ارب ڈالر کا جاری حسابات کا خسارہ ہوا جو کسی بھی مالی سال کے جولائی تا مارچ کی مدت کے خساروں میں بلند ترین ہے۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں برآمدات میں 13.1 فیصد سال بسال وسیع البنیاد نمو ہوئی جو 17.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ قابل ذکر امر یہ ہے کہ مالی سال 18ء کی صرف تیسری سہ ماہی کے دوران برآمدات میں 17.2 فیصد کی سال بسال نمو ریکارڈ کی گئی جو چھ سال سے زائد عرصے کی تیسری سہ ماہی کی بلند ترین نمو ہے۔ روایتی اور غیر روایتی دونوں قسم کی برآمدات نے اس بہتر کارکردگی میں حصہ ڈالا۔ مزید برآں یورپی یونین کی جانب سے جی ایس پی پلس کی حیثیت کی توسیع، اکتوبر 2017ء میں حکومت کے اعلان کردہ برآمداتی پیکیج اور عالمی طلب کی بحالی نے بھی برآمدات کی نمو کو تقویت دی۔ جہاں تک درآمدات کا تعلق ہے، خام تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے ساتھ مشینری کی درآمدی ادائیگیوں کے تاخیر سے اثر نے جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران درآمدی بل کو بڑھا دیا۔ درآمدی ادائیگیوں کا تقریباً 70 فیصد تین زمروں یعنی توانائی، مشینری اور دھاتوں کی جانب سے آیا۔ تاہم امکان ہے کہ مشینری کی درآمدات میں حالیہ کمی آگے چل کر ادائیگیوں پر دباؤ کو کم کر دے گی۔

سرکاری جزدانی سرمایہ کاری اور قرضوں میں اضافے اور خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں خفیف نمو کی بنا پر مالی رقوم کی آمد میں خاطر خواہ اضافہ مکمل طور پر جاری کھاتے کے خسارے کو پورا نہ کر سکا۔ اس صورتِ حال میں آخر مارچ مالی سال 18ء تک ملک کے سرکاری ذخائر 4.5 ارب ڈالر کم ہو کر 11.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئے۔ نتیجتاً روپے کی قیمت جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مجموعی بنیاد پر 9.6 فیصد کم ہو گئی۔

معاشی منظر نامہ

حکومت نے مالی سال 19ء کے لیے حقیقی جی ڈی پی کا ہدف 6.2 فیصد مقرر کیا ہے جس کی بنیاد بڑی حد گذشتہ چند برسوں میں نمو کی بڑھتی ہوئی رفتار ہے۔ تقویت دینے والے دیگر عوامل میں بلند پی ایس ڈی پی اور سی پیک اخراجات، بجلی کی فراہمی میں مزید بہتری اور صنعتی توسیع کے منصوبوں کا تسلسل شامل ہیں۔ تاہم بڑھتی ہوئی بیرونی کمزوری اور بلند مالیاتی خسارہ اس ہدف کے حصول کی راہ میں حائل اہم خطرات کا باعث بنے رہیں گے۔ مزید برآں، حقیقی شعبے میں موجودہ خشک سالی کا موسم اور پانی کی قلت شعبہ زراعت میں قدر اضافی پر منفی اثر ڈال سکتی ہے۔

امکان ہے کہ بلند ملکی طلب، توانائی کی قیمتوں میں ردّوبدل کا تاخیر سے اثر اور روپے کی قدر میں کمی مالی سال 19ء میں صارف اشاریہ قیمت مہنگائی میں اضافے کا باعث بن سکتے ہیں۔ دوسری طرف بنیادی غذائی اشیا کی موزوں طور پر فراہمی اور تیل کی مناسب قیمت اس مفلوف دباؤ کا اثر کم کر سکتی ہے اور مہنگائی کو مالی سال 19ء کے ہدف 6 فیصد کے لگ بھگ رکھنے میں مدد دے سکتی ہے۔

حکومت نے مالی سال 19ء کے لیے مالیاتی خسارے کا ہدف جی ڈی پی کا 4.9 فیصد مقرر کیا ہے جو ایف بی آر کے ٹیکس محاصل میں 12.7 فیصد کی متوقع نمو اور اخراجات میں 10.0 فیصد اضافے پر مبنی ہے جس میں جاریہ اخراجات پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ اگرچہ موجودہ بجٹ میں اخراجات کم کیے بغیر ٹیکس کی شرحیں گھٹائی گئی ہیں تاہم اس پس منظر میں مالیاتی خسارے کے ہدف کا حصول مشکل معلوم ہوتا ہے۔

بیرونی شعبے میں روپے کی قدر میں کمی، عالمی طلب کی بحالی، برآمدات کے لیے مالیاتی ترغیبات، بجلی کی فراہمی میں بہتری اور بین الاقوامی منڈیوں میں چاول اور کپاس کی قیمتوں کا بہتر منظر نامہ برآمدی نمو کے لیے حوصلہ افزا امکانات پیش کرتا ہے۔ نیز کارکنوں کی ترسیلاتِ زر کی نمو متوقع طور پر کچھ تیز ہو گی جس کا جزوی سبب سرکاری ذرائع سے رقوم ملک میں لانے کے لیے حکومت اور اسٹیٹ بینک کے اقدامات ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے فعال زری انتظام، روپے کی قدر میں کمی اور غیر ضروری درآمدی اشیا کی ملکی طلب کو کم کرنے کے لیے انتظامی اقدامات کے تسلسل کی بنا پر توقع ہے کہ درآمدات کی رفتار کم ہو گی۔

تاہم امکان ہے کہ بین الاقوامی اجناس خصوصاً تیل کی قیمت میں نمایاں اضافے کی بنا پر درآمدی بل بلند ہی رہے گا۔ اس کی وجہ سے مالی سال 19ء میں بھی تجارتی خسارہ بلند رہے گا۔ مزید یہ کہ مالی سال 19ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی رقوم پچھلے برس سے کم رہنے کی توقع ہے کیونکہ سی پیک کے توانائی کے متعدد منصوبے تکمیل کے قریب ہیں۔ چنانچہ مجموعی اعتبار سے محدود مالی رقوم کے ساتھ جاری کھاتے کا بلند خسارہ توازن ادائیگی کو دباؤ میں رکھے گا۔

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مالی سال18ء میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو عبوری تخمینوں کے مطابق 5.8 فیصد رہی جو مالی سال 17ء کی نمو 5.4 فیصد سے زائد ہے۔ حالیہ نمو گذشتہ 13 سال میں حاصل کی جانے والی بلند ترین نمو ہے جو م س 18ء کے طے کردہ مجموعی ہدف 6 فیصد کے قریب ہے۔ اس کارکردگی میں جن چیزوں نے اپنا کردار ادا کیا وہ زراعت میں صحت مند نمو، خدمات میں پائیدار نمو، اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی پیداوار میں ہونے والا اضافہ ہیں۔

جدول 2.1: جی ڈی پی اور اس کے اجزا

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو م س17ء[ن]	نمو م س18ء[ع]	نمو م س18ء[ہ]	نمو میں حصہ
زراعت	**18.9**	**2.1**	**3.8**	**3.5**	**0.7**
جس میں سے					
اہم فصلیں	4.5	2.2	3.6	2.0	0.2
گلّہ بانی	11.1	3.0	3.8	3.8	0.4
صنعت	**20.9**	**5.4**	**5.8**	**7.3**	**1.2**
جس میں سے					
کان کنی اور کوہ کنی	2.8	−0.4	3.0	3.5	0.1
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	10.8	5.6	6.1	6.3	0.7
بجلی کی پیداوار اور تقسیم	1.8	5.8	1.8	12.5	0.0
تعمیرات	2.8	9.8	9.1	12.1	0.2
خدمات	**60.2**	**6.5**	**6.4**	**6.4**	**3.8**
جس میں سے					
تھوک اور خردہ تجارت	19.0	7.5	7.5	7.2	1.4
مالیات اور بیمہ	3.4	10.8	6.1	9.5	0.2
عمومی سرکاری خدمات	7.9	5.9	11.4	3.9	0.9
جی ڈی پی	**100**	**5.4**	**5.8**	**6.0**	**5.8**
یادداشتی اجزا					
سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا تناسب		16.1	16.4		

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جی ڈی پی کی نمو کو کئی عوامل نے سہارا دیا، مثلاً (i) توانائی کی بہتر رسد، (ii) معاون پالیسیاں جن میں پست اور مستحکم شرحِ سود، اور زرِ اعانت، قرضے کی آسان شرائط کے ذریعے مالیاتی ترغیبات کی فراہمی، اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام پر بڑھتے ہوئے اخراجات شامل ہیں، (iii) سی پیک سے منسلک سرمایہ کاری اور منصوبوں کا تسلسل، اور (iv) سازگار بر آمدی طلب۔ مزید بر آں، امنِ عامہ اور سلامتی کی بہتر صورتِ حال سے بھی معیشت کو فوائد حاصل ہوئے۔

جہاں تک زراعت کا تعلق ہے تو اس شعبے نے م س 18ء کے دوران 3.8 فیصد نمو حاصل کی جو گذشتہ سال کی 2.1 فیصد اور م س 18ء کے نمو کے ہدف 3.5 فیصد دونوں سے زائد ہے۔ جو چیز زراعت کے لیے مددگار ثابت ہوئی وہ زمرہ گلہ بانی سے

ملنے والی مہمیز، اور کپاس اور گنّے کی فصلوں کی پیداوار میں معقول اضافہ ہے، یہ گنّے کی فصل کا ایک اور ریکارڈ سیزن تھا۔ تصدیق شدہ بیجوں اور کیڑے مار ادویات جیسے خام مال کا معیار بہتر رہا، مشینوں کا استعمال بڑھا، اور قرضوں کی تقسیم میں بھی اضافہ ہوا جس نے پانی کی ناکافی دستیابی اور کھاد کے پست استعمال کے فصلوں پر منفی اثرات جزوی طور پر زائل کرنے میں مدد دی۔

تخمینے کے مطابق خدمات کے شعبے نے م س 18ء کے دوران 6.4 فیصد نمو کا ہدف تقریباً حاصل کر لیا ہے، اس میں تھوک اور خردہ تجارت کی کارکردگی طاقتور رہی جس نے اجناس پیدا کرنے والے زمرے میں بہتری، درآمدی حجم میں اضافے اور عمومی سرکاری خدمات سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم مالیات اور بیمہ اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات میں گذشتہ سال کی نمو کی نسبت کمی دیکھی گئی۔

صنعتی شعبے کی کارکردگی بھی محدود رہی جس کی بنیادی وجہ بجلی اور گیس کی پیداوار اور تقسیم میں ہونے والی تیز رفتار کمی ہے۔ اس کمی کی بنا پر بھی جی ڈی پی کی نمو 6 فیصد کا نشانیہ عبور نہ کر سکی کیونکہ خدمات اور زراعت کے شعبوں نے اپنے ہدف حاصل کیے یا پھر وہ ہدف سے آگے بڑھ گئے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی پیداوار میں بہتری اور کان کنی اور کوہ کنی میں زبردست بہتری نے شعبے کی مجموعی نمو 5.8 فیصد پر لانے میں مدد دی جو گذشتہ سال کی کارکردگی 5.4 فیصد سے زائد ہے۔

زراعت اور تعمیرات (اور منسلک) شعبوں کی مستحکم کارکردگی سے حالیہ نمو کو تحریک ملی۔ ملک کی افرادی قوت میں غیر ہنرمند طبقے کی بھاری اکثریت ہے چنانچہ یہ دونوں شعبے ملک میں روزگار کے مواقع کو فروغ دیتے ہیں۔ جنوبی ایشیا پر عالمی بینک کا حالیہ مطالعہ بھی جی ڈی پی نمو اور روزگار کی تخلیق کے مابین اس تعلق کی توثیق کرتا ہے (**باکس 2.1**)۔

باکس 2.1: روزگار کے نئے مواقع پر نمو کے اثرات[1،2]

روزگار کو کسی ملک کی معیشت کی کارکردگی کا ایک اہم ترقیاتی اظہاریہ شمار کیا جاتا ہے۔ عالمی بینک کے ایک حالیہ مطالعے میں جنوب ایشیائی ملکوں میں نمو اور روزگار کے مابین تجربی تعلق کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا کے بیشتر ملکوں میں بڑھتی ہوئی افرادی قوت آبادی کی نمو سے آگے نکل جائے گی۔ تاہم افرادی قوت میں اضافہ کوئی مسئلہ نہیں ہے بشرطیکہ معیشت ملازمتوں کے کافی مواقع پیدا کر رہی ہو۔

[1] ماخذ: عالمی بینک کی مطبوعہ، ساؤتھ ایشیا اکنامک فوکس، اسپرنگ 2018ء: روزگار کے بغیر نمو۔

[2] اگرچہ ڈیٹا کے محدود دائرے اور تقابلی مسائل کی بنا پر یہ خطہ وار اسٹڈی ناکافی معلوم ہوتی ہے تاہم اس سے ماخوذ بنیادی سبق کا پاکستان پر بڑی حد تک اطلاق ہوتا ہے۔

پاکستان کے معاملے میں معیشت کو روزگار کی موجودہ سطح برقرار رکھنے کے لیے ہر سال تقریباً 1.3 ملین ملازمتیں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، اس ہدف کو حاصل کرنے کے لیے معاشی نمو کو ایک مخصوص حد پر لانا ضروری ہے۔ نمو اور روزگار کے مابین تعلق کے بارے میں تجربی شواہد بتاتے ہیں کہ نمو میں ہر فیصدی درجے اضافے کے نتیجے میں 0.2 ملین نئی ملازمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس تخمینے کی پیروی کی جائے تو ملازمت تلاش کرنے والے اپنے تمام نئے افراد کو کھپانے کے لیے پاکستان کو تقریباً 6.6 فیصد سالانہ معاشی نمو حاصل کرنی ہوگی۔ نمو کی رفتار جتنی بڑھے گی، مزید ملازمتیں فراہم کرنے کی ملکی استعداد بھی بڑھے گی۔

اسٹڈی کے مطابق یہ عوامل بھی ملازمتیں تخلیق کرتے ہیں۔ اول، روزگار کے فروغ میں ایک اہم ذریعہ بہتر انفرااسٹرکچر ہے، کیونکہ یہ کاروباری سرگرمیوں میں معاون ہوتا ہے۔ پاکستان کے تناظر میں سی پیک سے متعلق انفرااسٹرکچر کی، خاص طور پر خصوصی اقتصادی زون کی تشکیل کے ساتھ، ترقی کو کاروباری نمو کو مہمیز دینے والا عنصر قرار دیا جاتا ہے۔ دوم، عالمی منڈیوں کے ساتھ زیادہ ربط ضبط سے پیداواریت بڑھتی ہے اور اس سے حقیقی معاوضے کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ حال میں پاکستان کی برآمدات نے معاون سرکاری پالیسیوں اور عالمی طلب میں بحالی کے تحت بحالی کی کچھ علامات دکھانا شروع کی ہیں۔ آخری یہ کہ منصوبے کے تحت شہری ترقی ملازمتوں کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ شہری علاقے کسی ملک کو بیرونی ممالک کے ساتھ ملانے کا ذریعہ ہوتے ہیں اور ملک کی ترقی میں بطور انجن کام کرتے ہیں۔ پاکستان میں میگا سٹی ترقیاتی منصوبوں (خصوصاً ماس ٹرانزٹ) نے معاشی سرگرمیوں کو بڑھایا ہے اور جاری ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے بعد بھی اسی کی توقع ہے۔

پاکستان جی ڈی پی کی نمو کے علاوہ، نمو کی فی اکائی کے لحاظ سے مزید امیدواروں کو دو طرح سے جذب کر سکتا ہے۔ اوّل، نمو کی میکانیت میں معمولی تبدیلی ملازمتوں کی نمو کو مہمیز دے سکتی ہے۔ خاص طور پر ایس ایم ای کے نتیجے میں ہونے والی نمو بڑے پیمانے کی، بلند سرمایہ جذب کرنے والی صنعتوں کے مقابلے میں روزگار کے زیادہ مواقع فراہم کر سکتی ہے۔ دوم، ایس ایم ای اداروں میں خواتین کو کاروباری مواقع فراہم کرنے کی تازہ کوششیں سماجی بھلائی کی صورت میں بلند منافع کا سبب بن سکتی ہیں۔[3] جن ایس ایم ای اداروں کی منتظم خواتین ہیں ان میں مردوں کے بجائے خواتین کو ملازمت ملنے کے زیادہ امکانات ہیں۔[4] خواتین کو شرکت کی ترغیب دینے والا ایک قومی آؤٹ ریچ پروگرام بھی خواتین میں روزگار کے خاصے امکانات کو سامنے لا سکتا ہے۔ چنانچہ ضوابط ساز اداروں (اسٹیٹ بینک، ایس ای سی پی اور اسمیڈا) کو ایس ایم ای اداروں کے فروغ اور وسعت کا پلیٹ فارم مہیّا کرنے کے لیے آپس میں اشتراک بڑھانے کی ضرورت ہے۔ نیز، یہ ادارے خواتین کے زیرِ انتظام ایس ایم ای اداروں کو آگے بڑھانے کے لیے تعاون دے سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں اسٹیٹ بینک نے ایس ایم ای فنانس کے فروغ کے لیے ایک پالیسی کا دسمبر 2017ء میں اعلان بھی کیا ہے۔ اس پالیسی کے 9 کلیدی ستون یہ ہیں: ضوابطی فریم ورک بہتر بنانا، مائکرو فنانس بینکوں کا درجہ بڑھانا، رسک کم کرنے کی حکمتِ عملی، ایس ایم ای بینکاری کے لیے سادہ طریقہ کار، منصوبوں کی بنیاد پر قرضوں کا اجرا اور قدری زنجیر کی مالکاری، استعداد کاری اور آگاہی میں اضافہ، ایس ایم ای اداروں کو سہارا دینا، ٹیکنالوجی سے بہتر استفادہ کرنا اور ٹیکس نظام سادہ بنانا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسٹیٹ بینک کے ایس ایم ای فریم ورک نے 2020ء کے لیے مخصوص بینچ مارک متعین کیے ہیں جن میں یہ شامل ہیں (i) نجی شعبے کے قرضے میں ایس ایم ای کا تناسب موجودہ 8 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد پر لانا، اور (ii) قرض یافتگان کی تعداد موجودہ ایک لاکھ چونسٹھ ہزار سے بڑھا کر پانچ لاکھ تک لانا۔ ان اقدامات سے مستقبل میں ملازمتوں کی تخلیق میں مدد ملنے کی توقع ہے۔

2.2 زراعت

م س 18ء میں شعبہ زراعت میں 3.8 فیصد وسیع البنیاد نمو ہوئی جو نمو کے 3.5 فیصد ہدف اور گذشتہ سال کی کارکردگی 2.1 فیصد دونوں سے آگے ہے۔ اہم فصلوں میں نمو 3.6 فیصد ہوئی جبکہ گذشتہ سال 2.2 فیصد ہوئی تھی۔ ماہی گیری اور کپاس کی جننگ کے شعبوں سے خاصی مدد ملی (**جدول 2.2**)۔ فصلوں کے شعبے کی نمو کا بڑی حد تک سبب گنّے اور چاول کی عمدہ کارکردگی کو قرار دیا جا سکتا ہے جس نے اہم فصلوں کے شعبے

[3] پاکستان میں افرادی قوت میں خواتین کی حصہ داری بے حد کم ہے اور جنوب ایشیائی معیار سے بھی کم ہے۔

[4] ماخذ: خواتین کے زیرِ انتظام کاروباری ادارے، بی ڈی آر سی کی آزادانہ رپورٹ، فروری 2015ء

میں بالترتیب 15.2 فیصد اور 13.1 فیصد حصہ ڈالا۔ گنّے اور چاول کی ریکارڈ پیداوار اور کپاس میں دوہندسی نمو کی بنا پر گندم اور مکئی میں ہونے والی کمی کو بخوبی زائل کر دیا گیا(**جدول 2.3**)۔

کھاد اور پانی جیسی ضروری اشیا کی قلت کے باوجود فصلوں کی بہتر کارکردگی کو مددگار سرکاری پالیسیوں (پرکشش سرکاری قیمتیں اور زر اعانت)، دیگر معیاری خام مال (تصدیق شدہ بیج اور کیڑے مار دوا) کی دستیابی اور زرعی قرضے میں اضافے کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

جدول 2.2: زرعی شعبے کا اضافہ قدر

تناسب اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجوں میں

	تناسب	نمو			نمو میں حصہ	
	م س18ء	م س17ء[ن]	م س18ء[ہ]	م س18ء[ع]	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]
فصل کا شعبہ	36.9	0.9	–	3.8	0.3	1.4
اہم فصلیں	23.6	2.2	2.0	3.6	0.5	0.8
دیگر فصلیں	10.8	−2.7	3.2	3.3	−0.3	0.4
کپاس کی جننگ	2.5	5.6	6.5	8.7	0.1	0.2
گلہ بانی	58.9	3	3.8	3.8	1.7	2.2
جنگل بانی	2.1	−2.4	10	7.2	−0.1	0.1
ماہی گیری	2.1	1.2	1.7	1.6	0	0
مجموعی	**100**	**2.1**	**3.5**	**3.8**		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ن: نظر ثانی شدہ، ع: عبوری، ہ: ہدف

فصلوں کا شعبہ:

خام مال

جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران اہم خام مال کے جائزے سے زرعی قرضے میں اضافے کا پتہ چلتا ہے جبکہ کھاد کے استعمال اور پانی کی دستیابی میں کمی واقع ہوئی۔ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران زرعی قرضے کا اجرا 40.8 فیصد بڑھ گیا، گذشتہ سال اسی عرصے میں 23 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسی طرح زیرِ جائزہ عرصے کے دوران یوریا کا استعمال 2.9 فیصد کم ہو گیا جبکہ ڈی اے پی کے استعمال میں 5.2 فیصد کمی آئی۔ آبپاشی کے پانی کی دستیابی بھی گذشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت 6.1 فیصد کم ہو گئی۔ کھاد کے استعمال اور پانی کی دستیابی میں کمی ربیع کے موسم میں زیادہ نمایاں رہی جس سے گندم اور مکئی کی فصلیں بری طرح متاثر ہوئیں۔

گندم:

م س 18ء میں گندم کی پیداوار 25.5 ملین ٹن رہی جو گذشتہ سال کی پیداوار سے 4.4 فیصد کم ہے۔ اسی طرح حالیہ پیداوار م س 18ء کا ہدف 26.7 ملین ٹن حاصل نہ کر سکی۔ وفاقی ادارہ شماریات کے نظر ثانی شدہ تخمینے کے مطابق م س 17ء میں گندم کی ریکارڈ پیداوار 26.7 ملین ٹن

رہی تھی جس سے ہونے والی یافت میں م س 16ء کے مقابلے میں سال بسال 6.9 فیصد نمو حاصل ہوئی تھی۔ رواں سال پاکستان گندم کی پہلے جیسی فصل حاصل نہیں کر سکا کیونکہ گندم کے زیرِ کاشت رقبے اور یافت میں بالترتیب 2.7 فیصد اور 1.8 فیصد کمی آگئی (**شکل 2.1**)۔

جدول 2.3: اہم فصلوں کی پیداوار

ملین ٹن، کپاس ملین گانٹھیں، نمو فیصد میں

		پیداوار			نمو	
	اہم فصلوں میں فیصد حصہ	م س 17ء	م س 18ءہ	م س 18ء	م س 17ء	م س 18ء
کپاس	23.3	10.7	13.6	11.9	*7.6*	*11.8*
چاول	13.1	6.8	6.8	7.4	*0.7*	*8.6*
گنّا	15.2	75.5	68.5	81.1	*15.3*	*7.4*
گندم	38.4	26.7	26.5	25.5	*4.1*	*-4.4*
مکئی	10.0	6.1	5.6	5.7	*16.4*	*-7.0*

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، ہ: ہدف

گندم کی فصل کو بنیادی طور پر چار عوامل نے نقصان پہنچایا۔ اول، گنّے کی کچل کاری تاخیر سے شروع ہوئی چنانچہ گندم کی بوائی کے لیے زمین دستیاب نہ ہو سکی۔ دوم، م س 18ء کے موسم ربیع کے دوران پانی کی دستیابی خاصی کم رہی جس کا ثبوت یہ ہے کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے مقابلے میں آبپاشی کے پانی کا بہاؤ 14.5 فیصد کم رہا۔ سوم، سیزن کے دوران کھاد میں فاسفیٹ جزو کا استعمال کم رہا،[5] جس میں سال بسال 13.3 فیصد کمی دیکھی گئی۔ چہارم، مارچ میں معمول سے زیادہ درجہ حرارت رہنے سے پنجاب اور سندھ میں گندم کی یافت پر منفی اثر پڑا۔

گندم کی پیداوار میں کمی کے باوجود م س 18ء کی گندم کی فصل ضرورت سے زیادہ رہی جس سے ذخیرے میں مزید اضافہ ہو گیا۔ سرکاری ادارے اس سال تقریباً 6.9 ملین ٹن[6] گندم خریدنے کے لیے تیار ہیں، تاہم آخر اپریل (یعنی خریداری کے سیزن کا آغاز) تک ذخیرہ گاہوں میں پہلے ہی 6.9 ملین ٹن گندم موجود ہے، چنانچہ تخمینے کے مطابق اس سال سرکاری ذخیرہ گاہوں میں گندم کا ذخیرہ آسانی سے 10 ملین ٹن تک پہنچ جائے گا۔

گندم کے ذخائر میں کچھ کمی فروری-مارچ 2018ء کے دوران برآمدات کی بنا پر ہوئی۔ دسمبر 2017ء میں حکومت نے 2 ملین ٹن[7] گندم برآمد کرنے کی اجازت دی تا کہ جون 2018ء تک اگلی فصل ذخیرہ کرنے کے لیے کچھ گنجائش نکلے۔ اس 2 ملین ٹن گندم کی برآمد پر پُرکشش ترغیبات

[5] فاسفیٹ گندم کی فصل کے لیے ایک اہم مقوّی جزو ہے۔

[6] ماخذ: سالانہ منصوبہ 18-2017ء

[7] اقتصادی رابطہ کمیٹی نے پنجاب کو 1.5 ملین ٹن اور سندھ کو 0.5 ملین ٹن گندم 30 جون 2018ء سے قبل برآمد کر دینے کی اجازت دی۔

بھی دی گئیں: بحری راستے سے برآمد پر فی ٹن 159 ڈالر اور زمینی راستے سے برآمد پر فی ٹن 120 ڈالر۔[8] فروری–مارچ 2018ء کے دوران 0.3 ملین ٹن[9] گندم برآمد کرلی گئی (**باب 5**)۔ گندم کی برآمد سے خریداری کے مقامی اداروں کو کچھ سہولت ملی تاہم اس کی خاطر حکومت کو برآمدی زرِاعانت کی ادائیگی برداشت کرنی پڑی تاکہ ملکی اور عالمی قیمتوں کے مابین فرق کا ازالہ کیا جاسکے۔[10]

کپاس:

م س 18ء کے دوران کپاس کی پیداوار تازہ ترین تخمینے کے مطابق 11.9 ملین گانٹھیں ہے جو گذشتہ سال کی نسبت 11.8 فیصد اضافہ ہے، جبکہ سالانہ منصوبے میں شامل ہدف 13.6 ملین گانٹھیں حاصل نہیں کی جاسکیں۔ گندم کی فصل کی طرح کپاس کی کم پیداوار کا سبب بھی گنّے کے زیرِ کاشت رقبے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

شکل 2.1 : گندم کی پیداوار اور رقبہ

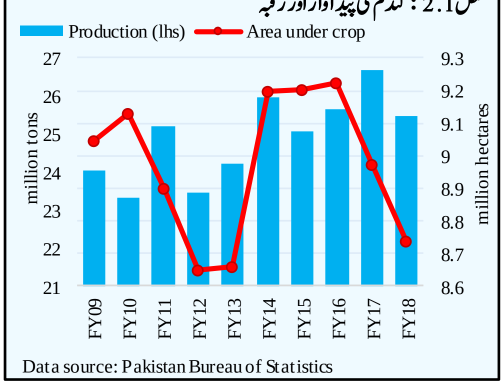

گندم اور گنّے کے لیے معاون سرکاری پالیسیاں کاشت کاروں کے لیے پُرکشش رہی ہیں جس کا نتیجہ ان اجناس کی فاضل پیداوار کی صورت میں سامنے آیا ہے۔ اگر بھاری زرِاعانت نہ دیا جائے تو موجودہ ذخائر کی عالمی منڈی میں فروخت کی راہ میں پست عالمی قیمتیں رکاوٹ ہیں۔ چنانچہ گندم اور شکر کے اضافی ذخائر نے حکومت کے مالی دباؤ میں خاصا اضافہ کردیا ہے۔ یہ صورتِ حال فصلوں کے نرخوں میں ایسی حقیقت پسندی لانے کا تقاضا کرتی ہے جس سے فصلیں ملکی استعمال کے لیے کافی ہوں اور وسائل دیگر فصلوں کی طرف موڑے جاسکیں۔ تیل کے بیجوں کی فصلوں پر توجہ دے کر خوردنی تیل کے درآمدی اخراجات روکے جاسکتے ہیں (**باکس 2.2**)۔

[8] ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق۔

[9] بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ویت نام، اومان اور مسقط کو گندم 185 تا 200 ڈالر فی ٹن نرخوں پر برآمد کی گئی۔

[10] گندم کی برآمد پر زرِاعانت کی مجموعی رقم 320 ملین ڈالر تک متوقع ہے جو سرکاری اخراجات میں شمار ہوگی۔

باکس 2.2: پاکستان میں تیل کے بیجوں کی فصلیں: ایک متبادل راستہ

پاکستان کو ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود م س 17ء میں 2.0 ارب ڈالر[11] مالیت کے 2.7 ملین میٹرک ٹن خوردنی تیل[12] درآمد کرنے پڑے، جبکہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران[13] 1.7 ارب ڈالر کے 2.2 ملین میٹرک ٹن خوردنی تیل درآمد کیے گئے تاکہ خوردنی تیل کی ملکی صنعت کی ضروریات پوری کی جاسکیں۔ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران تیل کے اہم روغنی بیجوں[14]

شکل 2.2.1: روغنی بیجوں کا زیرِ کاشت رقبہ اور پیداوار

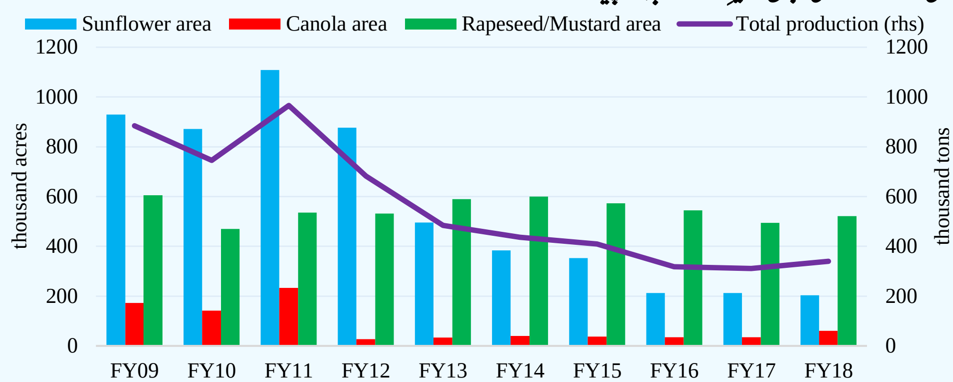

Dara source: Pakistan Oilseeds Development Board

کی درآمدات 0.8 ارب ڈالر رہیں جبکہ م س 17ء کی اسی مدّت کے دوران اس درآمد کی مالیت 0.6 ارب ڈالر تھی۔ امریکی محکمہ زراعت کی رپورٹ کے مطابق روغنی بیجوں کی درآمد مزید بڑھنے اور خوردنی تیل کی درآمد سے آگے نکل جانے کی توقع ہے۔[15] پاکستان خاصی مقدار میں تیل کے بیج پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے جس سے روغنی بیجوں کی درآمد میں خاصی کمی آئے گی جبکہ خوردنی تیل کی درآمد بھی کم ہوگی۔

موجودہ صورتِ حال: ملک میں روغنی بیجوں کی اہم فصلیں کپاس کے بیج، سورج مکھی، سرسوں اور کینولا ہیں۔[16] تیل کی اوسط ملکی پیداوار م س 08ء تا م س 17ء کے دوران 0.6 ملین ٹن رہی، جبکہ خوردنی تیل کی مجموعی دستیابی 3.2 ملین ٹن پر برقرار رہی جس کا مطلب ہے ملک میں پیداوار بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ پولٹری فیڈ بنانے کے لیے بیجوں کی درآمد بھی بڑھ رہی ہے۔[17]

[11] خوردنی تیل کی مجموعی رسد میں سے 88 فیصد درآمد کرنا پڑتا ہے۔ ماخذ: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ

[12] یہ اعدادوشمار سویابین اور پام آئل کی درآمد کے ہیں۔

[13] ماخذ: پاکستان دفتر شماریات کا درآمدات کا ڈیٹا۔

[14] اہم روغنی بیجوں کی درآمد سویابین، سورج مکھی اور کینولا کے بیجوں پر مشتمل ہے۔

[15] ماخذ: GAIN رپورٹ، 2018ء: تیل کے بیج اور مصنوعات سالنامہ اسلام آباد، پاکستان۔

[16] ماخذ: پی اے آر سی۔ روغنی بیجوں کی دیگر فصلیں مونگ پھلی، تِل، کَسَم، السی، جوجوبا، ارنڈی، Salicornia اور پیلو ہیں۔

[17] سویابین کے بیج سے سویا میل مصنوعات کے لیے پروٹین نکالا جاتا ہے جو پولٹری فیڈ کا اہم جز ہے۔

بہت سی پالیسیوں کے نتیجے میں روغنی بیجوں کی پیداوار کم ہوگئی ہے جس سے ان کی درآمد پر بھاری انحصار کرنا پڑتا ہے۔ گندم اور گنّے کے نرخوں کے لیے معاون پالیسیوں کے سبب روغنی بیجوں کی پیداوار پر منفی اثرات پڑے ہیں جیسا کہ روغنی بیجوں کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی سے واضح ہے (**شکل 2.2.1**)۔ مناسب مشینری[18] اور بلند یافت دینے والی اقسام کی عدم موجودگی کے سبب روغنی بیجوں کی کاشت کو مزید نقصان پہنچا ہے۔[19] اس کے علاوہ درآمد کو ترغیب دینے والی پالیسیوں اور تیل کے درآمد کنندگان کے لیے آزادانہ تجارت کے معاہدوں سے روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ جولائی 2015ء میں سویابین کے بیج پر کسٹم ڈیوٹی کم کرکے 3 فیصد کر دی گئی جبکہ سویا میل (جو پولٹری فیڈ میں استعمال ہوتا ہے) کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی 10 فیصد رہی چنانچہ سویا میل کی نسبت سویابین کے بیج کی درآمد میں اضافہ ہوا۔ نیز، محلل کشید کرنے والوں (solvent extractors) کے لیے جولائی 2014ء سے سویابین پر سیلز ٹیکس گھٹا کر 6 فیصد کر دیا گیا، اس کے مقابلے میں کینولا یا سورج مکھی پر سیلز ٹیکس 16 فیصد تھا۔ نتیجتاً محلل کشید کرنے کے لیے سویابین کی جو درآمد م س 15ء میں محض 50000 ٹن تھی، م س 17ء میں بڑھ کر 640000 ٹن ہو گئی۔[20]

منڈی میں گندم اور شکر کی افراط روغنی بیجوں کی فصل کو فروغ دینے کا موقع فراہم کرتی ہے تاکہ کاشتکاروں کو فاضل پیداوار دینے والی فصلوں سے ہٹا کر دوسری فصلوں پر متوجہ کیا جائے۔[21]

مطلوبہ پالیسی اقدام:

روغنی بیجوں کی پالیسی: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ کو ملک میں تیل کے بیجوں کے فروغ کی خاطر ایک متعلقہ پالیسی تشکیل دینے کی ضرورت ہے جس میں متعلقہ فریقوں[22] کا اشتراک بھی ہو اور جسے حکومت سے جلد از جلد منظور کرایا جائے۔ اس سلسلے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی بالترتیب ذمہ داریوں اور اہداف کی واضح حد بندی درکار ہوگی۔

معیاری بیجوں کی پیداوار اور مخلوط بیجوں کی تیاری: معیاری روغنی بیجوں کی تیاری کے لیے متعدد منصوبوں پر کام جاری ہے۔ اس سلسلے میں پاکستان زرعی تحقیق کونسل (پی اے آر سی) نے کینولا کا ایک مخلوط ورائٹی کا بیج تیار کیا ہے اور اسے شمالی پنجاب اور خیبر پختونخوا میں کاشت کیا ہے۔ نیز، پوٹوہار وادی میں زیتون کی کاشت کا آغاز کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود، مقامی طور پر معیاری مخلوط بیجوں کی پیداوار پر مزید توجہ کی اب بھی ضرورت ہے تاکہ حتمی استفادہ کنندگان کے لیے خام مال پر اخراجات کم کیے جائیں۔

کاشت کاروں کو ترغیب: روغنی بیجوں کے کاشت کاروں کو نرخوں میں رعایت یا زرِ اعانت فراہم کی جاسکتی ہے تاکہ ان کی نفع یابی گندم جیسی فصلوں کے مساوی لائی جاسکے۔ حکومتِ پنجاب نے ربیع م س 18ء کی فصل کے لیے اعلان کیا ہے کہ کینولا اور سورج مکھی کی فصلوں کی بوائی پر فی ایکڑ پانچ ہزار روپے نقد ادا کیے جائیں گے اور یہ اعلان دو ایکڑ رقبے کے لیے مخصوص ہوگا۔ اس کے نتیجے میں اِن فصلوں کا زیرِ کاشت رقبہ بڑھ گیا ہے جس سے روغنی بیجوں کی پیداوار بڑھانے میں ترغیبات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

نرخوں کو حقیقت پسندانہ بنانا اور روغنی بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد پر کوٹا عائد کرنا: روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کو فروغ دینے کے لیے روغنی بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد پر عائد نرخوں کو حقیقت پسندانہ بنایا جاسکتا ہے۔ مزید بر آں، روغنی بیجوں کی درآمد محدود کرنے کی غرض سے کوٹا کی حد متعارف کرائی جاسکتی ہے۔ اسی طرح روغنی بیجوں کی ملکی پیداوار کے تحفظ کی خاطر، کٹائی کے سیزن میں بیجوں اور خوردنی تیل کی درآمد کی حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔

---

[18] کینولا اور سورج مکھی جیسی فصلوں کے لیے مناسب مشینری مثلاً پلانٹرز، ہارویسٹر، اور بیج خشک کرنے والی مشینیں دستیاب نہیں ہیں۔

[19] م س 08ء کے دوران سورج مکھی کا زیرِ کاشت رقبہ 1.1 ملین ایکڑ تھا جس سے 643000 ٹن پیداوار ہوئی تھی۔ م س 17ء کے دوران یہ رقبہ سکڑ کر 0.2 ملین ایکڑ رہ گیا جس کی پیداوار 104000 ٹن ہے۔

[20] یہ تبدیلی اس لحاظ سے منفی ہے کہ سویابین کشید کرنے کا تناسب صرف 17 سے 18 فیصد ہے، جبکہ سورج مکھی کا 47 فیصد اور ریپ سیڈ / کینولا کا 43 فیصد ہے۔

[21] م س 18ء میں گنّا 1.3 ملین ہیکٹر رقبے پر کاشت کیا گیا جس سے 81.1 ملین ٹن گنّا حاصل ہوا۔ اس گنّے سے تقریباً 6.3 ملین ٹن شکر بنے گی جبکہ ملکی ضرورت تقریباً 3.4 ملین ٹن (16.3 کلو گرام فی کس) ہے۔ اس کا مطلب ہے ضرورت سے زیادہ 0.6 ملین ہیکٹر رقبے پر گنّا کاشت کیا گیا، اس رقبے کو روغنی بیجوں کی کاشت کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ماخذ: پاکستان آئل سیڈ ڈیولپمنٹ بورڈ

[22] متعلقہ فریقوں میں کاشت کار، محلل کشید کرنے والے اور مرغیوں کی فیڈ تیار کرنے والے ادارے شامل ہیں۔

2.3 صنعت[23]

رواں مالی سال کے دوران صنعتی پیداوار میں نمو م س08ء سے اب تک کی بلند ترین نمو ہے۔ اس کارکردگی میں قابلِ ذکر حصہ جس چیز نے ادا کیا وہ تعمیراتی اور اشیاسازی کی سرگرمیاں تھیں۔ اشیاسازی کے ذیلی شعبوں مثلاً فولاد، سیمنٹ اور گاڑیوں پر سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) اور سی پیک سے متعلق اخراجات کے ذیلی اثرات پڑے۔ ان تمام صنعتوں میں پیداواری اعدادوشمار ریکارڈ سطح پر پہنچ گئے۔

تاہم صنعت م س18ء کا مقررہ ہدف حاصل نہ کر سکی جس کی وجہ بجلی کی پیداوار اور گیس کی تقسیم کی طرف سے مجموعی اضافۂ قدر (gross value addition) میں پست اضافہ تھا۔ اس شعبے کی مجموعی اضافۂ قدر میں سست روی کا سبب یہ تھا کہ ایندھن کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے سے پیداواری لاگت بڑھ گئی جبکہ سرکاری قیمتوں کے طریقہ کار کے تحت محاصل میں نمو محدود رہی۔ مزید برآں فرنس آئل سے چلنے والے غیر پیداواری بجلی گھروں کی مرحلہ وار بندش نے بھی مجموعی اضافۂ قدر پست کرنے میں کردار ادا کیا۔ اس تناظر میں بجلی کی پیداوار میں بہتری آنے کے باوجود یہ صرف 1.8 فیصد نمو حاصل کر سکا جو گذشتہ سال 5.8 فیصد تھا۔[24]

جدول 2.4: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو، جولائی تا مارچ

فیصد

		سال بسال نمو		نمو میں حصہ	
	وزن	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	5.4	5.9		
ٹیکسٹائل	20.9	0.8	0.4	0.2	0.1
سوتی دھاگہ	13.0	0.8	0.1	0.1	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.5	0.0	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	−7.9	33.4	0.0	0.1
غذا	12.4	10.0	2.7	2.2	0.6
شکر	3.5	29.3	−11.7	2.5	−1.2
سگریٹ	2.1	−42.5	84.9	−0.9	0.9
نباتی گھی	1.1	2.3	−1.8	0.0	0.0
خوردنی تیل	2.2	1.1	15.6	0.0	0.5
سافٹ ڈرنکس	0.9	22.2	5.9	0.5	0.2
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	−0.3	12.3	0.0	0.7
فولاد	5.4	16.6	27.5	0.6	1.0
غیر دھاتی معدنیات	5.4	7.1	12.1	0.8	1.3
سیمنٹ	5.3	7.2	12.2	0.8	1.3
گاڑیاں	4.6	11.4	19.0	0.7	1.3
جیپ اور کاریں	2.8	4.7	22.1	0.2	0.7
کھاد	4.4	1.3	−8.3	0.1	−0.5
دواساز ادارے	3.6	9.0	4.4	0.7	0.4
کاغذ	2.3	9.8	9.0	0.3	0.3
برقی مصنوعات	2.0	18.0	45.2	0.3	0.8
کیمیکلز	1.7	−2.4	−0.4	−0.1	0.0
کاسٹک سوڈا	0.4	−0.6	21.1	0.0	0.1
چمڑا مصنوعات	0.9	−18.8	−9.1	−0.4	−0.1
ماسوائے شکر	66.8	3.2	7.9		

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[23] یہ سیکشن مارچ 2018ء تک کے حقیقی ڈیٹا پر مشتمل ہے۔ چنانچہ اس سیکشن میں دیے گئے اعدادوشمار کی **جدول 1** میں دیے گئے ڈیٹا سے مطابقت نہیں ہوگی کیونکہ وہ سالانہ تخمینے ہیں۔

[24] جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران بجلی کی پیداوار گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 12.9 فیصد بڑھ گئی۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی

جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بسال بنیاد پر معمولی یعنی 5.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 5.4 فیصد ہوئی تھی (**جدول 2.4**)۔[25] ان عوامل نے ایل ایس ایم کی نمو میں تعاون کیا: (i) توانائی کی رسد میں بہتری کی بنا پر استعداد کا استعمال بڑھنا، (ii) پست شرح سود کی بنا پر قرضے کا استعمال زیادہ ہونا، (iii) تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کی بنا پر منسلک صنعتوں میں پیداوار کو مہمیز لگنا، اور (iv) سی پیک سے متعلق منصوبوں اور امن وامان کی سازگار صورت حال کے سبب بہتر کاروباری ماحول۔

تعمیرات سے منسلک صنعتوں اور پائیدار صارفی اشیا کی صنعتوں میں قابلِ ذکر نمو ہوئی۔ تاہم شکر سازی کی صنعت گنّے کی ریکارڈ پیداوار کا فائدہ نہ اٹھا سکی، جبکہ گذشتہ سال شکر سازی کی صنعت بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو میں بنیادی محرّک رہی تھی۔ ماسوائے شکر سازی کے، جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے خاصی بہتر 7.9 فیصد نمو دکھائی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 3.2 فیصد رہی تھی۔ صنعت وار تفصیلی تجزیہ یہ ہے:

گاڑیاں

گاڑی سازی کے ذیلی شعبے میں جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران 19.0 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران 11.4 فیصد تھی (**جدول 2.4**)۔ حالیہ عمدہ کارکردگی میں ذاتی کاروں اور ٹریکٹر کی پیداواری کارکردگی عمدہ رہی جبکہ ہلکی کمرشل گاڑیوں کی پیداوار میں بحالی آئی (**جدول 2.5**)۔

[25] قومی آمدنی کھاتوں کی جانب سے مرتب کردہ جی ڈی پی تخمینے برائے م س18ء بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 6.2 فیصد کی تخمین شدہ نمو پر مبنی ہیں۔

طلبی پہلو سے، جن عوامل نے مسافر کاروں کے زمرے میں، جو گاڑیوں کے شعبے میں سب سے زیادہ حصّے کا حامل ہے، صارفین اور کاروباری اداروں کی دلچسپی برقرار رکھنے میں مدد دی وہ بڑھتی ہوئی آمدنی، پست شرحِ سود کا موجودہ ماحول، نئی اقسام کی آمد، اور ملک کے بڑے شہری علاقوں میں رائڈ ہیلنگ سروسز کا بڑھتا ہوا دائرہ ہیں۔ اس کے جواب میں زیرِ جائزہ عرصے کے دوران بڑھتی ہوئی طلب پوری کرنے کے لیے اس صنعت کے اداروں کو ڈبل شفٹ چلانی پڑی اور وہ debottlenecking کی کئی سرگرمیوں[26] میں سرمایہ لگاتے رہے۔ بلند طلب کا یہ بھی نتیجہ رہا کہ تیارکنندگان پاکستان روپے کی قدر گرنے کے اثرات کو اضافی نرخوں کی صورت میں آگے منتقل کرتے رہے اور فروخت پر اس کا کوئی منفی اثر نہیں ہوا۔ بلند طلب کی بنا پر جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران جیپ اور کاروں کی پیداوار میں 22.1 فیصد نمو حاصل کرنے میں مدد ملی جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران یہ 4.7 فیصد رہی تھی۔

جدول 2.5: جولائی تا مارچ، گاڑیوں کی پیداوار

				نمو (فیصد)	
تعداد	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
تمام کاریں	**137,067**	**143,317**	**166,166**	**4.6**	**15.9**
800 سی سی سے چھوٹی کاریں	53,130	45,390	53,705	-14.6	18.3
800 سے 1000 سی سی تک کاریں	19,139	26,180	38,377	36.8	46.6
1000 سی سی سے بڑی کاریں	64,798	71,747	74,084	10.7	3.3
ٹرک	**3,940**	**5,489**	**6,907**	**39.3**	**25.8**
بسیں	**746**	**893**	**555**	**19.7**	**-37.8**
ہلکی کمرشل گاڑیاں	**29,529**	**18,637**	**22,605**	**-36.9**	**21.3**
اسپورٹس گاڑیاں	**621**	**812**	**7,034**	**30.8**	**766.3**
ٹریکٹر	**21,942**	**37,938**	**52,551**	**72.9**	**38.5**
موٹر بائک	**998,040**	**1,211,454**	**1,410,034**	**21.4**	**16.4**

ماخذ: پی اے ایم اے

دیہی علاقوں میں قوتِ خرید بڑھانے میں بڑھتی ہوئی زرعی پیداوار، زرعی قرضے میں اضافے، اور پست سیلز ٹیکس نے کردار ادا کیا جس سے ٹریکٹروں کی طلب طاقتور ہوگئی۔ چنانچہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران ٹریکٹروں کی پیداوار میں 38.5 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 72.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

[26] انڈس موٹرز کی debottlenecking سے استعداد میں سالانہ دس ہزار یونٹوں کا اضافہ ہوا ہے۔

ہلکی کمرشل گاڑیوں کے شعبے میں جولائی تامارچ م س18ء کے دوران مستحکم بحالی آئی اور اس نے 21.3 فیصد نمو حاصل کی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 36.9 فیصد سکڑاؤ آیا تھا۔ بھاری کمرشل گاڑیوں کے زمرے میں ٹرکوں کی پیداوار نے اضافے کا سلسلہ جاری رکھا۔ تجارتی سرگرمیوں میں اضافہ ہونے سے ٹرکوں کی پیداوار کو فائدہ پہنچا جبکہ ملک میں سی پیک اور سرکاری شعبے کے انفراسٹرکچر منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔

شکل 2.2 : فولاد کی تیار مصنوعات کی رسد (جولائی تامارچ)

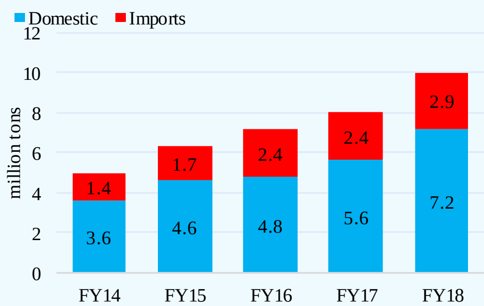

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, State Bank of Pakistan

فولاد

فولاد کی ملکی صنعت کو کئی عوامل سے فائدہ پہنچنے کا سلسلہ جاری رہا۔ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام اور سی پیک کے تحت تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافہ، تیار شدہ فولادی مصنوعات پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کا نفاذ، نجی شعبے میں مکانات کی اسکیمیں، اور آلات اور گاڑیوں کی طلب میں اضافہ وہ عوامل ہیں جنھوں نے اس صنعت کی نمو کو مہمیز دی۔ فولاد کی پیداوار میں مجموعی اضافہ جولائی تامارچ م س18ء کے دوران 27.5 فیصد رہا جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 16.6 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.2**)۔

فولاد کی مجموعی طلب خاصی زیادہ تھی جبکہ ملکی رسد میں نمو کم، چنانچہ اس فرق کو پورا کرنے کے لیے درآمدات پر بدستور انحصار کرنا پڑا۔ اس کے نتیجے میں ملک کو م س18ء کے اولین نوماہ کے دوران گذشتہ سال کے مقابلے میں تیار شدہ فولادی مصنوعات کی 20 فیصد زائد درآمد کرنی پڑی۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ صفِ اول کے نجی تیار کنندگان نے اپنا مارکیٹ شیئر مستحکم بنانے کے لیے اپنے توسیعی منصوبے (جو اگلے دو سے تین سال میں فعال ہونے کی توقع ہے) تیز کیے ہیں۔

سیمنٹ

سیمنٹ سازی کے شعبے میں جولائی تامارچ م س18ء کے دوران 12.2 فیصد اضافہ دیکھا گیا جو گذشتہ سال اسی مدت میں 7.2 فیصد تھا۔ مستحکم ملکی ترسیل (جس میں 17.9 فیصد نمو ہوئی) نے اس کارکردگی کو ممکن بنایا۔ دوسری طرف، سیمنٹ کی برآمد میں کمی جاری رہی۔ جولائی تامارچ م س

18ء کے دوران سیمنٹ کی بر آمد مزید 8.2 فیصد گر گئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 14.8 فیصد کمی دیکھی گئی تھی۔ حالانکہ حالیہ عرصے میں مڈغاسکر، سینیگال اور افغانستان کو بھیجی گئی سیمنٹ میں نمایاں اضافہ ہوا (**شکل 2.3**)۔

شکل 2.3: سیمنٹ کی فروخت (جولائی تا مارچ)

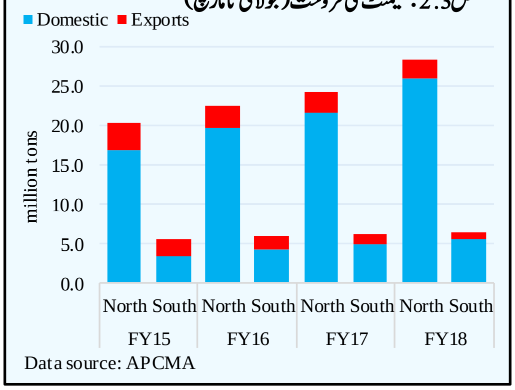

فولاد کی طرح سیمنٹ کی صنعت میں نمو بھی سی پیک سے متعلق منصوبوں، سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات اور نجی مکاناتی اسکیموں کا نتیجہ ہے۔ سیمنٹ ساز ادارے اگلے برسوں میں بڑھتی ہوئی طلب کا اندازہ لگا کر استعداد میں توسیع پر بھاری سرمایہ کاری کر رہے ہیں، ان کا ہدف خاص طور پر بلند منافع والی مارکیٹ میں اپنی پوزیشن کو مستحکم کرنا ہے۔

م س18ء میں اب تک پیداواری استعداد میں 3 ملین ٹن کا اضافہ ہوا ہے جس نے منڈی کی حرکیات کو متاثر کیا ہے۔ بڑی سیمنٹ ساز کمپنیوں کی مالیات کے تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ زیر جائزہ عرصے کے دوران اُن کی نفع یابی 6 فیصدی درجے کم ہوئی ہے۔ یہ بڑھی ہوئی مسابقت اور قیمت میں فرق کا ایک براہِ راست نتیجہ ہے، خاص طور پر ملک کے شمالی علاقوں میں۔ یہ رجحان اُس وقت تک برقرار رہنے کا امکان ہے جب تک توسیعی مرحلے کے پس منظر میں مارکیٹ شیئر حتمی طور پر طے نہیں ہو جاتے (دیکھیے خصوصی سیکشن 1: سیمنٹ کی صنعت – موجودہ حرکیات اور آئندہ کے امکانات)۔

غذا

جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران غذائی صنعت میں 2.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 10.0 فیصد نمو ہوئی تھی۔ ویسے تو بقیہ شعبے کی کارکردگی قابلِ تعریف تھی تاہم شکر کی پیداوار میں ہونے والی کمی نے اسے زائل کر دیا۔ سگریٹ کی پیداوار بحال ہوئی جبکہ ذیلی شعبے خوردنی تیل نے زیرِ جائزہ عرصے کے دوران اپنی نمو کی رفتار برقرار رکھی۔

گنّے کی ریکارڈ فصل ہونے کے باوجود جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران شکر سازی میں 11.7 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس اسی عرصے میں 29.3 فیصد نمو ہوئی تھی (**شکل 2.4**)۔ پِچائی کے سیزن کا آغاز تاخیر سے ہونے کی وجوہ یہ تھیں: (i) کاشت کاروں اور شوگر مل مالکان کے

درمیان نرخوں کا تنازع، اور (ii) پنجاب میں ایک عدالتی حکم سے بعض شکر ساز اداروں کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں، جس کے نتیجے میں اس صنعت کی کارکردگی دوسری صنعتوں سے کم رہی۔ تاہم شکر کی پیداوار میں نمو جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران اُس وقت کچھ تیز ہوئی جب سندھ میں نرخوں میں علامتی ردوبدل کیا گیا اور پنجاب میں پیداوار کے دوبارہ آغاز کے لیے عدالت نے شوگر ملوں کو relocate کرنے کی عارضی اجازت دی۔ اگر کچل کاری کا سیزن م س18ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران بھی جاری رہا تو توقع ہے کہ یہ صنعت گذشتہ سال کی پیداواری سطح عبور نہ کرسکی تو کم از کم اُس سطح تک ضرور پہنچ جائے گی۔

شکل 2.4: شکر کی پیداوار میں رجحانات (جولائی تا مارچ)

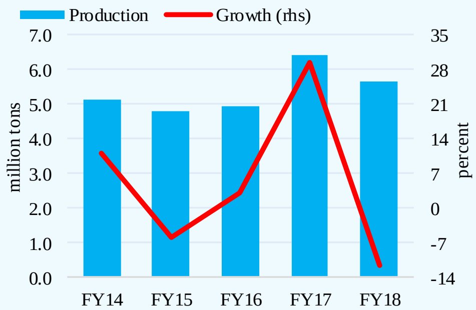

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

یہاں یہ بتانا مناسب ہوگا کہ شکر کی نہ نفع، نہ نقصان والی ملکی قیمتیں بین الاقوامی قیمتوں سے تقریباً 30 فیصد بلند رہیں۔[27] جہاں پہلے ہی بھاری ذخیرہ موجود ہو وہاں اضافی پیداوار م س18ء کے دوران شکر کے ذخائر میں مزید اضافہ ہی کرے گی۔ وفاقی حکومت نے شکر کی برآمد پر فی کلو 10.7 روپے زرِاعانت کا اعلان کیا اور 2.0 ملین ٹن شکر برآمد کرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ پاکستان مارچ 2018ء کے اختتام تک ایک ملین ٹن شکر برآمد کرنے میں کامیاب رہا۔ اس سے جہاں اضافی ذخائر کم کرنے میں مدد ملی وہاں جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران 10.8 ارب روپے کی زرِاعانت دی جاچکی ہے۔

شکل 2.5 : سگریٹ کی پیداوار میں رجحانات (جولائی تا مارچ)

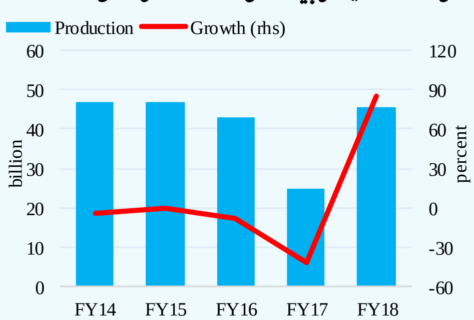

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران سگریٹ کی پیداوار میں تیزی سے بحالی دیکھی گئی جس کی نمو 84.9 فیصد رہی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 42.5 فیصد کی کمی ہوئی تھی (**شکل 2.5**)۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں تیسری سطح متعارف کرایا جانا اور سگریٹ کی غیر قانونی تجارت پر چھاپے مارنا سگریٹ

[27] وزارت صنعت و پیداوار نے شکر کی ملکی نہ نفع نہ نقصان قیمت کا تخمینہ 499 ڈالر فی ٹن لگایا ہے۔

کی باضابطہ صنعت کے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔ سگریٹ کی باضابطہ صنعت میں بحالی سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی اقدامات کا اثر ہوا ہے، تاہم اس بحالی کا ایک سماجی پہلو بھی ہے۔[28] تیسری سطح میں شامل کی گئی سگریٹ گذشتہ سال کی نسبت سستی ہے۔[29]

دواساز ادارے

دواساز شعبہ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران 4.4 فیصد نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہا جبکہ گذشتہ سال اس مدت میں 9.0 فیصد نمو حاصل کی تھی۔ م س 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران حکومت نے ڈرگ پرائسنگ پالیسی کے تحت دواؤں کی قیمتیں بڑھانے کی اجازت دی تھی جس سے دواساز کمپنیوں کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

دریں اثناوفاقی اور صوبائی سطحوں پر صحتِ عامّہ کے نظاموں کی منتقلی کے نتیجے میں اس شعبے کو کارگر اور موئژ بنانے میں مدد ملی۔ یہ بات پرائم منسٹر نیشنل ہیلتھ پروگرام اور خیبر پختونخوا میں صحت سہولت پروگرام سے واضح ہے۔ ایسے پروگراموں میں کم آمدن گروپ کے لاکھوں افراد کا اندراج کیا جاچکا ہے۔

برقی مصنوعات

بجلی کی رسد میں بہتری اور صارفین کی طرف سے نمایاں طلب نے برقی مصنوعات کے شعبے کی صحت مند کارکردگی میں اہم کردار ادا کیا۔ جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران اس شعبے کی نمو 45.2 فیصد رہی جو گذشتہ سال اسی عرصے میں 18.0 فیصد تھی۔ جن مصنوعات میں زیادہ تر اضافہ ہوا وہ برقی موٹر، برقی ٹرانسفارمر اور ایئر کنڈیشنر تھے۔

برقی موٹروں کی کارکردگی اس لیے بڑھی کہ اس شعبے کی ڈیٹا کوریج میں اضافہ ہوا جبکہ بجلی کی تقسیم پر حکومت کے مزید توجہ دینے سے ٹرانسفارمر کی طلب میں اضافہ ہوا۔ دریں اثنا موسم گرما کے جلد شروع ہونے، ایئر کنڈیشنروں کی برقی کارگزاری میں بہتری، مستحکم قیمتوں اور بڑھتی ہوئی آمدنی کے سبب بلند طلب سے برقی مصنوعات تیار کرنے والے اداروں کو فائدہ پہنچا۔

[28] تیسری سطح والا ڈیوٹی اسٹرکچر سرکاری خزانے میں اضافہ کر سکتا ہے تاہم اس سے مستقبل میں صحت پر سرکاری اخراجات بڑھ جائیں گے۔

[29] نیم اجارہ دار دوا داروں پاکستان ٹوبیکو کمپنی اور فلپ مورس پاکستان کی مالیات سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ سال کی یکساں مدت کے مقابلے میں م س 18ء کے پہلے نو ماہ کے دوران اُن کی فروخت پر اخراجات صرف 13 فیصد بڑھے تاہم آمدنی میں 31 فیصد اضافہ ہوا۔ اس طرح موازنے کی مدت کے دوران نفع یابی کی شرح بڑھ کر 254 فیصد ہوگئی۔

پیٹرولیم مصنوعات

پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے کی کارکردگی اگرچہ متاثر کن رہی تاہم وہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران صنعت کی آپریشنل استعداد میں ہونے والی نمایاں توسیع کے مطابق نہیں تھی۔ اس کی اہم وجہ ملک میں م س18ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران فرنس آئل سے چلنے والے بجلی گھروں (جو اس مصنوعہ کے سب سے بڑے صارف ہیں) کی ایک ماہ کی بندش تھی۔ اس صنعت کو سال بسال بنیاد پر مسلسل دوماہ پیداواری کمی کا سامنا کرنا پڑا تاہم فرنس آئل کی درآمد اور پیداوار پر گذشتہ پالیسی اقدامات میں رعایت ملنے کے بعد پیٹرولیم مصنوعات کے شعبے نے مستحکم بحالی دکھائی۔ جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران اس میں 12.3 فیصد کی صحت مند نمو ہوئی جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں جمود دیکھا گیا تھا۔

ٹیکسٹائل

زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ٹیکسٹائل کی پیداوار محدود رہی۔ شعبے کی نمو 0.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال اسی عرصے کے مقابلے میں نصف ہے، تاہم ٹیکسٹائل برآمدات کی مالیت م س18ء کے پہلے نو ماہ کے دوران 10.8 فیصد بڑھی۔

جدول 2.6: شعبہ خدمات کی کارکردگی

	جی ڈی پی میں حصہ	نمو (فیصد)		خدمات کی نمو میں حصہ	
		م س17ء[ن]	م س18ء[ع]	م س17ء[ن]	م س18ء[ع]
تھوک اور خردہ تجارت	19	7.5	7.5	35.7	36.4
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات	13	4.4	3.6	15.6	12.4
مالیات اور بیمہ	3.4	10.8	6.1	9	5.4
مکاناتی خدمات	6.5	4.0	4.0	7	6.9
عمومی سرکاری خدمات	7.9	5.9	11.4	11.6	22.3
دیگر نجی خدمات	10.4	8	6.1	21	16.5
خدمات	**60.2**	**6.5**	**6.4**	100	100

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

2.4 خدمات

خدمات کے شعبے نے م س18ء کے دوران نمو کا سلسلہ جاری رکھا اور 6.4 فیصد نمو حاصل کی جو گذشتہ سال اسی مدت میں 6.5 فیصد رہی تھی۔ زیادہ اضافہ تھوک اور خردہ تجارت اور عمومی سرکاری خدمات سے ہوا جبکہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران مالیات اور بیمہ اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات میں کمی دیکھی گئی۔ بحیثیتِ مجموعی حقیقی جی ڈی پی میں خدمات کا تناسب پہلی بار 60 فیصد سے بڑھ چکا ہے (**جدول 2.6**)۔

زمرہ تھوک اور خردہ تجارت کو زراعت اور اشیا سازی میں بہتر کارکردگی کا براہِ راست فائدہ پہنچا۔ اس کے علاوہ درآمدی حجم میں مستقل اضافے کے نتیجے میں یہ ذیلی شعبہ جولائی تا مارچ م س18ء کے دوران اپنے 7.2 فیصد نمو کے ہدف کو عبور کر گیا اور بارہ سال کی بلند ترین سطح 7.5 فیصد تک پہنچ گیا۔

دوسری جانب، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی نمو میں کمی کا سلسلہ متواتر تیسرے سال بھی جاری رہا، اس شعبے میں 3.6 فیصد نمو ہوئی جو م س 17ء میں 4.4 فیصد تھی۔ حالیہ کمی کا اہم سبب روڈ ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی مدھم کارکردگی ہے (**جدول 2.7**)۔

جدول 2.7: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات

	جی وی اے (ارب روپے)		نمو (فیصد)	
	م س 17ء ن	م س 18ء ع	م س 17ء ن	م س 18ء ع
ریلوے	1,778	4,755	-74.6	167.4
آبی ذرائع نقل وحمل	52,415	49,387	13.4	-5.8
فضائی ٹرانسپورٹ	99,742	110,693	3.6	11.0
پائپ لائن ٹرانسپورٹ	1,890	1,496	-2.4	-1.4
مواصلات	262,467	267,734	5.6	2.0
روڈ ٹرانسپورٹ	1,117,655	1,155,754	4.4	3.4
ذخیرہ	398,45	42,953	7.8	7.8
مجموعہ	**1,575,792**	**1,632,771**	**4.5**	**3.6**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جہاں تک ٹرانسپورٹ کا تعلق ہے روڈ ٹرانسپورٹ میں کمی میں اس لحاظ سے تضاد پایا جاتا ہے کہ زیر جائزہ عرصے میں کارگو ہینڈلنگ کی سرگرمیوں اور کمرشل گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ دیکھا گیا۔ یہ حوصلہ افزا ہے کہ م س 18ء کے دوران ریلوے اور فضائی سفر، دونوں زمروں میں سال بسال نمایاں بہتری آئی، جس میں سے ریلوے کی نمو 167.4 فیصد رہی جو گذشتہ سال 74.6 فیصد سکڑاؤ کا شکار ہوئی تھی۔[30] مستقبل میں بھی نمو کا یہ تسلسل جاری رہنے کی توقع ہے کیونکہ پاکستان ریلوے اپنی "ری وائٹلائزیشن اسٹریٹجی" پر عمل درآمد میں مصروف ہے جس میں مالی استحکام اور خدمات کی فراہمی پر توجہ مرکوز ہے،[31] جبکہ پی آئی اے قلیل سے وسط مدت میں اپنے سروسز ماڈل کی تشکیلِ نو کے لیے ایک پنج سالہ اسٹریٹجک بزنس پلان کا آغاز کر رہی ہے۔

شکل 2.6: تھری جی/ فور جی کے حصول کا رجحان

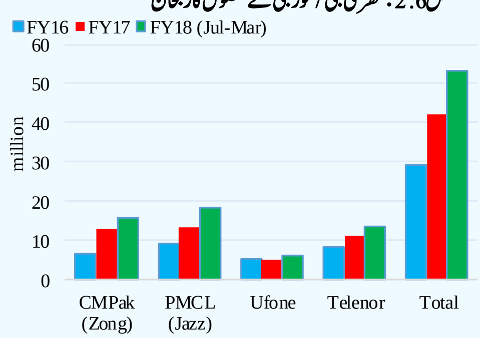

Data source: Pakistan Telecommunication Authority

[30] پاکستان ریلوے کی خام آمدنی میں جولائی تا دسمبر م س 18ء کے دوران سال بسال 26.7 فیصد اضافہ ہوا، اس دوران مسافروں کی تعداد میں 4.7 فیصد، مال برداری میں 55.8 فیصد اور مال برداری سے آمدنی میں 62.1 فیصد اضافہ دیکھا گیا۔

[31] وزارت ریلوے نے 2014ء میں اپنا وژن 2026ء شروع کیا تھا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ نقل وحمل کے شعبے میں ادارے کا حصہ بڑھانے کے لیے ریل کا انفراسٹرکچر بہتر بنایا جائے اور اپنے نیٹ ورک میں نئے انجنوں کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ چین سے 205 ویگنیں درآمد کی جانی تھیں جبکہ 595 کو اندرونِ ملک ہی تیار کرنا تھا۔ اس منصوبے کا پہلا مرحلہ 2017ء میں مکمل کر لیا گیا۔

زمرہ مواصلات کی مجموعی کارکردگی پی ٹی سی ایل کے منافع میں محدود نمو کے نتیجے میں متاثر ہوئی۔[32] تاہم مثبت بات یہ ہے کہ رواں مالی سال کے پہلے 9 ماہ کے دوران براڈبینڈ صارفین کی تعداد 59.6 ملین تک جا پہنچی جس کا مطلب ہے 12 ملین سے زائد صارفین کا اضافہ ہوا۔ اس ضمن میں بڑا حصہ سیلولر نیٹ ورک کے صارفین کا تھا (**شکل 2.6**)۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی گذشتہ رپورٹوں میں بھی بتایا گیا، موبائل براڈبینڈ سروسز کی آمد سے ملک میں ڈجیٹل اور مالی شمولیت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ تاہم ملک میں انٹرنیٹ اور موبائل ارتباط (connectivity) کا سازگار شمولیتی ماحول لانے میں ابھی بہت وقت لگے گا کیونکہ پاکستان صارف کی آمادگی (ناکافی ڈجیٹل لٹریسی اور مرد/خواتین کی شرکت کا غیر متوازن تناسب) اور متعلقہ مواد کی دستیابی دونوں کے لحاظ سے اپنے علاقائی ہمسایہ ملکوں سے پیچھے ہے (تفصیلات کے لیے **باکس 2.3**)۔

جدول 2.8: مالیات اور بیمہ

	م س18ء میں حصہ	نمو (فیصد) م س17ء	م س18ء
مرکزی بینکاری	1.9	-11.9	3.6
دیگر زری وساطت	86.9	10.7	8.8
جدولی بینک	82.5	9.5	7.2
غیر جدولی بینک	4.4	57.1	52.3
دیگر مالی خدمات بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	1.4	0.8	1.1
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	3.7	6.2	2.1
مالی خدمات کی معاون سرگرمیاں	6.1	24.8	-19.0
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**10.8**	**6.1**

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالیات اور بیمہ کے معاملے میں جدولی بینکوں کے مجموعی اضافہ ٔقدر کی نمو میں ہونے والی کمی اس ذیلی شعبے کی گذشتہ سال کی 10.8 فیصد نمو کو م س18 کے دوران گھٹا کر 6.1 فیصد تک لے آئی (**جدول 2.8**)۔ پست شرحِ سود کمرشل بینکوں کی نفع یابی کو مسلسل متاثر کر رہی ہیں تاہم دراصل ڈپازٹ کی رقوم میں سست اضافے نے اس شعبے کے منافع کو متاثر کیا۔[33]

باکس 2.3: پاکستان میں انٹرنیٹ کی شمولیت کی صورتِ حال

پاکستان میں انٹرنیٹ کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔ تھری جی / فورجی سروسز کی آمد سے موبائل فون آپریٹر اداروں نے ملک میں براڈبینڈ صارفین کی تعداد سرعت کے ساتھ بڑھائی ہے۔ اس کے نتیجے میں خدمات کی فراہمی کو ڈجیٹل روپ دینے کے دروازے کھل گئے ہیں جن سے ای کامرس کا دائرہ کار بڑھا ہے، زرعی معلومات کے ابلاغ میں سہولت آئی ہے، اور حکومت سے شہریوں کو

[32] پی ٹی سی ایل نے 2016ء میں ملازمین کے لیے رضاکارانہ علاحدگی کی اسکیم متعارف کرائی تھی، اسکیم کے تحت ادارے کو یکبارگی اخراجات برداشت کرنے پڑے جنہیں شامل کر لینے کے بعد 2017ء کے دوران سال بسال بنیاد پر بعد از ٹیکس نفع 30.2 فیصد کم ہو گیا۔

[33] جولائی تا مارچ م س2018ء کے دوران بینکوں کے ڈپازٹ 4.8 فیصد بڑھے جبکہ گذشتہ سال اسی عرصے میں 6.4 فیصد بڑھے تھے۔

شکل 2.3.1 : انٹرنیٹ کے شمولیتی اشاریے میں درجہ بندی

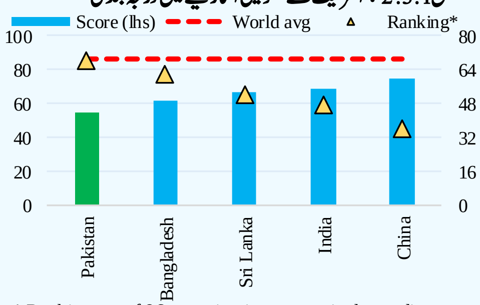

* Ranking out of 86 countries, importance in descending order
Data source: The Economist Intelligence Unit

(جی ٹو سی) متعدد خدمات تک آن لائن رسائی ممکن ہو گئی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ تاہم ملکوں کے باہمی موازنے کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ اس سلسلے میں، کم از کم طلب کے پہلو سے بہتری کی کافی گنجائش ہے۔

اکنامسٹ کے انٹیلی جنس یونٹ کے انٹرنیٹ کا شمولیتی اشاریہ (Inclusive Internet Index) 2018ء کے مطابق بحیثیت مجموعی پاکستان 86 ممالک میں سے 68 ویں درجے پر ہے۔ جنوبی ایشیا نے 100 میں سے اوسطاً 61 نمبر حاصل کیے جبکہ پاکستان کا اوسط 54.5 رہا (**شکل 2.3.1**)۔ درجہ بندی کے لیے چار پہلوؤں کو زیرِ غور لایا گیا جو دستیابی، قابلِ برداشت اخراجات، مناسبت اور آمادگی تھے۔ پاکستان نے ان چاروں میں ناقص کارکردگی دکھائی (**شکل 2.3.2**)۔

اشاریے میں دستیابی کے پہلو سے جن اظہاریوں کے بارے میں ملکوں کی کارکردگی کا موازنہ کیا گیا ان میں انفرااسٹرکچر، بجلی، استعمال، اور انٹرنیٹ تک رسائی کا معیار شامل ہیں۔ پاکستان کا درجہ 77 واں ہے کیونکہ استعمال کے لحاظ سے کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ ملک میں انٹرنیٹ کے مرد اور خواتین صارفین کی تعداد کے مابین بڑا تفاوت موجود ہے۔ صنفی رسائی کی مساوات کے اعتبار سے پاکستان دنیا میں پست ترین درجے پر ہے جہاں انٹرنیٹ تک رسائی کی شرحوں میں 266 فیصد فرق موجود ہے جبکہ موبائل فون کی ملکیت کے معاملے مردوں کا پلّہ 121.2 فیصد کے فرق سے بھاری ہے۔ یہ صورتِ حال مالی شمولیت کی قومی حکمتِ عملی (این ایف آئی ایس)، جس پر کام جاری ہے، کی روشنی میں پالیسی لانے کا تقاضا کرتی ہے۔

شکل 2.3.2 : اشاریے کے اسکور کا موازنہ

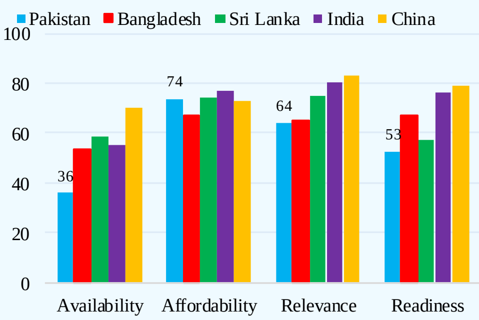

Data source: The Economist Intelligence Unit

صارفین کی آمادگی کے ضمن میں ناقص شرحِ خواندگی اور انٹرنیٹ تک پست رسائی کے سبب پاکستان ڈیجیٹل لٹریسی کے لحاظ سے نیچے سے دوسرے درجے پر ہے۔ تاہم جن چیزوں نے پاکستان کا بحیثیت مجموعی درجہ کچھ بہتر بنا کر اسے 68 ویں درجے پر پہنچایا ہے ان میں پالیسی (این ایف آئی ایس کی صورت میں حکومت کی مرکوز کوششوں کے سبب) اور بھروسہ (جس میں پاکستان دنیا میں 15 ویں درجے پر ہے کیونکہ اسے مستحکم سازگار ضوابط اور حفاظتی پروٹوکولز کی موجودگی کا سہارا حاصل ہے) شامل ہیں۔

پاکستان قابلِ برداشت اخراجات کے لحاظ سے[34] درجہ بندی میں درمیان (43 واں درجہ) میں ہے۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ وائرلیس انٹرنیٹ فراہم کنندگان کا مارکیٹ میں حاوی تناسب اور ان کے مابین مسابقت کی مستحکم سطح (یعنی چند اداروں کی اجارہ داری کی عدم موجودگی) ہے۔ پاکستان کے علاوہ 23 دوسرے ممالک[35، 36] بھی وائرلیس آپریٹرز کے زمرے میں پہلے درجے پر ہیں۔ تاہم صارف کے پہلو سے کارکردگی اس قدر اچھی نہیں ہے کیونکہ موبائل فون کے حصول کی قیمت بلند ہے اور پری پیڈ اور پوسٹ پیڈ نرخ بھی کافی زیادہ ہیں۔

---

[34] اشاریے میں ملک کی فی کس آمدنی کی سطح کے لحاظ سے انٹرنیٹ تک رسائی حاصل کرنے کے اعتبار سے قابلِ برداشت اخراجات کی پیمائش کی گئی ہے، نیز انٹرنیٹ کی منڈی میں مسابقت کی سطح (جو قیمتیں کم رکھنے میں مدد دیتی ہے) بھی پیشِ نظر رکھی گئی ہے۔

[35] مسابقتی امور کا تخمینہ لگانے کے لیے ہرش مین-ہرفنڈال اشاریہ استعمال کیا گیا۔

[36] تاہم 2016ء کے وسط میں وارد ٹیلی کام کے موبی لنک کے ساتھ انضمام کے بعد یہ مطلق اسکور متاثر ہوا۔

آخری پیمانہ مناسبت ہے جو یہ پیمائش کرتا ہے کہ لوگوں کو ملکی اور مناسب آن لائن مواد کس حد تک دستیاب ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کسی ملک میں انٹرنیٹ تک آسان رسائی اور افادیت جاننے کا اظہار یہ ہے۔ پاکستان نے علاقائی ملکوں کے مقابلے میں اور بین الاقوامی سطح کے لحاظ سے ناقص کارکردگی دکھائی، اس کا درجہ 86 ملکوں میں 70 واں رہا۔ اگرچہ مقامی زبان میں دستیاب مواد کی مقدار دوسرے ترقی پذیر ملکوں کے مساوی ہی ہے تاہم مقامی طور پر تیار کردہ مواد کی (ای فنانس، ای ہیلتھ، اور ای انٹرٹینمنٹ سہولتوں کے شعبے میں) عدم موجودگی سے پاکستان کی مجموعی درجہ بندی متاثر ہوئی۔ یہاں بھی پاکستان کو جس چیز نے پسماندہ کیا وہ عام خواندگی اور خصوصاً ڈجیٹل اور مالی خواندگی کی پست شرح ہے۔

چنانچہ مجموعی حیثیت میں اس بات پر توجہ دینا ہوگی کہ ڈجیٹل انفراسٹرکچر بہتر بنا کر دائرہ کار کو وسعت دینا اگرچہ ملک کی مجموعی ترقی کے لیے مفید ہے تاہم یہ اس وقت تک ناکافی رہے گا جب تک طلبی پہلو کے عوامل مثلاً شرحِ خواندگی، صنفی مساوات، اور خصوصی مواد کی تیاری اور دستیابی پر بھی ویسی ہی توجہ نہ دی جائے۔ حال میں متعارف کرائی گئی 'ڈجیٹل پاکستان پالیسی 2017ء' اس سلسلے میں خوش آئند قدم ہے، تاہم انٹرنیٹ تک شمولیتی رسائی کے معاملے میں پاکستان کی غیر تسلی بخش کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے مربوط اور مستقل کوششیں درکار ہوں گی۔

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

ملک میں تاریخی پست پالیسی ریٹ پر منتج ہونے والا تیرہ سہ ماہیوں پر محیط زری نرمی کا طویل دور مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اختتام پذیر ہوا۔[1] بازار کے فریق پہلے ہی کچھ عرصے سے زری پالیسی فیصلے میں اضافے کی توقع کرتے رہے تھے جیسا کہ سرکاری وثیقہ جات علاوہ سہ ماہی پیپر کی نیلامی میں ان کی پست شراکت اور ثانوی بازار کی یافت میں تفاوت سے ظاہر تھا (**شکل 3.1**)۔

شکل 3.1: پالیسی ریٹ اور ثانوی بازار کی یافت

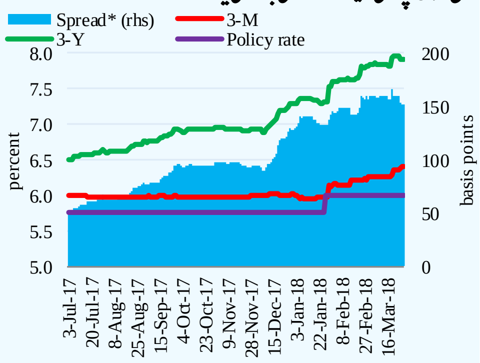

*between 3-M and 3-Y secondary market yields
Data source: State Bank of Pakistan

زری پالیسی کمیٹی کے حوالے سے، چار کلیدی پیش رفتوں نے جنوری 2018ء کے فیصلے کے لیے پالیسی ریٹ میں 25 بی پی ایس اضافے کی ترغیب دی: (i) دسمبر 2017ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں لگ بھگ 5 فیصد کمی؛ (ii) تیل کی بڑھتی ہوئی بین الاقوامی قیمتیں؛ (iii) دیگر مرکزی بینکوں کی جانب سے زری سختی (بالخصوص فیڈرل ریزرو اور بینک آف انگلینڈ)، نیز پاکستانی روپے کی شرح سود کے تفرق (differentials) پر پڑنے والا اس کا اثر؛ اور (iv) بہت سی صنعتوں میں اپنی بڑھی ہوئی استعداد سے استفادے کے باعث ہونے والی معیشت کی اوورہیٹنگ۔ چنانچہ، مہنگائی اور مجموعی طلب میں متوقع اضافے کے تناظر میں کمیٹی نے پالیسی ریٹ بڑھا کر 6 فیصد کرنے کے حق میں بھاری اکثریت سے ووٹ دیا۔[2]

---

[1] زری نرمی کا آغاز نومبر 2014ء میں ہوا، جب اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ میں 50 بی پی ایس کٹوتی کر کے اسے 9.5 فیصد کر دیا تھا۔ 5.75 فیصد کے تاریخی پست پالیسی ریٹ کا تعین مئی 2016ء میں کیا گیا تھا۔

[2] زری پالیسی کمیٹی کے خدشات درست ثابت ہوئے کیونکہ مارچ اور اپریل 2018ء میں قوزی مہنگائی بڑھ کر بالترتیب 5.8 فیصد اور 6.9 فیصد ہو گئی، حالانکہ عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی درست سمت میں گامزن اور سالانہ ہدف کے مطابق تھی۔ قوزی مہنگائی میں اس اضافے کا ممکنہ جزوی سبب شرح مبادلہ میں دو مرتبہ کمی تھی کیونکہ کئی غیر غذائی اشیا (بالخصوص وہ جن میں برآمدی اجزا استعمال ہوتے ہیں، جیسے موٹر گاڑیاں) کی قیمتیں تیزی سے بڑھ گئی تھیں۔

جب مارچ 2018ء میں زری پالیسی کمیٹی کا دوبارہ اجلاس ہوا تو پالیسی ریٹ کو تبدیل نہیں کیا گیا۔ جنوری میں ریٹ کے اضافے نیز حکومت اور اسٹیٹ بینک کی جانب سے کیے جانے والے دیگر پالیسی اقدامات کے مکمل اثرات کے حصول کی خاطر اُس صورت حال میں مزید وقت دینا مناسب سمجھا گیا۔ گو کہ اب بھی مہنگائی میں اضافے کی پیش گوئیاں تھی، تاہم قوزی مہنگائی میں اعتدال کی وجہ سے کچھ سہولت ملی، جو مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں اپنی 5.5 فیصد اوسط سے کم ہو کر جنوری تا فروری 2018ء میں 5.2 فیصد ہو گئی۔ مزید بر آں، یہ توقع کی جا رہی تھی کہ تجارتی توازن پر دوبار قدر میں کمی کے مجموعی اثرات اگلے چند مہینوں میں پوری طرح ظاہر ہو جائیں گے، کیونکہ شرح مبادلہ میں تبدیلیاں تاخیری اثر اور دورِ ثانی اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔

بین البینک مارکیٹ کے حوالے سے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بینک پالیسی میں متوقع اضافے کو اپنے صارفین کے لیے قرضے کی شرحوں میں پہلے ہی شامل کر چکے تھے۔ بالخصوص، قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود جس میں اکتوبر 2017ء کے بعد سے اضافہ شروع ہوا تھا دسمبر 2017ء تک 16 بی پی ایس کا مجموعی اضافہ ظاہر کر چکی تھی۔ چنانچہ، جب جنوری 2018ء میں پالیسی ریٹ میں 25 بی پی ایس کا اضافہ کیا گیا، تو بینکوں کی جانب سے رد عمل ظاہر نہ ہوا؛ اس کے بر خلاف، فروری اور مارچ 2018ء میں بہ وزن اوسط شرح سود میں (اوسطاً) 10 بی پی ایس کی کمی ہوئی۔ خردہ شرحوں میں یہ نرمی بینکوں کو دستیاب بھرپور سیالیت سے آئی، جس کی وجہ بنیادی طور پر سرکاری وثیقہ جات کی تکمیلِ عرصیت تھی، جن کا بڑھی ہوئی شرح سود کے منظر نامے میں وہ اجرائے ثانی نہیں چاہتے تھے۔[3] کچھ حد تک، اس تیسری سہ ماہی میں امانتوں کی جمع پذیری مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کی نسبت بھی زیادہ تھی۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران سیالیت کی اس دستیابی نے شبینہ نرخوں کے اوسط انحراف کو پالیسی ریٹ سے منفی طور پر (یعنی منفی 3 بی پی ایس) بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

چنانچہ، نجی شعبے کے لیے عملاً غیر تغیر پذیر مالکاری لاگت کے باعث تیسری سہ ماہی کے دوران قرضوں کی توسیع مسلسل جاری رہی۔ درحقیقت، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں نجی قرضوں کی نمو گذشتہ برس کی نسبت دوگنا تھی۔[4] اگرچہ سہ ماہی کے دوران حجم کے لحاظ سے ٹیکسٹائل کے شعبے میں سب سے زیادہ قرضے لیے گئے، تاہم زیرِ جائزہ مدت میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں نمایاں بحالی آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے شعبوں - اشیاسازی اور غیر اشیاسازی دونوں میں وہ ہچکچاہٹ نہیں رہی جس نے بظاہر اس سے پہلے کی سہ ماہیوں میں طویل مدتی قرضوں میں معمولی تعطل پیدا کیا تھا۔

---

3 بینکوں کی جانب سے حکومت کو قرضوں میں کمی بالآخر مرکزی بینک سے تاریخی طور پر بلند ترین سہ ماہی میزانیہ قرض گیری پر منتج ہوئی۔

4 مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں نجی شعبے سے قرضے میں 3.2 فیصد سہ ماہی بہ سہ ماہی اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 1.6 فیصد تھا۔

شرح سود کے علاوہ، معاشی سرگرمی - جس کی عکاسی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے امید افزا اعدادوشمار سے ہوتی ہے - کے مستعدی سے جاری رہنے سے قرضوں کی طلب مضبوط رہی۔ مزید بر آں، دسمبر 2017ء میں شرح مبادلہ کے ردوبدل سے بعض سہ ماہیوں میں، بالخصوص طویل مدتی معین سرمایہ کاری کرنے والی فرمز کے لیے روپے کی قدر بڑھ جانے کے گمان کو کم کرنے میں ملی ہے۔ مزید یہ کہ، حکومت کی جانب سے فعال فیصلہ سازی سے غیر یقینی کی کیفیت پر قابو پانے میں مدد ملی جس پر اس سے پہلے کچھ کاروباری ادارے انتظار کر رہے تھے کہ حالات کیارخ اختیار کرتے ہیں۔

قرض کے ممکنہ معیار میں مسلسل بہتری ایک کلیدی معاونتی عامل تھا جس نے نجی شعبے کی مالکاری ضروریات پوری کرنے میں بینکوں کی حوصلہ افزائی کی۔ واجب الادا قرضوں کی شرح فیصد کے لحاظ سے مجموعی غیر فعال قرضوں میں کمی آئی جو مارچ 2018ء کے اختتام پر 8.3 فیصد ہوگئے جبکہ مارچ 2017ء میں یہ 9.9 فیصد تھے۔ توانائی کے شعبے میں انفیکشن کا تناسب (سرکاری و نجی دونوں شعبوں میں ملا کر 4 فیصد سے کم) خاص طور پر تسلی بخش تھا، جبکہ بینکوں کا اکتشاف سب سے زیادہ بڑھ رہا ہے۔[5] جیسا کہ **شکل 3.2** میں دکھایا گیا ہے، توانائی کے شعبے میں قرض کا معیار سازگار دکھائی دیتا ہے، خاص طور پر جب اس کا موازنہ روایتی طور پر سب سے زیادہ قرض لینے والے شعبے ٹیکسٹائل سے کیا جاتا ہے۔

شکل 3.2: توانائی اور ٹیکسٹائل شعبے کے قرضوں کا انفیکشن تناسب (آئی آر)

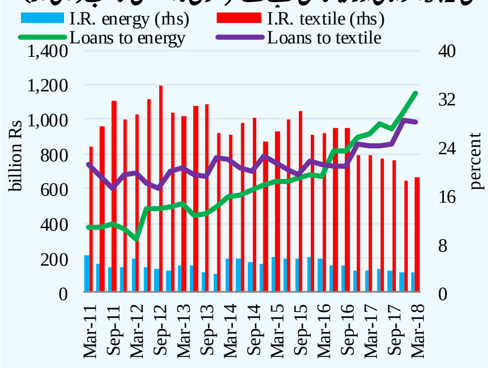

Data source: State Bank of Pakistan

3.2 بین البینک مارکیٹ میں سیالیت کی صورت حال

مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں سیالیت کی صورتِ حال خاصی بہتر رہی۔ شبینہ نرخوں کے پالیسی ریٹ سے انحراف میں کمی، جس کا پہلے بھی ذکر ہوا، کے علاوہ کمرشل بینکوں کی جانب سے معاونت کے حصول میں اسٹیٹ بینک سے رجوع کرنے کی ضرورت میں کمی سے بھی سیالیت کی اطمینان بخش صورتِ حال کا اظہار ہوتا ہے ۔ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں کمرشل بینکوں نے 59.4 ارب روپے قرض لینے کے لیے اسٹیٹ بینک کی معکوس ریپو سہولت سے چار مواقع پر استفادہ کیا؛ اس کے برخلاف، ایک سال پہلے تیسری سہ ماہی میں آٹھ ایسی مثالیں درج کی گئیں جن کی وجہ سے ان کے قرضے اب سے چار گنا زیادہ (160.8 ارب روپے) ہوگئے تھے۔

---

[5] بلاشبہ، ان قرضوں کا ایک بڑا حصہ پیداواری گنجائش بڑھانے اور نئے پاور پلانٹس کو چلانے کی لاگت میں اضافے کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ توانائی کے شعبے کے قرضوں کے کچھ حصے سے بڑھتے ہوئے گردشی قرضے کی وجہ سے ہونے والی سیالیت کی کمی کو پورا کیا گیا۔

سیالیت کی اطمینان بخش صورت حال کا بنیادی سبب جدولی بینکوں کی جانب سے سرکاری وثیقہ جات میں پست سرمایہ کاری تھی۔ اگرچہ تیسری سہ ماہی میں پی آئی بیز اور ٹی بلز کی خاصی تعداد میں تکمیل میعاد ہوئی تاہم سہ ماہی پیپر کے سوا سرکاری نیلامیوں میں جدولی بینکوں کی شرکت کم رہی (**سیکشن 3.4**)۔[6] چنانچہ حکومت نے میزانی قرضوں کے لیے اسٹیٹ بینک پر انحصار کیا۔ یہ اس سے پہلے مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے انداز سے مختلف تھا، جب میزانی قرضوں کے لیے کمرشل بینکوں نے امداد دی تھی اور حکومت نے اسٹیٹ بینک کا قرض واپس کیا تھا۔ تیسری سہ ماہی کے دوران امانتوں میں معمولی اضافے سے بھی سیالیت کے حوالے سے کچھ حد تک مدد ملی۔[7]

ان پیش رفتوں نے سیالیت کے دباؤ کو مکمل طور پر زائل کر دیا جو بین البینک منڈی میں زر مبادلہ کی کارروائیوں سے، بالخصوص، دسمبر 2017ء کے شرح مبادلہ کے ردوبدل کے نتیجے میں، پیدا ہو سکتا تھا۔ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ان کارروائیوں میں رقم مالی سال کی پہلی دو سہ ماہیوں سے بڑھ گئی۔ خاص طور پر جنوری 2018ء میں زر مبادلہ کے ادخالات کا حجم مالی سال 18ء کا اس وقت تک کا سب سے بلند ماہانہ ادخال تھا، گو کہ یہ اس کے بعد فروری اور مارچ میں کسی حد تک کم ہو گیا۔

سیالیت کی افراط اور اسٹیٹ بینک کے آپریشنل اہداف کے تناظر میں، مرکزی بینک نے تیسری سہ ماہی میں اپنے بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کا باقی ماندہ ذخیرہ بتدریج باہر نکالا۔[8] بازار زر کے سودوں کے واجبات کی اوسط پوزیشن مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں کم ہو کر 1.1 ٹریلین روپے ہو گئی جبکہ گذشتہ سہ ماہی میں یہ 1.5 ٹریلین روپے تھی۔[9] دراصل، مارچ کے اختتام تک بازار زر کے سودوں کے واجبات کی پوزیشن منفی 36 ارب روپے تھی جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں یہ 2 ٹریلین روپے کی بلند تاریخی سطح پر تھی۔ مزید برآں، تیسری سہ ماہی کے دوران ریپو (انجذاب) نمایاں رہے جس سطح پر مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی سے اب تک نہیں دیکھے گئے (**شکل 3.3**)۔

---

[6] مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں عرصیت کی تکمیل والے حکومتی وثیقہ جات کی مالیت 5.6 ٹریلین روپے تھی جس میں 5.1 ٹریلین روپے ٹی بلز پر اور 526.8 ارب روپے پی آئی بیز (اصل رقم، علاوہ کوپن) پر مشتمل تھے۔

[7] مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں بینکوں کی مجموعی امانتوں میں 1.8 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ 0.3 فیصد بڑھی تھیں۔ تاہم، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 4.8 فیصد امانتیں جمع کی گئیں جو جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کی 6.4 فیصد نمو کے مقابلے میں کم ہیں۔

[8] اسٹیٹ بینک کا آپریشنل ہدف ہے کہ ہفتہ وار بہ وزن اوسط شبینہ ریپو ریٹ کو پالیسی ریٹ کے قریب رکھا جائے۔

[9] مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کے واجبات کی اوسط سطح 961 ارب روپے تھی۔ تاہم، اس موقع پر مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی بہتر رہی، بالخصوص جب گذشتہ سہ ماہی میں ہی واجب الادا اسٹاک 2 ٹریلین روپے کی بلند تاریخی حد کو چھو چکا تھا۔

3.3 زری مجموعے

اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں زرِ وسیع کی نمو پست رہی تاہم تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں اضافہ ہوگیا (**جدول 3.1**)۔ اس کا سبب بینکاری نظام میں خالص ملکی اثاثوں (این ڈی اے) میں اضافہ تھا جس کی تحریک گذشتہ برس کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بلند میزانیہ قرض گیری اور نجی شعبے کے قرضوں میں اضافے سے ملی۔

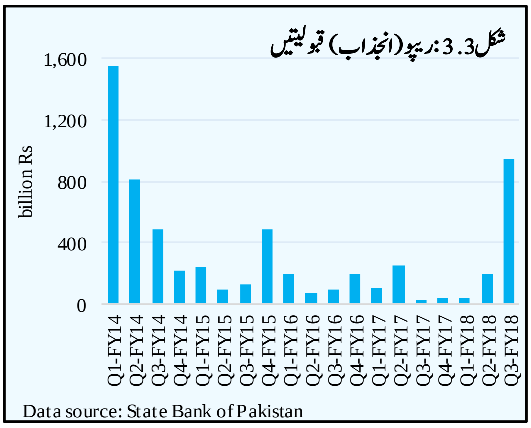

شکل 3.3: ریپو (انجذاب) قبولیتیں

Data source: State Bank of Pakistan

جدول 3.1: زری مجموعے

رقوم ارب روپے میں

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
	مس17ء	مس18ء	مس17ء	مس18ء
زرِ وسیع (ایم ٹو)	110.2	366.0	756.1	702.4
خالص بیرونی اثاثے	-264.2	-308.6	-284.8	-483.1
بینک دولت پاکستان	-189.7	-277.8	-155.2	-464.3
جدولی بینک	-74.5	-30.8	-129.7	-18.7
خالص ملکی اثاثے	374.4	674.7	1,040.9	1,185.5
میزانی قرض گیری☆	287.6	481.8	694.7	813.5
بینک دولت پاکستان	-100.5	2,162.5	792.2	2,159.9
جدولی بینک	388.0	-1,680.8	-97.5	-1,346.3
نجی شعبے کو قرضہ	77.9	177.4	438.6	473.7
سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ	114.0	107.6	197.0	173.6
اجناسی کارروائیاں	-55.1	-43.9	-137.9	-58.4
زرِ بنیاد	50.3	181.6	314.3	198.4
دیگر اجزا (خالص)–بینک دولت پاکستان	337.2	-1,714.7	-432.1	-1,573.5
ریورس ریپو	298.7	-1,628.5	-408.4	-1,516.4

☆نقد بنیادوں پر

ماخذِ اعداد و شمار: بینک دولت پاکستان

اسی مدت میں بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثے (این ایف اے) کم ہوگئے۔ مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کی مختصر وقتی بہتری، جب اسٹیٹ بینک اور جدولی بینکوں دونوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں قلیل بحالی درج ہوئی تھی، کے بعد تیسری سہ ماہی میں یہ اظہاریہ

روبہ زوال ہوگیا(**شکل 3.4**)۔ اس کا سبب یہ تھا کہ گذشتہ سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں مثبت بہاؤ کسی مستقل رجحان میں تبدیلی کے بجائے ایک یک بار گی پیش رفت (یعنی بین الاقوامی بازرزر میں یوروبانڈ اور صکوک کا اجرا) کا مرہونِ منت تھا۔

شکل 3.4: خالص بیرونی اثاثوں میں سہ ماہی بہاؤ

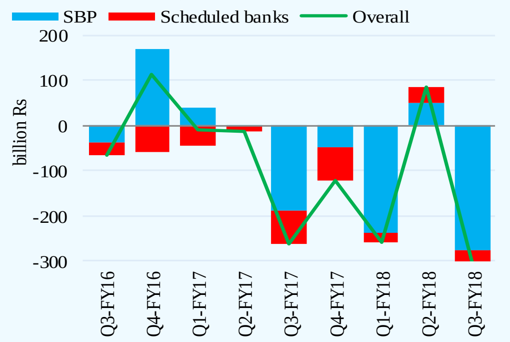

Data source: State Bank of Pakistan

جہاں تک زربنیاد کا تعلق ہے، تیسری سہ ماہی کے دوران اس کی نمو میں اضافہ ہوا جس کی بنیادی وجہ اسٹیٹ بینک سے بلند میزانیہ قرض گیری تھی۔[10] تاہم، زرِ بنیاد کی نمو مرکزی بینک کی میزانیہ قرض گیری کی سطح کی نسبت کہیں زیادہ تھی جو بازارِ زر کے سودوں کے ادخالات کے واجبات کے اخراج سے جزواًزائل نہیں ہوئی (**جدول 3.1**)۔ زرِ بنیاد کے خاصے محدود اضافے میں اسٹیٹ بینک کے زوال پذیر خالص بیرونی اثاثوں نے کچھ حد تک حصہ لیا۔

3.4 میزانیہ قرض گیری

بینکاری نظام سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری کو مالیاتی پیش رفتوں سے تحریک ملی۔ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں مالیاتی خسارہ نسبتاً محدود تھا، اور بھاری بیرونی مالکاری بھی دوسری سہ ماہی میں دستیاب تھی؛ چنانچہ، ششماہی کے دوران بینکاری نظام سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری گذشتہ برس کے مقابلے میں بحیثیتِ مجموعی پست تھی۔ تاہم، جیسے ہی تیسری سہ ماہی میں مالیاتی خسارے رونما ہوئے اور یورو بانڈ اور صکوک کے اجرا سے فراہم کردہ بفر بھی کم ہو گیا تو حکومت نے اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے تیزی سے بینکاری نظام سے استفادہ کیا۔ مزید بر آں، مالکاری فراہم کرنے کا بوجھ اسٹیٹ بینک پر آگیا (**شکل 3.5**)۔ اس تیسری سہ ماہی میں مرکزی بینک نے حکومت کو تقریباً 2.2 ٹریلین روپے قرضہ دیا۔ نہ صرف یہ اب تک اسٹیٹ بینک سے قرض لی جانے والی بلند ترین سہ ماہی رقم ہے بلکہ مرکزی بینک سے صفر سہ ماہی قرض گیری کی حد، جو ایس بی پی ایکٹ میں درج ہے، وہ بھی پوری نہیں ہوئی۔

شکل 3.5: سہ ماہی میزانی قرض گیری (بہاؤ)

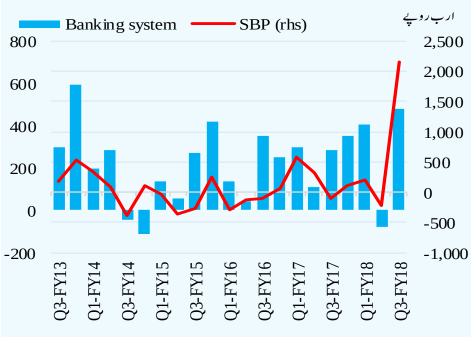

Data source: State Bank of Pakistan

[10] مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران زرِ بنیاد میں 3.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں اس میں 1.2 فیصد نمو ہوئی تھی۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک کے قرضوں پر حکومت کے بہت زیادہ انحصار کی وجہ سرکاری وثیقہ جات کی نیلامیوں میں جدولی بینکوں کی کم شمولیت کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ مارچ 2018ء کی پی آئی بی نیلامی لگاتار آٹھویں نیلامی تھی جو جدولی بینکوں کی کم شمولیت کی وجہ سے ختم کردی گئی۔ مزید برآں، 6 اور 12 ماہی ٹی بلز میں عدم دلچسپی جو گذشتہ سہ ماہیوں میں نمایاں تھی مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں بھی جاری رہی، جب زیادہ تر نیلامیوں میں ان مدتوں کے لیے یا تو کوئی بولی ہی نہیں لگائی گئی یا، پیش کیے گئے بلند ریٹس کی وجہ سے لگائی گئی بولیاں مسترد کردی گئیں۔

3 ماہی ٹی بلز کی پیش کشوں اور قبولیت کے نمونے نے بھی ایک واضح تصویر پیش کی (**جدول 3.2**)۔ منہا عرصیت کی خالص پیش کشوں اور 3 ماہی مدت کی قبولیتوں کے مابین فرق، جو دوسری سہ ماہی میں خاصا بڑھ گیا تھا، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں ایک ٹریلین روپے کے قریب رہا۔ خاص طور پر، تیسری سہ ماہی کے دوران، قلیل ترین مدت کے بلز کے حوالے سے نیلامی کی بلند شرح نے نسبتاً پست قبولیت کو تحریک دی (**شکل 3.6**)۔

جدول 3.2: ٹی بلز کی نیلامی میں مدت کے لحاظ سے قبولیت☆ (مجموعی)

ارب روپے میں

	3 ماہی			6 ماہی			12 ماہی		
	عرصیت	پیشکش کردہ	قبول کردہ	عرصیت	پیشکش کردہ	قبول کردہ	عرصیت	پیشکش کردہ	قبول کردہ
سہ1م س17ء	267.1	814.5	410.5	400.6	1,378.4	863.4	510.3	873.1	490.1
سہ2م س17ء	389.7	1,086.2	827.1	441.2	497.2	216.1	227.5	127.3	56.3
سہ3م س17ء	841.7	1,748.7	1,203.8	863.4	1,972.1	1,391.0	817.1	599.0	369.6
سہ4م س17ء	1,189.2	1,479.9	1,383.2	216.1	698.2	502.7	266.7	76.4	20.6
سہ1م س18ء	1,800.4	3,501.6	3,463.1	1,391.0	942.8	895.5	490.1	66.8	47.7
سہ2م س18ء	3,045.9	4,284.7	3,298.4	502.7	296.8	302.8**	56.3	5.0	0.0
سہ3م س18ء	3,794.1	5,311.0	4,214.7	895.5	80.3	0.0	369.6	5.3	0.0

☆'پیشکش کردہ' کالم صرف مسابقتی بولیوں پر مشتمل ہیں۔ 'قبول کردہ' کے کالم میں تمام قبول کردہ رقوم شامل ہیں

** 291.8 ارب روپے کی مسابقتی اور 11.1 ارب روپے کی غیر مسابقتی بولیوں پر مشتمل

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 3.6 الف: سہ ماہی ٹی بلز کے لیے خاکۂ نیلامی

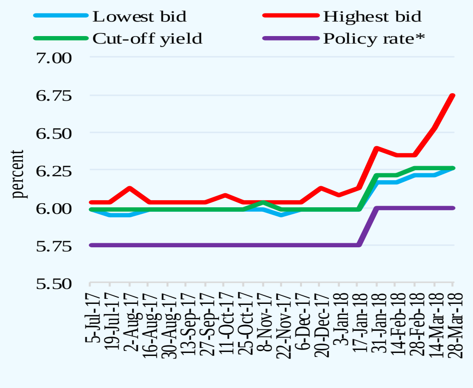

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.6 ب: سہ ماہی ٹی بلز کی بولیوں کی ہیئت ترکیبی

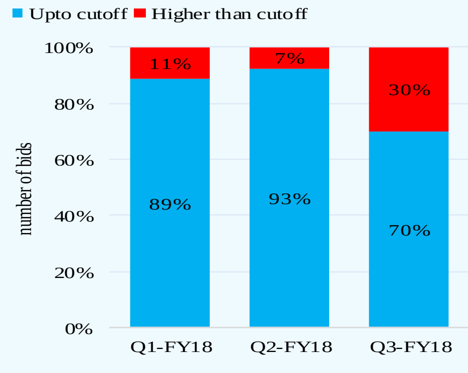

Data source: State Bank of Paksitan

جدول 3.3: اجناس کی کارروائیاں

رقوم ارب روپے میں

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
گندم	-56.52	-44.28	-134.33	-55.43
شکر	0.78	0.30	4.25	-1.82
کھاد	0.60	0.08	-5.99	-1.40
کپاس	0.02	1.05	-1.88	0.06
چاول	0.02	0.02	0.06	0.15
کُل	-55.11	-43.86	-137.90	-58.44

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اجناس کی کارروائیاں

مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اجناسی مالکاری کے ضمن میں قرضوں کی واپسی میں کمی دیکھی گئی (**جدول 3.3**)۔ اس کی بنیادی وجہ گندم کی فصل میں پیش رفتیں تھیں، جو اجناس کی کارروائیوں کے تحت مجموعی قرض گاری کا تقریباً 80 فیصد ہے۔

اس کے برعکس، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں پچھلے برس کی اسی مدت کی نسبت چینی اور کھاد کے قرضوں میں معتدل اضافہ دکھائی دیا۔ یہ معمولی اضافہ زیادہ تر زیرالتوازر اعانت اور اس سے پہلے اجناس کی خریداری کے ضمن میں لیے گئے واجب الادا قرضوں کی مالکاری لاگت کے حوالے سے تھا۔ چینی کے حوالے سے، مقامی رسد کنندگان نے بنیادی طور پر ادائیگی کی شرائط پر اختلافات کی وجہ سے جنوری 2018ء میں ٹی سی پی کے جاری کردہ ایک ٹینڈر میں شرکت کے لیے ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

3.5 سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کو قرضہ

حالانکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں سرکاری شعبے کے کاروباری اداروں کے قرضے میں سال بسال بنیادوں پر سست روی آئی، لیکن اس کا ذیلی جزو، قرضے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زائد تھے (**جدول 3.4**)۔ توانائی سے متعلق سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے (جیسے پی ایس او، پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ–پی ایچ پی ایل، واپڈا) اس جز میں غالب رہے۔

تیسری سہ ماہی کے دوران، واپڈا نے پنجاب اور خیبر پختونخوا حکومتوں کو خالص ہائیڈل نفع کے 150 ارب روپے کے واجبات کی چکتائی کی – جس کے ایک حصہ کی مالکاری کمرشل بینکوں کے قرضے سے کی گئی۔ حکومت نے آئی پی پیز اور پی ایس او کے واجبات کی چکتائی کے لیے پاور ہولڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ سے بھی رقوم جمع کیں۔ اسی دوران، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں، بالخصوص گردشی قرضے کے تصفیے کے ضمن میں حاصل ہونے والی رقوم کی بنا پر پی ایس او کے واجب الوصول واجبات 313 ارب روپے سے کم ہو کر 304 ارب روپے تک ہو گئے۔[11]

جدول 3.4: سرکاری شعبے کے اداروں کو قرضہ

رقوم ارب روپے میں

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
قرضہ	114.0	107.6	197.0	173.6
ادھار	76.1	110.4	111.5	212.3
جس میں				
توانائی سے متعلق سرکاری شعبے کے کاروباری ادارے	51.6	115.7	70.9	166.6
سرمایہ کاری	37.9	-2.8	85.5	-38.7

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

3.6 نجی شعبے کا قرضہ

تیسری سہ ماہی میں معین سرمایہ کاری قرضوں میں اضافہ ہوا، جو جولائی تا مارچ کے دوران نجی شعبے کے قرضے کے مجموعی بہاؤ کو گزشتہ برس کی سطح سے اوپر لے جانے میں معاون بنا (**شکل 3.7**)۔ خاص طور پر، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران معین سرمایہ کاری کا 77.2 ارب روپے کا بہاؤ رواں مالی سال کا سب سے بلند سہ ماہی بہاؤ تھا۔[12] مزید برآں، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں معین سرمایہ کاری قرض گاری 12 سال کی بلند ترین سطح پر تھی۔

شکل 3.7: نجی شعبے کو قرضے کا سہ ماہی بہاؤ

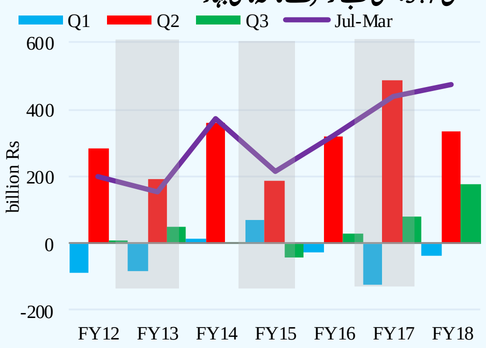

Data source: State Bank of Pakistan

[11] اس سے قطع نظر پی ایس او کے مالی مسائل اب بھی تشویش کا باعث ہیں اور یہ کمپنی کے لیے بے حد ضروری ہے کہ وہ فرنس آئل اور ایل این جی سے متعلق ادائیگیوں کے مؤثر انتظام کے لیے اثاثوں اور واجبات دونوں ہی کے حوالے سے اہم فریقوں سے گفت وشنید کریں۔

[12] مالی سال 18ء کی پہلی اور دوسری سہ ماہی کے دوران معین سرمایہ کاری قرضوں میں بالترتیب 56.7 ارب روپے اور 41.8 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔

ٹیکسٹائل گروپ وہ واحد سب سے بڑا گروپ تھا جس نے اسٹیٹ بینک کی نومالکاری اسکیموں سے استفادہ کرتے ہوئے جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران طویل مدتی قرضے لیے۔[13] یہ پیش رفت شعبے کی بہتر کارکردگی سے ہم آہنگ تھی، کیونکہ برآمدی اداروں نے بالخصوص حکومت کے برآمدی پیکیج سے استفادہ جاری رکھا، اس کے ساتھ ساتھ بڑی منڈیوں، جیسے یورپ، میں بحالی آئی، جہاں جی ایس پی پلس اسکیم کے ذریعے پاکستان کو سازگار رسائی حاصل ہے۔[14]

جدول 3.5: نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو جولائی تا مارچ میں قرضوں کا اجرا (بہاؤ؛ ارب روپے میں)

	مجموعی قرضے		جاری سرمایہ*		معین سرمایہ کاری	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء		م س17ء	م س18ء
نجی کاروباری ادارے	**382.2**	**417.7**	**221.3**	**242.0**	**160.9**	**175.7**
اشیا سازی	259.7	244.1	161.9	158.3	97.8	85.8
جس میں						
ٹیکسٹائل	87.0	124.2	60.8	89.8	26.2	34.3
سیمنٹ	11.7	35.9	2.9	12.5	8.7	23.4
چاول کی پراسیسنگ	9.4	31.1	8.4	30.3	1.0	0.8
برقی مشینری	6.5	28.2	5.0	25.6	1.5	2.6
شکر	101.1	25.2	85.5	15.1	15.5	10.1
خوردنی تیل وگھی	-4.5	16.4	-5.0	14.4	0.5	2.0
لوہا اور فولاد	0.5	13.9	-0.6	14.9	1.1	-1.0
بیکری وغیرہ	0.6	12.9	0.1	9.1	0.5	3.7
بنیادی کیمیکلز	0.8	12.1	-1.3	9.8	2.2	2.2
گھریلو آلات	6.2	10.1	4.8	5.7	1.3	4.4
کھاد	-14.7	-69.2	-25.6	-56.1	10.9	-13.1
بجلی، گیس اور پانی کی فراہمی	44.9	66.1	24.1	43.0	20.9	23.1
بجلی کی پیداوار، تقسیم اور ترسیل (پاور سیکٹر)	46.1	60.8	24.4	44.4	21.7	16.4
گیس کی مینوفیکچرنگ؛ گیس کے ایندھنوں کی ترسیل	0.7	5.2	1.6	-1.3	-0.9	6.6
کامرس اور تجارت	20.1	38.5	20.3	24.9	-0.3	13.6
رئیل اسٹیٹ، کرایہ داری اور کاروباری سرگرمی	7.6	24.3	1.2	9.5	6.4	14.8
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات	-0.3	19.5	-9.1	-3.5	8.8	22.9
تعمیرات	22.4	13.6	6.6	7.7	15.8	5.8

*بشمول تجارتی مالکاری

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

ٹیکسٹائل کے علاوہ، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران سیمنٹ کے شعبے نے بھی قابل ذکر معین سرمایہ کاری قرضے حاصل کیے۔ دراصل، اس شعبے کا معین سرمایہ کاری قرضہ صرف تیسری سہ ماہی میں ہی بڑھ کر 16.9 ارب روپے ہوگیا، اسی دوران رپورٹس کے

13 جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ٹیکسٹائل کے شعبے کی جانب سے تقریباً 75 فیصد معین سرمایہ کاری قرضے اسٹیٹ بینک کی طویل مدتی مالکاری سہولت کے ذریعے حاصل کیے گئے۔ اس کے علاوہ اس شعبے کے جاری سرمائے کے بہاؤ کی ایک تہائی کی مالکاری بھی برآمدی مالکاری اسکیم کے ذریعے کی گئی۔

14 شعبۂ ٹیکسٹائل کے قرضوں کی مزید تفصیل کے لیے اسٹیٹ بینک کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18ء سے رجوع کیجیے۔

مطابق کچھ کلیدی کاروباری ادارے استعداد کی توسیع کی طرف متوجہ رہے۔ ملک کے اندر سیمنٹ کے تھیلوں کی ترسیل میں تیزی سے اضافہ ہوا جو جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران تقریباً 17.9 فیصد سے بڑھ کر 31.3 ملین ٹن ہو گئے۔

اسی دوران، توانائی کے شعبے کی معین سرمایہ کاری کی ضرورت بھی مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کی نسبتاً معتدل کمی کے بعد تیسری سہ ماہی میں بحال ہوئی۔[15] اس میں یہ مالکاریاں شامل تھیں: سندھ میں سرکاری و نجی شراکت کے طریقے سے لگایا جانے والا گیس پاور پلانٹ؛ حب میں کوئلے سے چلنے والا سی پیک کا پاور پراجیکٹ؛ اور دو ٹیکسٹائل اداروں کی جانب سے جھمپیر میں ہوائی توانائی کے پراجیکٹ۔

جاری سرمائے کے قرضوں کے لحاظ سے، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران پھر ٹیکسٹائل کے شعبے نے سب سے زیادہ یہ قرضے لیے، جو گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ تھے۔ بڑھتے ہوئے برآمدی حجم اور کپاس کی خریداری میں اضافے کو اس کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے، جس نے قلیل مدتی قرضوں کی ضرورت میں اضافہ کیا، حالانکہ گذشتہ برس کے مقابلے میں کپاس کی ملکی قیمتیں نرم رہیں۔[16] دیگر شعبے جنھوں نے جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران قابل ذکر مقدار میں جاری سرمائے کے قرضے لیے، ان میں شامل ہیں: (i) توانائی کا شعبہ، جس میں شروع ہونے والے پراجیکٹس نے فیول کی خریداری کے لیے مالکاری کی ضروریات میں اضافہ کیا؛ (ii) چاول کی پراسیسنگ، جس نے برآمدات میں دوہندسی نمو ظاہر کی۔

شکل 3.8: شکر کے شعبے کے قرضے

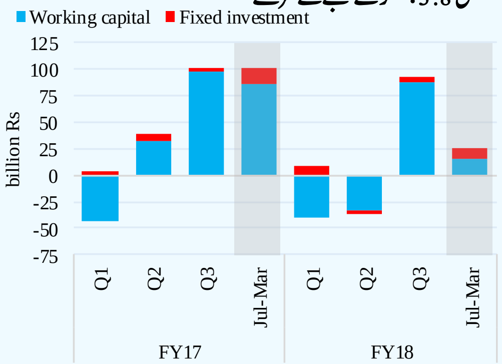

Data source: State Bank of Pakistan

بہرکیف، صرف تیسری سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں کے استعمال میں چینی کے شعبے کو سبقت حاصل رہی۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس برس بالخصوص مالی سال 18ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی میں، گنے کی کچل کاری کے موسم کے آغاز میں تاخیر متعلقہ قرضوں کے بہاؤ میں رکاوٹ کی بنیادی وجہ ہے (**شکل 3.8**)۔ گرچہ عموماً نومبر میں کچل کاری شروع ہو جاتی ہے لیکن اس برس اکثر ملوں نے کچل کاری میں 15 سے 30 دن کی تاخیر کی۔ چنانچہ ممکن ہے کہ قرض گیری کا یہ چکر چوتھی سہ ماہی میں بھی داخل ہو جائے،

15 بجلی کے شعبے نے مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران 25.3 ارب روپے کے طویل مدتی قرضے لیے جبکہ مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے دوران 8.9 ارب روپے کا قرض واپس کیا گیا تھا۔

16 جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں کپاس کی تھوک قیمت میں 5.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء میں یہ 24.3 فیصد بڑھی تھی۔

اس طرح کہ شکر کے شعبے کو قرضوں کا پورے سال کا بہاؤ سال کے آخر تک معمول پر آجائے گا۔ چونکہ اس موسم میں گنے کی ریکارڈ پیداوار ہوئی لہٰذا اس شعبے کی جانب سے گذشتہ برس کے مقابلے میں اس برس جاری سرمائے کی قرض گیری میں بہت زیادہ کمی کا امکان نہیں ہے۔

اس کے برخلاف، کھاد کے شعبے میں قرض گیری کی سرگرمی میں کوئی بحالی نہیں آئی، نہ ہی طویل یا قلیل مدتی قرضوں میں اور نہ ہی مالی سال 18ء کی ان تینوں سہ ماہیوں میں سے کسی ایک میں بھی۔ اس کے پس منظر میں پیداوار میں جاری کمی تھی جو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی تک پھیل گئی کیونکہ سستی خام گیس کی عدم دستیابی کی وجہ سے کئی چھوٹے یونٹ بند رہے۔[17]

جدول 3.6: جولائی تا مارچ میں صارفی مالکاری
بہاؤ ارب روپے میں

	م س17ء	م س18ء
کُل	**50.1**	**57.2**
کار مالکاری	26.2	34.6
ہاؤس بلڈنگ	8.2	15.1
کریڈٹ کارڈز	3.0	4.7
پائیدار صارفی اشیا	0.8	1.0
ذاتی قرضے	11.9	1.8

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

صارفی مالکاری

صارفی مالکاری میں نمو کی رفتار جاری رہی اور جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں اس میں 57.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 50.1 ارب روپے تھا۔ یہ گذشتہ 12 سال میں جولائی تا مارچ کی مدت کے دوران قرضوں کا بلند ترین بہاؤ ہے جس کی وجہ بنیادی طور پر کار اور مکاناتی مالکاری تھی (**جدول 3.6**)۔

بہر کیف، یہ بات قابلِ غور ہے کہ گذشتہ چند برسوں کے دوران تقریباً 70 فیصد کار اور مکاناتی مالکاری کے واجب الادا قرضوں میں محض آٹھ بینکوں کا حصہ ہے۔ کریڈٹ کارڈ کا جُز اور بھی زیادہ مرتکز ہے جہاں منڈی کا تقریباً 78 فیصد حصہ صرف 5 بینکوں کے پاس ہے۔ چونکہ حالیہ برسوں میں فی کس آمدنی میں اضافہ ہوا ہے لہٰذا بینک متنوع مصنوعات پیش کر کے اس خاصے بڑے جز، جس کے امکانات کو ابھی پوری طرح استعمال نہیں کیا گیا، سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

3.7 مہنگائی

اجناس کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں اور مضبوط ملکی طلب نے جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ملکی قیمتوں کے رجحان کے تعین میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ بات بالخصوص غیر غذائی مہنگائی پر صادق آتی ہے، جس میں ایک فیصدی درجے کا سال بسال اضافہ ہوا؛ تاہم، غذائی مہنگائی میں کمی سے اس کا اثر زائل ہو گیا (**شکل 3.9**)۔ بحیثیتِ مجموعی، عمومی مہنگائی گذشتہ برس کے مقابلے میں پست رہی۔

17 جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں چھوٹے کھاد ساز پیداواری گنجائش کا صرف 9 فیصد حاصل کر سکے جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے دوران 69 فیصد استعداد سے استفادہ کیا گیا تھا۔ اس کے برخلاف، دونوں مدتوں میں بڑے کھاد سازوں نے استعداد سے 100 فیصد استفادہ کیا تھا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران جن اجناس میں پست مہنگائی دیکھی گئی وہ یہ تھیں (الف) سگریٹ؛ (ب) تازہ سبزیاں؛ (ج) شکر؛ اور (د) دالیں (**جدول 3.7**)۔ یہاں یہ بات بھی اہم ہے کہ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں ان اشیا سے متعلق پیش رفتوں کا آغاز ہوا، لیکن تیسری سہ ماہی کے آخر تک صارف اشاریہ قیمت مہنگائی پست رہی۔ ان میں یہ شامل ہیں: (الف) ریگولیٹری ڈیوٹی کی ساخت میں تبدیلی کی وجہ سے سگریٹ کی قیمتوں میں کمی؛ (ب) مالی سال 18ء میں رسد کی آسانی کی وجہ سے تازہ سبزی کی قیمتوں کا معمول پر آنا؛ (ج) شکر اور دالوں کی ملک میں وافر رسد۔

شکل 3.9: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی (جولائی تا مارچ)

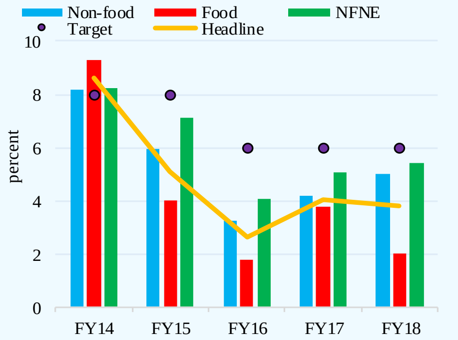

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 3.7: جولائی تا مارچ کے دوران اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور حصہ

	وزن	نمو		حصہ	
		م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	**100**	**4.0**	**3.8**	**4.0**	**3.8**
غذائی	**37.5**	**3.8**	**2.0**	**1.6**	**0.8**
سگریٹ	1.4	15.1	-17.8	0.3	-0.4
تازہ سبزیاں	1.7	17.9	-3.0	0.3	-0.1
شکر	1.0	8.3	-18.2	0.1	-0.2
دالیں	1.1	11.9	-17.9	0.2	-0.3
پیاز	0.5	-38.1	90.2	-0.3	0.4
گوشت اور مرغی	3.8	2.0	7.4	0.1	0.3
چاول	1.6	-0.6	14.3	0.0	0.2
تازہ دودھ	6.7	3.8	3.9	0.3	0.3
غیر غذائی	**62.5**	**4.2**	**5.0**	**2.4**	**3.0**
مکان کا کرایہ	21.8	6.4	6.4	1.2	1.2
تعلیم	3.9	10.3	12.1	0.4	0.5
کپڑے، جوتے	7.6	4.3	4.1	0.4	0.3
موٹر ایندھن	3.0	-5.7	10.4	-0.1	0.2

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران کار کی درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹی اور پاکستانی روپے کے مقابلے میں جاپانی ین کی بڑھتی ہوئی قدر نے صارف اشاریہ قیمت کی باسکٹ میں کار کی قیمتوں پر نمایاں اثر مرتب کیا۔[18] کار ساز اداروں نے بہت سی کاروں کی قیمتوں میں اضافہ کردیا جو صارف اشاریہ قیمت کا حصہ ہیں اور درآمدات سے متعلق اجزا کی حامل ہیں (**شکل 3.10**)۔ نتیجتاً، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں موٹر گاڑیوں کے اشاریے میں 5.7 فیصد کا اضافہ ہوگیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ 4.3 فیصد تھا۔

[18] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران جاپانی ین کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 13.5 فیصد کمی ہوئی۔

شکل 3.10: کار کی قیمتوں میں اضافہ

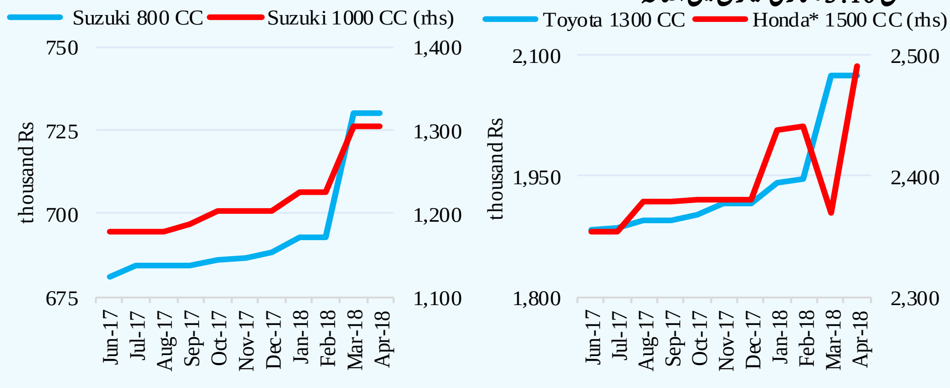

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

* Civic

تیل کی عالمی قیمتوں میں تبدیلی کی ملکی پیٹرولیم مصنوعات کو منتقلی

شکل 3.11: تیل کی ملکی اور عالمی قیمتیں

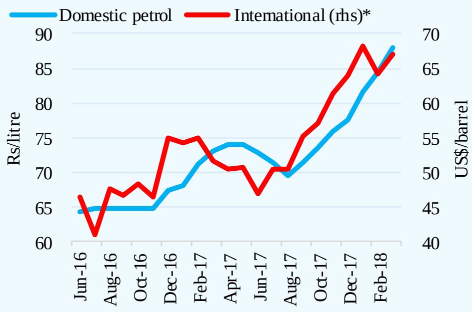

* Average of WTI, Brent, Dubai Spot and Arabian Light
Data source: Bloomberg, Pakistan Bureau of Statistics

طلب اور رسد سے متعلق عوامل کی وجہ سے تیل کی عالمی قیمتوں میں تیز رفتاری سے اضافہ ہوا۔[19] نتیجتاً، تیل کی ملکی قیمتوں کو عالمی قیمتوں سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران حکومت نے ان میں متعدد بار اضافہ کیا (شکل 3.11)۔ مجموعی طور پر، پیٹرولیم کی قیمتیں صارف اشاریہ قیمت میں (اگست 2017ء میں) درج کی گئی پست ترین سطح سے بڑھ کر 26.7 فیصد کی نمو سے 88.1 روپے فی لٹر ہوگئیں۔[20] اس کے نتیجے میں، گذشتہ تین برسوں کی اسی نو مہینے کی مدت میں ہونے والی لگاتار کمی کے بعد جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران موٹر فیول کے اشاریے میں 10.4 فیصد کا اضافہ ہوگیا۔ اس اضافے کا اثر ٹرانسپورٹ خدمات پر بھی پڑنا شروع ہوگیا کیونکہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اس کے اشاریے میں 1.3 فیصد کا اضافہ ہوگیا جبکہ مالی سال 15ء اور مالی سال 17ء کی اسی مدت میں کمی ہوئی تھی۔

19 جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں ڈبلیو ٹی آئی، برینٹ، دبئی اسپاٹ، اور سعودی عربین لائٹ کی اوسط قیمتوں میں 43.1 فیصد اضافہ ہوا۔ مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے، باب 5۔

20 ڈیزل کی قیمتوں میں بھی ردوبدل کیا گیا اور اسی مدت میں ان میں 27 فیصد سے کچھ زائد اضافہ ہوا۔ اس کے مقابلے میں، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران تیل کی عالمی قیمتوں (ڈبلیو ٹی آئی، برینٹ، دبئی اسپاٹ، اور سعودی عربین لائیٹ کی اوسط) میں حالیہ کمی کے بعد ان کی قیمتوں میں 43 فیصد اضافہ ہوا۔

وافر رسد کے باوجود چاول کی قیمتوں میں اضافہ

مالی سال 18ء کے آغاز ہی سے چاول کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اول، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران، مالی سال 17ء کی اسی مدت کے مقابلے میں، چاول کی بر آمدات کے حجم میں 16.8 فیصد کا اضافہ ہو گیا۔ دوم، وسط دسمبر 2018ء کی شرح مبادلہ میں کمی کی وجہ سے پاکستانی چاول کی غیر ملکی طلب میں اضافہ ہو گیا۔ مزید برآں، بیرونی طلب میں یہ اضافہ چاول کی قیمتوں میں مزید اضافے کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

ریگولیٹری ڈیوٹی نے صارف اشاریہ قیمت کی بہت سی اشیا کو متاثر کیا

سگریٹ کی ریگولیٹری ڈیوٹیوں کی ساخت میں تبدیلی سے مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں سگریٹ کی قیمتوں میں غیر ارادی اور اچانک کمی آگئی۔[21] تیسری سہ ماہی میں چھالیہ کی قیمتوں پر ریگولیٹری ڈیوٹی کا براہ راست اثر پڑا؛ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں ان کی قیمتیں پانچ گنا بڑھ گئیں۔[22] ایسا تین وجوہ سے ہوا، جن میں سے ایک ایف بی آر کا فیصلہ تھا جس کے مطابق چھالیہ کی درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں 25 سے 55 فیصد اضافہ تھا۔[23] دوم، کسٹم حکام کی جانب سے چھالیہ کی غیر قانونی اور بناطبی سرٹیفکیٹ درآمد کو ناکام بنا دیا گیا۔[24] سوم، ملک کے کچھ حصوں میں چھالیہ کی فروخت کے خلاف کارروائی ہوئی۔[25]

مزید برآں، اکتوبر 2017ء میں مکئی کی قیمتوں پر عائد کی گئی 30 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی کے بالواسطہ اثرات مرغی کے گوشت کی قیمتوں پر پڑے۔ پاکستان پولٹری ایسوسی ایشن کے مطابق، مکئی مرغیوں کے دانے کا کلیدی جُز ہے جو 60 فیصد پر مشتمل ہوتا ہے۔ چونکہ مکئی کی ملکی پیداوار بھی پست رہی، اس لیے تنظیم کے مطابق مکئی پر ریگولیٹری ڈیوٹی سے مرغبانوں کے لیے خام لاگتوں میں نمایاں اضافہ ہو گیا۔ اسی دوران، ان پیش رفتوں کی وجہ سے مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں مرغی کی قیمتوں میں 18.4 فیصد ہو گیا؛ جبکہ جولائی تا مارچ مالی سال 15ء، مالی سال 16ء اور مالی 17ء کے دوران یہ پست رہی تھیں۔

---

21 سگریٹ کی قیمتوں پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں تبدیلی کیسے اثرانداز ہوئی، اس کے تفصیلی تجزیے کے لیے پاکستانی معیشت کی کیفیت کے بارے میں اسٹیٹ بینک کی پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18-17ء سے رجوع کیجیے۔

22 صارف اشاریہ قیمت میں چھالیہ کا وزن غیر اہم (0.02 فیصد) ہے، لہٰذا قیمتوں میں تیزی سے اتنا اضافہ اجاگر کرنا ضروری ہے۔

23 بذریعہ ایس آر او (I) 1035 / 2017ء۔

24 بہت سی غذائی اشیا کی درآمدات کے لیے وزارتِ کامرس کو درآمدات کے مصدقہ اجازت نامے کے ساتھ ساتھ نباتاتی صحت کا سرٹیفکیٹ بھی درکار ہوتا ہے (وزارتِ تجارت ایس آر او 1076)۔

25 مثال کے طور پر، پنجاب فوڈ اتھارٹی نے خردہ فروشوں اور تھوک فروشوں کو ان کے خلاف قانونی کارروائی سے پہلے چھالیہ کی فروخت روکنے اور اپنے متعلقہ کاروبار کو 30 اپریل 2018ء تک بند کرنے کا الٹی میٹم دیا تھا۔

مزید یہ کہ، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں گوشت کی برآمدی مقدار میں 3.4 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی میں اس میں 29.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔ چنانچہ، ملکی منڈی میں اس کی نسبتاً کم رسد کسی حد تک گوشت کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ ہو سکتی ہے، جو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں زیادہ تھیں، جبکہ اس سے پہلے مالی سال 14ء تک گوشت کی قیمت کم تھی۔[26] خاص طور پر، مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کے مقابلے میں گائے اور بکرے کے گوشت کی قیمتوں میں دو گنا نمو ہوئی۔

شکل 3.12: غیر غذائی غیر توانائی اشاریہ

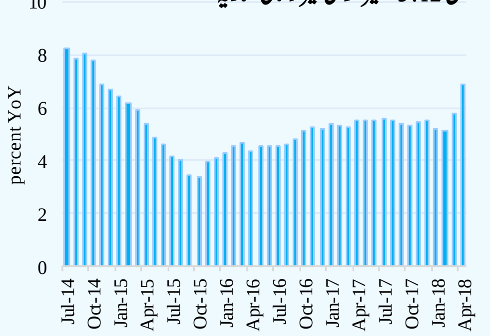

Data source:Pakistan Bureau of Statistics

قوزی مہنگائی بڑھ گئی

غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی میں مستحکم سال بسال نمو دکھائی دی (**شکل 3.12**)۔ یہ جنوری اور فروی 2018ء میں بھی معتدل تھی، کیونکہ: (الف) مکانوں کے کرائے کے اشاریے میں مالی سال 10ء سے 2018ء کے پہلے دو مہینوں میں پست ترین سال بسال نمو رہی، اور (ب) اسی مدت میں صحت کے اشاریے میں یک ہندسی (5 فیصد سے کم) نمو تھی جبکہ 2017ء کے دوران 12 فیصد کی اوسط سال بسال نمو رہی۔[27، 28]

تاہم، مارچ اور اپریل 2018ء کے دوران، قوزی مہنگائی کے اجزا کی غالب اکثریت میں قیمتوں کی تیز تر نمو کی وجہ سے یہ مہنگائی 36 مہینوں کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔[29] دو نکات قابل ذکر ہیں۔ پہلا، مارچ 2018ء کے دوران تعلیم کے اشاریے میں 17.6 فیصد کی سال بسال نمو ظاہر ہوئی جو صارف اشاریہ قیمت کی نئی اساس کے بعد سے اب تک بلند ترین ہے؛ اشاریے میں اکثر اشیا کی وجہ سے جن میں دو ہندسی نمو دکھائی دی۔[30] دوم، دسمبر 2017ء اور مارچ 2018ء میں شرح مبادلہ میں دو بار روپے کی قدر میں کمی سے درآمدی اشیا کی بلند لاگت صارف اشاریہ قیمت کی غیر غذائی اشیا پر وسیع البنیاد اثرات پڑے۔

26 گوشت (بکرا اور گائے) اور مرغی کا صارف اشاریہ قیمت میں مشترکہ حصہ 3.8 فیصد ہے۔

27 اشاریہ کرایہ مکان 40 فیصد حصے کے ساتھ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی کا سب سے وزنی جُز ہے۔

28 جنوری تا اپریل مالی سال 18ء کے دوران صحت کے اشاریے میں 8.7 فیصد کی سال بسال اوسط نمو ہوئی جبکہ ایک سال پہلے کی اسی مدت میں 9.9 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

29 صارف اشاریہ قیمت میں کپڑے، جوتے، تعمیرات سے متعلق اشیا، موٹر گاڑیاں اور ان کا سامان، میکانکی خدمات اور تعلیم شامل ہیں۔

30 ان اجزا میں سرکاری شعبے (25 فیصد کا اوسط اضافہ) اور نجی شعبے (اوسط 15 فیصد اضافہ) دونوں کے تعلیمی اداروں کی جانب سے عائد کردہ فیس شامل ہے۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

مالی سال 18ء کی پہلی دو سہ ماہیوں میں محاصل کی وصولی کی متاثر کن نمو مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں برقرار نہ رہ سکی۔ پھر بھی جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں یہ نمو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں خاصی زیادہ رہی۔ دوسری جانب پہلی دو سہ ماہیوں میں اخراجات میں جو اضافہ دیکھا گیا تھا، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اس میں تیزی سے اضافہ ہوا (**شکل 4.1**)۔

شکل 4.1 : محاصل، اخراجات اور مالیاتی خسارے کے سہ ماہی رجحانات

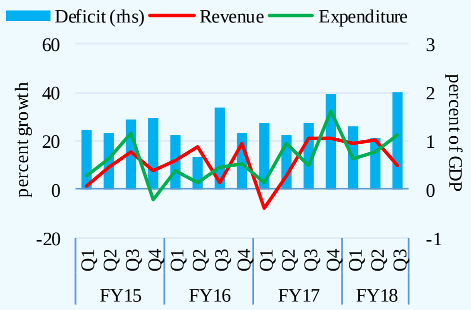

Data source: Ministry of Finance

مجموعی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کے 4.3 فیصد تک بڑھا، حالانکہ پورے سال کا ہدف 4.1 فیصد تھا جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں خسارے کی شرح 3.9 فیصد رہی تھی۔ مجموعی مالیاتی توازن کی طرح بنیادی توازن بھی برقرار نہ رہ سکا، یہ امر اس بات کا غماز ہے کہ گذشتہ برس کے مقابلے میں غیر سودی اخراجات میں تیز تر اضافہ ہوا۔ اس سے قطع نظر محاصل کے توازن میں بہتری سے ظاہر ہوتا ہے کہ محاصل کی نمو اب بھی جاری اخراجات میں اضافے سے زیادہ ہے (**شکل 4.2**)۔

شکل 4.2: جولائی تا مارچ مالیاتی توازن کے اظہاریے

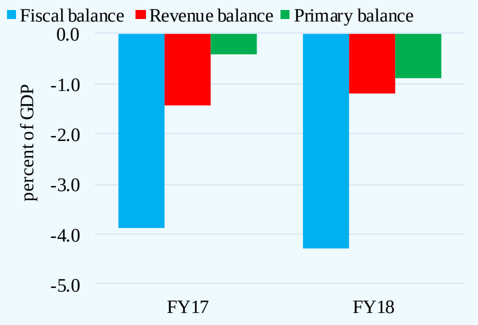

Data source: Ministry of Finance, SBP calculations

لہٰذا، وفاقی اور صوبائی سطح پر ترقیاتی اخراجات کی وجہ سے اخراجات میں نمو کی رفتار زیادہ رہی۔ بالخصوص صوبائی حکومتوں نے اسمبلیوں کی مدت ختم ہونے سے قبل جاری ترقیاتی منصوبوں کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے ترقیاتی اخراجات کی رفتار کو بہت زیادہ بڑھا دیا تھا۔ اگرچہ وفاقی سطح پر ترقیاتی اخراجات کی نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں تھوڑی سی

کم رہی مگر پھر بھی اس کی شرح بلند یعنی 24 فیصد سے زائد رہی (**جدول 4.1**)۔

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

	بجٹ مالی سال 18ء	حقیقی (جولائی تا مارچ)		جی ڈی پی کا فیصد		مالی سال 18ء		
		مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
الف۔ کُل محاصل	6,167.2	3,145.5	3,650.0	9.8	10.6	1,025.1	1,359.6	1,265.3
ٹیکس محاصل	4,912.5	2,694.3	3,076.2	8.4	8.9	911.0	1,115.9	1,049.3
غیر ٹیکس محاصل	1,254.7	451.2	573.8	1.4	1.7	114.0	243.8	216.0
ب۔ کُل اخراجات	7,646.8	4,383.6	5,130.9	13.7	14.9	1,465.9	1,715.1	1,949.9
جاری کھاتہ	5,393.9	3,605.1	4,075.4	11.3	11.8	1,241.0	1,304.2	1,530.2
سودی ادائیگیاں	*1,363.0*	*1,094.5*	*1,172.8*	3.4	3.4	*445.4*	*306.1*	*421.4*
دفاع	920.2	*535.7*	*623.8*	1.7	1.8	*181.9*	*211.5*	*230.5*
ترقیاتی	2,265.2	803.9	1,042.5	2.5	3.0	220.5	392.5	650.0
خالص قرض گاری	-12.3	-34.2	9.2	-0.1	0.0	0.9	1.3	7.9
ج۔ شماریاتی تفاوت	0.0	8.8	3.8	0.0	0.0	4.0	15.9	-16.1
			–					
مالیاتی بقایاجات (الف، ب، ج)	-1,479.6	-1,238.1	1,480.9	-3.9	-4.3	-440.8	-355.5	-684.6
محاصل کا توازن	773.3	-459.6	-425.5	-1.4	-1.2	-215.9	55.4	-264.9
بنیادی توازن	-116.6	-143.6	-308.1	-0.4	-0.9	4.5	-49.4	-263.2
مالکاری	1,479.5	1,238.0	1,480.9	3.9	4.3	440.8	355.5	684.6
بیرونی ذرائع	511.4	220.2	524.3	0.7	1.5	16.0	368.1	140.2
ملکی ذرائع	968.1	1,017.9	956.6	3.2	2.8	425.0	-12.8	544.4
بینک	390.1	694.7	813.5	2.2	2.4	408.0	-76.2	481.8
غیر بینک	528.0	323.2	143.1	1.0	0.4	17.0	63.4	62.7
نجی	50.0	–	–	–	–	–	–	–
فیصد نمو								
کُل محاصل		6.2	16.0			18.9	20.5	9.6
ٹیکس محاصل		8.6	14.2			21.4	12.7	10.1
نان ٹیکس محاصل		-6.2	27.2			2.2	76.8	7.1
کُل اخراجات		10.4	17.0			12.8	15.1	22.3
جاری کھاتہ		5.8	13.0			15.9	11.4	12.2
ترقیاتی		14.9	29.7			15.4	28.4	39.8

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

دریں اثنا جاری اخراجات کی نمو میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا، جس کا مطلق اعتبار سے نمو میں بڑا حصہ ہے۔ ایک مرتبہ پھر بڑا اضافہ صوبائی اخراجات کی بنا پر ہوا۔ وفاقی سطح پر جاری اخراجات میں اضافہ بڑی حد تک قرضوں کی واپسی، دفاع، عوام الناس کی خدمات[1]، معاشی امور[2] اور عوام کے تحفظ اور امن وامان سے متعلقہ بلند اخراجات کا عکاس ہے۔

محاصل کی وصولی کی رفتار جو اب بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی زیادہ ہے، مگر گذشتہ دو سہ ماہیوں کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ سست روی کا شکار ہوئی۔ کارپوریٹ شعبے بالخصوص بینکوں کی کم نفع آوری کے باعث بڑا دھچکا بلاواسطہ ٹیکس وصولی کے زمرے میں لگا۔ دوسری جانب معاشی سرگرمیوں کی بھرپور نمو، ملکی طلب میں مضبوط اضافے اور اجناس کی عالمی قیمتوں کے اضافے کی ملکی نرخوں میں منتقلی کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکس وصولی میں مسلسل تیزی دیکھی گئی۔

شکل 4.3: ایف بی آر کے ٹیکسوں کی نمو میں کردار

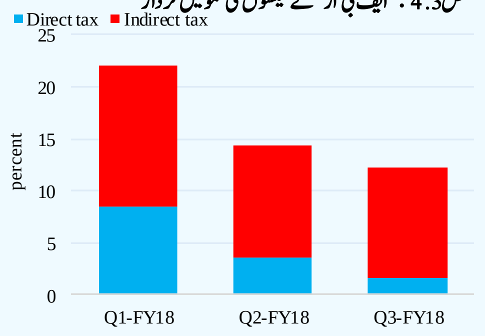

Data source: Federal Board of Revenue, SBP calculations

پن بجلی کے نفع کی منتقلی کے باعث صوبائی نان ٹیکس محاصل میں خاطر خواہ اضافہ نان ٹیکس محاصل میں نمو کی بحالی کا بھی موجب بنا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مارک اپ کی بلند آمدنی، منافع منقسمہ اور پی ٹی اے / ڈاک سروس کے منافع نے بھی بلند نان ٹیکس محاصل میں اپنا حصہ ڈالا۔

لیکن جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران اخراجات کے مقابلے میں مجموعی طور پر محاصل کی وصولی کی نمو تھوڑی سی کم رہی۔ نتیجتاً بلند مالکاری کی ضروریات زیادہ تر بیرونی ذرائع اور اسٹیٹ بینک سے زائد قرض گیری سے پوری کی گئیں۔ بیرونی مالکاری کے سلسلے میں حکومت نے زیادہ انحصار کمرشل قرضوں اور بانڈز پر کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بازقدرپیمائی خسارے کے باعث بھی بیرونی قرضے میں اضافہ ہوا، جس کی وجہ اہم کرنسیوں کا ڈالر کے مقابلے میں بڑھنا اور روپے کی قدر میں کمی آنا تھی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں اس کی بنا پر قرضے میں بڑی حد تک اضافہ ہوا، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ اضافہ مالی سال 14ء کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

[1] عوام الناس کی خدمات سے مراد صوبائی حکومت کی انتظامی سرگرمیاں ہیں جیسے انتظامی اور قانون سازاداروں کا انتظام، مالی اور مالیاتی امور اور منتقلیاں وغیرہ۔

[2] اس میں عمومی اقتصادی امور، کمرشل اور لیبر امور، زراعت، غذا، آبپاشی، وغیرہ شامل ہیں۔

4.2 محاصل

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران محاصل کی وصولی میں 16.0 فیصد کا اضافہ ہوا، اس کے مقابلے میں گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران نمو 6.2 فیصد رہی تھی۔ ٹیکس (ایف بی آر اور صوبائی) اور نان ٹیکس محاصل دونوں میں اضافے کی بنا پر محاصل کی نمو وسیع البنیاد رہی۔ اگرچہ گذشتہ برس کے مقابلے میں محاصل کی وصولی کی نمو اب بھی متاثر کن ہے لیکن مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اسکی رفتار میں خاصی کمی واقع ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس وصولی میں سست روی ہے، جبکہ نان ٹیکس آمدنی اور صوبوں کی اپنی ٹیکس وصولی مستحکم رہی۔

ایف بی آر کی ٹیکس وصولی

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں 15.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس یہ نمو 8.6 فیصد رہی تھی۔ اگرچہ گذشتہ برس کی بہ نسبت ٹیکس وصولی کی نمو میں خاطر خواہ اضافہ ہوا لیکن مالی سال 18ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی کے دوران اس کی رفتار مسلسل کم ہوتی رہی۔ اس میں بڑا حصہ بلاواسطہ ٹیکس وصولی کی سست نمو کا ہے جبکہ بالواسطہ ٹیکس وصولی کی نمو بھی قدرے کمزور رہی (**شکل 4.3**)۔ بالواسطہ ٹیکس وصولی میں ٹیکس واپسی کی بلند ادائیگیوں کی بھی عکاسی ہوتی ہے، بالخصوص برآمدات سے متعلقہ صنعتوں میں، جن میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں یہ شرح 31.0 فیصد (98.1 ارب روپے) تک بڑھ گئی (**جدول 4.2**)۔

جدول 4.2: ایف بی آر کی ٹیکس وصولی (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

	بجٹ مالی سال 18ء	وصولیاں		فیصد نمو	
		مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
بلاواسطہ ٹیکس	1594.9	900.5	996.7	11.2	10.7
بالواسطہ ٹیکس	2418.1	1,368.2	1,629.9	7.0	19.1
کسٹم ڈیوٹی	581.4	343.4	428.4	24.4	24.8
سیلز ٹیکس	1605.2	897.7	1,057.8	1.3	17.8
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	231.5	127.2	143.6	8.6	12.9
کُل ٹیکسز	**4013.0**	**2,268.7**	**2,626.6**	**8.6**	**15.8**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

بلاواسطہ ٹیکس

پہلی سہ ماہی کے 22.8 فیصد کے مقابلے میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکس وصولی کی نمو کم ہو کر 4.0 فیصد رہ گئی۔ نتیجتاً گذشتہ برس کے اسی عرصے کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں مجموعی نمو 11.2 فیصد سے کم ہو کر 10.7 فیصد رہ

گئی۔ اس کا بنیادی سبب جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں رضاکارانہ ادائیگیوں میں 3.1 فیصد کمی آنا ہے، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 7.7 فیصد اضافہ ہوا تھا، کُل بلاواسطہ ٹیکسوں میں رضاکارانہ ادائیگیوں کا حصہ 22.8 فیصد ہے[3]۔ مالی سال 18ء میں ہونے والی اس کمی کو کارپوریٹ ٹیکس اور بینکوں کی کم نفع آوری سے منسوب کیا جاسکتا ہے[4]۔

جدول 4.3: بلاواسطہ ٹیکسوں کی تقسیم، جولائی تا مارچ مالی سال 18ء

ارب روپے

	اصل		نمو	
	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
I۔ عندالطلب وصولی	**51.9**	**68.4**	**9.9**	**32.0**
II۔ رضاکارانہ ادائیگیاں	**247.7**	**240.0**	**7.7**	**-3.1**
III۔ ودہولڈنگ ٹیکس	**645.7**	**749.7**	**12.3**	**16.1**
درآمدات اور برآمدات	159.0	180.0	7.4	13.2
معاہدے	165.2	194.6	14.7	17.8
تنخواہ	75.2	95.2	19.3	26.6
سود اور تمسکات	31.0	32.3	-15.8	6.7
نقد رقوم نکالنا	21.8	25.1	4.1	15.4
منافع منقسمہ	31.0	39.3	24.4	27.0
بجلی کے بلز	17.9	24.0	-3.2	33.9
ٹیلی فون	36.8	38.0	8.9	3.3
دیگر	107.9	119.0	26.8	11.6

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بیورو آف ریونیو

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں بلاواسطہ ٹیکس وصولی کی مجموعی رفتار پر رضاکارانہ ادائیگیاں کم ہونے کا جو اثر پڑا اس کا جزوی طور پر ازالہ بلند ودہولڈنگ ٹیکسوں اور عندالطلب وصولی سے ہوا۔ ودہولڈنگ ٹیکسوں میں نمو کی رفتار بڑھتے ہوئے تجارتی حجم، معاہدوں، تنخواہوں اور منافع منقسمہ کے عوض ہونے والی بلند وصولیوں کی خصوصی طور پر عکاسی کرتی ہے (**جدول 4.3**)۔ تفاوتی ٹیکسیشن کی حکومتی پالیسی سے بھی ودہولڈنگ ٹیکسوں کی وصولی کے سلسلے میں بڑی حد تک فائدہ پہنچا، بالخصوص منافع منقسمہ، موٹر سائیکلوں کی رجسٹریشن اور غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت وغیرہ میں[5]۔

تفاوتی ٹیکسیشن کا مقصد نان فائلرز کی لاگت میں اضافہ کرنا اور انہیں ٹیکس گوشوارے جمع کرانے اور باضابطہ نظام کا حصہ بننے کی ترغیب دلانا تھا۔ اس اقدام سے کسی حد تک ٹیکس فائلرز کی تعداد بڑھانے میں مدد ملی۔ اس کے ساتھ ایف بی آر کی جانب سے ٹیکس بنیاد میں اضافہ

[3] رضاکارانہ ادائیگیوں میں کمی کا ارتکاز بنیادی طور پر مالی سال 18ء کی دوسری اور تیسری سہ ماہی میں ہے۔

[4] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں بینکاری شعبے کا منافع 20 فیصد کم ہو کر 180.9 ارب روپے رہ گیا، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ منافع 226.9 ارب روپے تھا۔

[5] تاہم مالی وساطت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہونے کا سلسلہ جاری رہا، جس کی عکاسی کرنسی تا امانت تناسب میں اضافے سے ہوتی ہے، کیونکہ 2015ء میں اس کا دائرہ کار بڑھا کر اس میں مالی لین دین کو شامل کر دیا گیا تھا۔

کیے جانے سے نان فائلرز کو ٹیکس کے دائرے میں لانے میں مدد ملی ہے[6]۔ تاہم ان کوششوں کے باوجود آبادی کی بہ نسبت ٹیکس فائلرز کی تعداد کم رہی۔

بالواسطہ ٹیکس

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں بالواسطہ ٹیکس وصولی میں 19.1 فیصد کا اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس 7.0 فیصد کی کم نمو رہی تھی۔ تیزی سے ہونے والے اس اضافے کو تمام زمروں– سیلز ٹیکس، کسٹمز اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی– نے تقویت بخشی، جس کی وجہ مضبوط ملکی طلب اور فروخت کا بڑھتا ہوا حجم، درآمدات میں اضافہ اور بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی بہتر سرگرمیاں تھی۔ تاہم اس میں بڑا حصہ سیلز ٹیکس وصولی میں بہتری سے آیا (**شکل 4.4**)۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں سیلز ٹیکس وصولی کی شرح تیزی سے بحال ہوئی جس میں 17.8 فیصد کی نمو ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 1.3 فیصد کا معمولی اضافہ ہوا تھا۔ اس سے ملکی طلب بڑھنے کی عکاسی ہوتی ہے، جسے حقیقی معاشی سرگرمیوں میں مستقل وسعت نے تقویت دی، نتیجتاً، ملکی فروخت اور درآمدات میں بھی اضافہ ہوا۔ اسے پیٹرولیم مصنوعات کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے بھی منسوب کیا جاسکتا ہے کیونکہ حکومت نے تیل کی عالمی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ فی الفور ملکی صارفین کو منتقل کردیا تھا۔ مزید برآں بڑھتی ہوئی فروخت کے وقت پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی نے بھی زائد ٹیکس وصولی میں اپنا کردار ادا کیا، بالخصوص مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں[7]۔

شکل 4.4: ایف بی آر کے ٹیکسوں کی نمو میں کردار

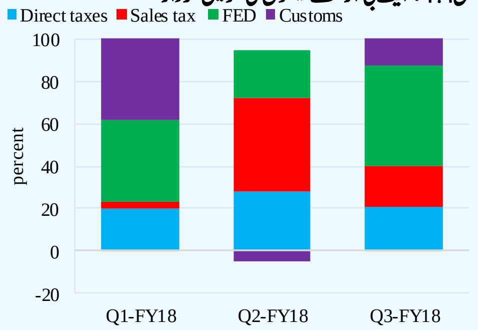

Data source: Federal Board of Revenue, SBP calculations

درآمدات میں بھرپور اضافے اور ریگولیٹری ڈیوٹی بڑھنے سے کسٹم ڈیوٹی کی وصولی کی نمو بڑھنے میں مدد ملی، جو گذشتہ برس کی 24.4 فیصد نمو سے بڑھ کر جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں 24.8 فیصد ہوگئی۔ روپے کی قدر میں کمی نے بھی کسٹم ڈیوٹی کی

---

[6] ایف بی آر کے مطابق ٹیکس فائلرز کی تعداد 1.3 ملین سے تجاوز کرچکی ہے، بالخصوص مالی سال 14ء اور 15ء میں ٹیکس بنیاد کو بڑھانے کی غرض سے جس مہم کے تحت ممکنہ ٹیکس دہندگان کو 5 لاکھ نوٹس جاری کیے گئے تھے، اس کے نتیجے میں 2 لاکھ نئے ٹیکس فائلرز اضافہ ہوا۔

[7] ایف بی آر نے ایس آر اوز 2017/(I)1331 مورخہ 31 دسمبر 2017ء؛ ایس آر او 2018/(I)98 مورخہ 31 جنوری 2018ء اور ایس آر او 2018 (I)265 مورخہ 28 فروری 2018ء کے تحت مٹی کے تیل اور لائٹ ڈیزل آئل پر سیلز ٹیکس بڑھا کر 17 فیصد تک کردیا جبکہ پہلے یہ شرح صفر فیصد تھی۔

زائد وصولی میں اپنا کردار ادا کیا، کیونکہ اس طرح درآمدات کی قیمتیں بڑھ گئی تھی۔ مارچ تا جولائی مالی سال18ء کے دوران مجموعی طور پر گاڑیوں، پیٹرولیم مصنوعات اور لوہے اور فولاد کی بلند درآمدات نے بھی کسٹم ڈیوٹی کی وصولی بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا(**شکل 4.5**)۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ریگولیٹری ڈیوٹی بڑھانے کا بنیادی مقصد ادائیگیوں میں توازن پر دباؤ کا سدباب کرنا تھا جبکہ محاصل کی وصولی اس کا ضمنی ہدف تھا۔

اسی طرح جولائی تا مارچ مالی سال18ء کے دوران فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں ہونے والی وصولیوں میں 12.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران یہ شرح 8.6 فیصد رہی تھی۔ یہ اضافہ سیمنٹ اور سگریٹ کی پیداوار میں اضافے سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ سیمنٹ کی مد میں بلند وصولی سیمنٹ کی طلب میں اضافے اور ڈیوٹی کے ڈھانچے پر نظر ثانی کے ساتھ اضافے کی عکاس ہے۔ اسی طرح سگریٹ کے زمرے میں ڈیوٹی کا تین سطحی ڈھانچہ متعارف کیے جانے سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی جزوی طور پر بحال کرنے میں مدد ملی۔

جدول4.4: غیر ٹیکس محاصل (جولائی تا مارچ)

ارب روپے

		اصل	
	بجٹ مالی سال18ء	FY17	مالی سال18ء
مارک اپ (سرکاری شعبے کے سرکاری ادارے ودیگر)	96.0	12.1	21.7
منافع منقسمہ	93.3	22.1	33.6
اسٹیٹ بینک کا منافع	260.0	144.8	143.2
دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)	141.8	64.4	9.3
ڈاک خانے / پی ٹی اے (تھری جی) سے ہونے والا منافع	11.3	0.7	8.8
تیل و گیس پر رائلٹی	58.5	40.3	42.4
پاسپورٹ ودیگر فیسیں	28.0	13.6	11.9
برقرار ڈسکاؤنٹ	10.0	5.9	6.5
غیر متوقع لیوی	8.0	1.0	2.3
دیگر *	547.8	146.3	294.1
کُل نان ٹیکس محاصل	**1,254.7**	**451.2**	**573.8**

* بشمول صوبائی غیر ٹیکس محاصل

اعداد شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

نان ٹیکس محاصل

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں نان ٹیکس محاصل میں 27.2 فیصد کی نمو ہوئی، اس کی بہ نسبت گذشتہ برس اس میں 6.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔ اسٹیٹ بینک کے منافع کے پیشِ نظر جو تقریباً گذشتہ برس کے برابر ہی رہا، اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم موجودگی میں یہ نمو متاثر کن لگتی ہے۔ درحقیقت، نان ٹیکس محاصل میں اضافے کی بڑی وجہ صوبائی نان ٹیکس محاصل میں یک وقتی اضافہ تھا، اس کی وجہ صوبوں (بنیادی طور پر پنجاب اور خیبر پختونخوا) کو پن بجلی کے منافع کی منتقلی تھی۔ مزید برآں، جولائی تا مارچ مالی سال18ء مارک اپ، منافع منقسمہ، پی ٹی اے / ڈاک خانوں سے ہونے والی وصولیاں بھی زیادہ رہیں (**جدول4.4**)۔

4.3 اخراجات

مجموعی مالیاتی اخراجات میں 17.2 فیصد کی تیز نمو ہوئی، جو کہ گذشتہ سال کے اسی عرصے کے دوران ہونے والی نمو کے مقابلے میں تقریباً تگنی ہے۔ یہ اخراجات وسیع البنیاد ہیں کیونکہ صوبائی اور وفاقی دونوں حکومتوں میں جاری اور ترقیاتی اخراجات میں خاصا اضافہ ہوا (**جدول 4.5**)۔

شکل 4.5: جولائی تا مارچ کسٹم ڈیوٹی میں اضافے کے محرکات

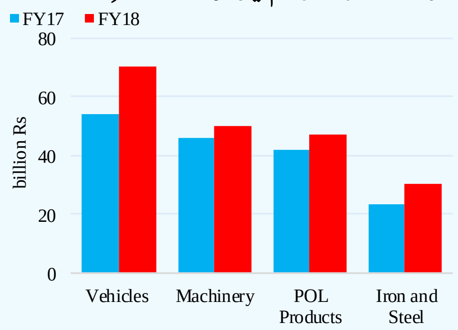

Data source: Federal Board of Revenue

سہ ماہی وار اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ اخراجات میں نمو بنیادی طور پر مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران اخراجات میں 23.4 فیصد کے اضافے کی مرہون منت ہے (**شکل 4.6**)۔

انفرادی اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جاری اخراجات بڑھنے میں صوبوں کا سب سے زیادہ حصہ ہے۔ گذشتہ برس کے 5.8 فیصد کے مقابلے میں مجموعی جاری اخراجات میں 13.0 فیصد کا اضافہ ہوا۔ وفاقی حکومت کے جاری اخراجات، جو مطلق اعتبار سے زائد رہے، 8.8 فیصد بڑھ گئے، جس کی بنیادی وجہ بلند سودی ادائیگیاں اور سیکورٹی سے متعلق اخراجات تھے۔ آگے چل کر بلند سودی ادائیگیاں وسط مدت میں بلند نمو برقرار رکھنے کے لیے ترقیاتی اخراجات کی گنجائش کو کم کر سکتی ہیں۔

شکل 4.6: اخراجات اور مالیاتی خسارے کے رجحانات

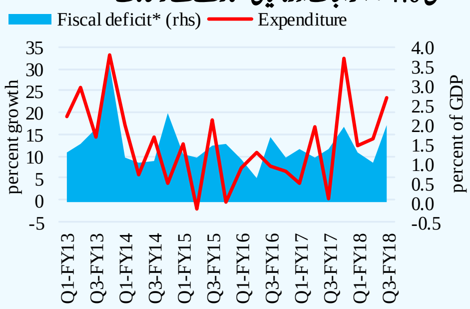

* The negative value means surplus
Data source: Ministry of Finance, SBP calculations

اگرچہ وفاقی حکومت کے اخراجات کی نمو بھی بلند یعنی 24 فیصد سے زائد رہی، تاہم جاری اخراجات کی طرح ترقیاتی اخراجات کی نمو میں اضافے میں بھی بڑا حصہ صوبوں کا ہی رہا۔ بلند ترقیاتی اخراجات بنیادی طور پر اس امر کے عکاس ہیں کہ حکومت موجودہ اسمبلیوں کی مدت ختم ہونے سے قبل ہی جاری ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کی خواہاں ہے۔ سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں (پی ایس ڈی پی) کی مد میں رقوم کے اجرا کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ خصوصی ترقیاتی پروگراموں اور بجلی و توانائی کے منصوبوں کے بعد اس کا بڑا حصہ انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لیے مختص کیا گیا۔

مزید بر آں، دیگر ترقیاتی اخراجات، جن کا مصرف بالخصوص غربت کا خاتمہ تھا، ان میں بھی گذشتہ برس کی 24.7 فیصد کمی کے مقابلے میں 8.3 فیصد اضافہ ہوا[8]۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں گذشتہ برس کے 227.6 ارب روپے کے مقابلے میں صوبوں کی مجموعی فاضل رقوم کا حجم 191.1 ارب روپے رہ گیا۔ ماسوائے بلوچستان کے تمام صوبوں کی فاضل رقوم میں کمی واقع ہوئی (**جدول 4.6**)۔ سہ ماہی وار اعدادو شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں فاضل رقوم میں کمی کا سبب صوبوں کے اخراجات میں اضافہ (38.3 فیصد) اور محاصل کی نمو میں قدرے سُست رفتار تھی (**شکل 4.8 اور 4.9**)۔

جیسا کہ جدول 4.3 میں بحث کی گئی ہے، جولائی تا مارچ مالی سال کے دوران جاری اور ترقیاتی اخراجات بڑھنے سے صوبائی اخراجات میں 25.8 فیصد کا اضافہ ہوا۔ جبکہ گذشتہ برس اس میں 12.6 فیصد اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.5 اور 4.6**)۔

جدول 4.5: مالی اخراجات کا تجزیہ

ارب روپے

	جولائی تا مارچ		مطلق تبدیلی	نمو	
	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء		مالی سال 17ء	مالی سال 18ء
جاری اخراجات	**3,605.1**	**4,075.4**	**470.3**	**5.8**	**13.0**
وفاقی	2,439.3	2,653.3	214.0	**3.0**	**8.8**
جس میں سے					
سودی ادائیگیاں	1,094.5	1,172.8	78.4	1.4	7.2
(i) ملکی قرضے کی واپسی	1,009.9	1,071.4	61.5	0.7	6.1
(ii) غیر ملکی قرضے کی واپسی	84.6	101.4	16.8	10.5	19.9
دفاع	535.7	623.8	88.2	10.9	16.5
امنِ عامّہ اور تحفظ	81.9	94.0	12.1	8.6	14.8
دیگر	727.3	762.7	35.4	−0.5	4.9
صوبائی	1,165.8	1,422.1	256.3	12.3	22.0
ترقیاتی اخراجات	**803.9**	**1,042.5**	**238.6**	**14.9**	**29.7**
سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبے	764.6	980.5	215.9	22.7	28.2
وفاقی	324.0	402.8	78.8	28.9	24.3
صوبائی	422.7	577.8	155.1	13.6	36.7
دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	57.2	61.9	4.7	−24.7	8.3
خالص قرض گاری	**−34.2**	**9.2**	43.4	−417.0	126.8
کُل اخراجات	**4374.7**	**5127.1**	**752.4**	**6.3**	**17.2**

علاوہ از شماریاتی تفاوت

اعدادو شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

[8] اس کی وجہ جولائی تا دسمبر مالی سال 18ء کے دوران غربت کے خاتمے کی حکمت عملی کی دستاویز (پی آر ایس پی) کے تحت وفاقی اور صوبائی سطح پر اختصاص کی بلند سطحیں تھی، جن کا زیادہ ارتکاز تعلیم اور انفراسٹرکچر کے منصوبوں پر ہے۔

صوبائی اخراجات کی ہیئت ترکیبی سے واضح ہوتا ہے کہ امنِ عامہ، مکاناتی شعبہ، تعلیم اور سماجی تحفظ کے منصوبوں کے بعد سب سے زیادہ جاری اور ترقیاتی اخراجات عوام الناس کی خدمت اور اقتصادی امور کے لیے مختص کیے گئے۔

دوسری جانب، مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں وفاقی حکومت کی جانب سے رقوم کی منتقلیوں میں برائے نام نمو صوبائی محاصل میں کمی کی بنیادی وجہ بنی؛ یہ منتقلیاں مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی میں خاصی بلند تھیں، جس کی وجہ وفاقی محاصل کی بلند وصولی تھی۔ اس کے برخلاف صوبوں کے اپنے محاصل میں نمو کا سلسلہ برقرار اور مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں یہ بڑھ کر 233.3 ارب روپے تک جا پہنچے۔ لیکن پچھلے سال کے 13.7 فیصد کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مجموعی طور پر محاصل کی وصولی کی نمو بڑھ کر 25.8 فیصد ہو گئی۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران صوبوں کی جانب سے خود اپنے محاصل کی وصولی، وفاق کے قرضوں اور رقوم کی منتقلیوں نے ان کی بلند نمو میں بنیادی کردار ادا کیا(**جدول 4.6**)۔

اگرچہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں صوبائی محاصل کی نمو مستحکم رہی، تاہم اس کا بنیادی عامل نان ٹیکس محاصل میں بلند نمو بنی(**جدول 4.6**)۔ ٹیکس محاصل کی نمو میں تھوڑی سی کمی کی بنیادی وجہ جی ایس ٹی ایس، موٹر وہیکل ٹیکس اور دیگر متفرق ٹیکسوں کی سست رفتار نمو

شکل 4.7 : جولائی تا مارچ، ترقیاتی اخراجات (کُل پی ایس ڈی پی اخراجات کا فیصد)

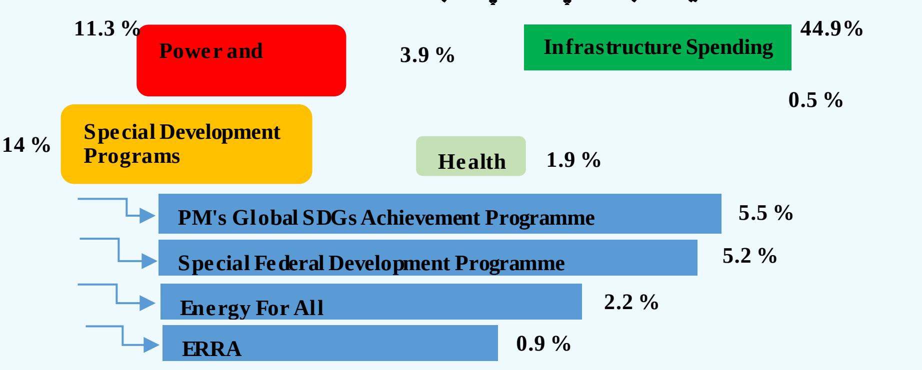

Data source: PSDP Releases as on 30-03-

بنی۔ تاہم اسٹیمپ ڈیوٹی سے ہونے والی وصولیوں میں 44.9 ارب روپے کا بھرپور اضافہ ہوا، جبکہ زیرِ جائزہ عرصے کے دوران ملکی پیداوار کے رجحانات کی پیروی میں ایکسائز ڈیوٹیز کی وصولیوں میں نمو بڑھ گئی۔

شکل 4.9 : مالی سال 18ء کے دوران صوبائی مالیاتی صورتِ حال

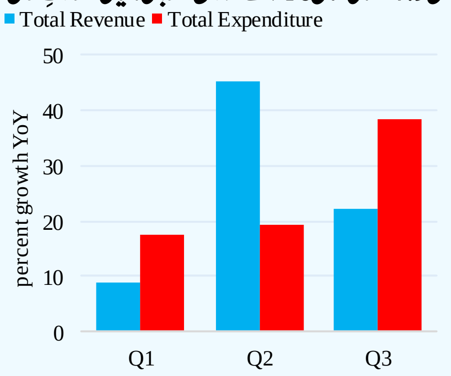

Data source: Ministry of Finance, SBP calculations

شکل 4.8: مالی سال 18ء کے دوران صوبہ وار فاضل رقوم*

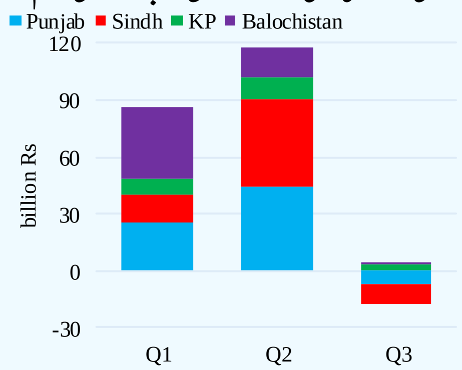

* Surplus refers to the negative of financing
Data source: Ministry of Finance

شکل 4.10 : جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران صوبائی اخراجات

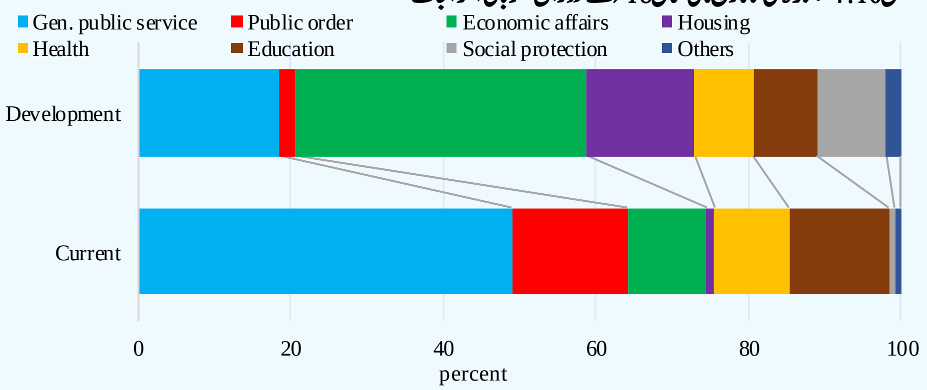

Data source: Ministry of Finance

پن بجلی منصوبوں کے منافع کی منتقلی (بنیادی طور پر پنجاب اور کے پی کے کو) اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں کی گرانٹس کے باعث صوبائی نان ٹیکس محاصل میں 134.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں نان ٹیکس محاصل کی بھرپور نمو میں بڑا کردار صوبائی محاصل کی 63.6 فیصد نمو نے ادا کیا (جدول 4.6)۔

4.5 سرکاری قرضہ

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران وسیع مالیاتی خسارے اور جاری کھاتوں کے خسارے میں اضافے سے سرکاری قرضے میں خاصا اضافہ ہوا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران بڑھنے والے خسارے کے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔ اس قرضے کا زیادہ تر ارتکاز مالی

سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں ہوا، اس دوران اس میں 1.3 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جو مالی سال 14ء کے بعد کسی بھی سہ ماہی میں ہونے والا سب سے زیادہ اضافہ تھا[9]۔ مزید برآں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں قرضوں کے مجموعی اضافے میں بیرونی قرضے نے سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔ یہ صورتِ حال گذشتہ برس کے برعکس ہے، جس میں اسی عرصے کے دوران ہونے والے اضافے کا 90 فیصد حصہ ملکی قرضوں کا مرہونِ منت تھا(**جدول 4.7**)۔

بیرونی مالکاری کی زائد ضروریات کے ساتھ، بازقدرپیمائی کا نقصان جو ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی شرح مبادلہ میں اضافے سے ہوا، اس کی وجہ سے بھی ڈالر میں لیے جانے والے بیرونی قرضوں میں اضافہ ہوا(**شکل 4.11**)۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے باعث بیرونی قرضے روپے کے اعتبار سے مزید بڑھ گئے۔ کرنسیوں میں ہونے والی تبدیلی کے مشترکہ اثرات (ڈالر کے مقابلے میں روپے اور دیگر کرنسیوں دونوں) کے سبب قرضے اور جی ڈی پی کے مجموعی خسارے میں تقریباً 2.1 فیصد اضافہ ہوا۔

جدول 4.6: جولائی تا مارچ کے دوران صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	کُل	نمو
مالی سال 18ء						
الف۔ کُل محاصل	1036.0	603.1	361.4	184.1	2184.6	25.8
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	801.7	418.1	269.3	159.9	1648.9	16.0
صوبائی محاصل(I+II)	221.2	156.2	81.2	15.6	474.2	63.6
I۔ ٹیکس	141.2	119.3	13.0	6.5	280.0	21.4
II۔ غیر ٹیکس محاصل	80.0	36.9	68.2	9.1	194.2	227.5
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	13.1	28.9	10.9	8.6	61.5	154.1
ب۔ کُل اخراجات	1018.8	529.1	321.4	141.2	2010.4	25.8
جاری**	659.5	413.9	237.7	121.6	1432.7	21.8
ترقیاتی	359.3	115.2	83.7	19.6	577.8	36.7
فرق (الف-ب)	17.3	74.1	40.0	42.9	174.2	26.6
مالکاری* (مجموعی توازن)	**-62.8**	**-50.0**	**-24.5**	**-53.8**	**-191.1**	**-16.1**
مالی سال 17ء						
الف۔ کُل محاصل	808.4	500.3	263.1	164.3	1736.1	13.7
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	665.6	382.2	224.3	150.0	1422.1	13.5
صوبائی محاصل(I+II)	132.8	107.4	41.3	8.3	289.8	25.2
I۔ ٹیکس	112.3	101.7	12.1	4.5	230.5	23.5
II۔ غیر ٹیکس محاصل	20.6	5.7	29.2	3.9	59.3	32.6
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	10.0	10.7	-2.4	5.9	24.2	-42.4
ب۔ کُل اخراجات	723.0	455.5	290.2	129.8	1598.5	12.6
جاری**	484.0	363.4	216.4	112.1	1175.9	12.3
ترقیاتی	239.1	92.1	73.8	17.7	422.7	13.6
فرق (الف-ب)	85.4	44.8	-27.1	34.5	137.6	28.2
مالکاری* (مجموعی توازن)	**-82.7**	**-41.9**	**-67.0**	**-36.0**	**-227.6**	**2.9**

* مالکاری میں منفی اشارے کا مطلب اضافی رقوم ہوتا ہے۔ ** ہو سکتا ہے کہ جاری اخراجات جدول میں درج اعداد و شمار سے میل نہ کھائیں۔

یہاں درج شدہ ہندسے 4.5 میں وفاقی حکومت کو مارک اپ کی واپسی شامل ہے۔

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

[9] قبل ازیں، مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی سرکاری قرضے میں بلند ترین اضافہ تقریباً ایک ٹریلین روپے سے کچھ کم ریکارڈ کیا گیا تھا۔

جدول 4.7: پاکستان کا سرکاری خاکۂ قرض

ارب روپے

	ذخیرہ		بہاؤ				
			جولائی تا مارچ		مالی سال 18ء		
	جون 17ء	مارچ 18ء	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
مجموعی سرکاری قرضہ	**21,408.7**	**24,076.3**	**1,197.2**	**2,667.6**	**651.2**	**761.0**	**1,255.5**
ملکی قرضہ	14,849.2	16,074.1	1,120.1	1,224.8	526.3	61.9	636.7
بیرونی قرضہ	5,918.7	7,269.6	83.8	1,350.9	111.1	662.8	577.0
آئی ایم ایف سے قرض گیری	640.8	732.6	-6.7	91.9	13.8	36.3	41.8
بیرونی واجبات	373.8	432.0	-9.0	58.1	6.3	23.1	28.7
حکومت کا کُل قرضہ*	19,635.4	22,059.7	1,070.8	2,424.3	558.8	685.1	1,180.4

* بینکاری نظام میں حکومتی امانتیں منہا کرکے مجموعی سرکاری قرضہ۔

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

ان پیش رفتوں کے سبب جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں خام سرکاری قرضہ 2.7 ٹریلین روپے اضافے کے ساتھ مارچ کے اختتام پر 24.1 ٹریلین روپے تک جا پہنچا۔ مجموعی سرکاری قرضے میں حکومتی قرضے کا حجم مارچ کے اختتام تک 2.4 ٹریلین روپے کے اضافے کے ساتھ 22.0 ٹریلین روپے ہو گیا۔

جدول 4.8: ملکی سرکاری قرضے میں مطلق تبدیلی

ارب روپے

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 18ء		
	جولائی تا مارچ		پہلی سہ ماہی	دوسری سہ	تیسری سہ
ملکی سرکاری قرضہ	**1,120.10**	**1,224.8**	**526.3**	**61.9**	**636.7**
مستقل قرضہ	-561.8	-999.3	-510.5	15.2	-503.9
جس میں سے					
پی آئی بیز	-644.9	-1,067.7	-541.0	0.0	-526.8
انعامی بانڈز	83.1	68.5	30.4	15.2	22.9
جاری قرضہ	1599.9	2,174.7	1,017.8	20.4	1,136.5
جس میں سے					
ایم ٹی بیز	1077.9	-57.0	745.9	1.8	-804.7
ایم آر ٹی بیز	734.6	2,231.7	271.9	-188.7	2,148.5
غیر فنڈ قرضہ	82	49.0	19.0	26.1	3.8
غیر ملکی کرنسی میں قرضے	0	0.4	0.0	0.2	0.2

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

ملکی قرضہ

مارچ 2018ء کے اختتام تک ملکی قرضہ 1.2 ٹریلین روپے کے اضافے سے 16.1 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا۔ اس عرصے کے دوران ملکی قرضے میں سارا اضافہ قلیل مدتی قرضے اور زیادہ تر سہ ماہی مدت کے ٹی بلز کی وجہ سے ہوا کیونکہ حکومت نے تکمیلِ میعاد کرنے والے طویل مدتی قرضے واپس کیے (**جدول 4.8**)۔

مالی سال 18ء کی دوسری سہ ماہی کے رجحانات کے تسلسل میں بینکوں نے طویل مدتی حکومتی

تمسکات میں سرمایہ کاری کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا کیونکہ انہیں شرح سود بڑھنے کی توقع تھی۔ اس کی عکاسی مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کی، بالخصوص پی آئی بی نیلامیوں میں ہوئی جہاں پیشکشوں کا حجم ہدف کا تقریباً ایک چوتھائی اور عرصیتوں کا محض چھوٹا سا حصہ تھا(**جدول 4.9**)۔ اس کے پیشِ نظر حکومت نے تمام بولیوں کو مسترد کر دیا کیونکہ بینکوں نے زیادہ شرحوں کا مطالبہ کیا تھا۔ جیسا کہ **شکل 4.12** سے ظاہر ہے، دسمبر 2017ء سے اب تک خطِ یافت واضح طور پر اوپر کی جانب گامزن ہے؛ جنوری 2018ء میں پالیسی ریٹ میں 25 بی پی ایس کے اضافے کے بعد صورتِ حال میں زیادہ تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

شکل 4.11 : پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور بیرونی قرضہ

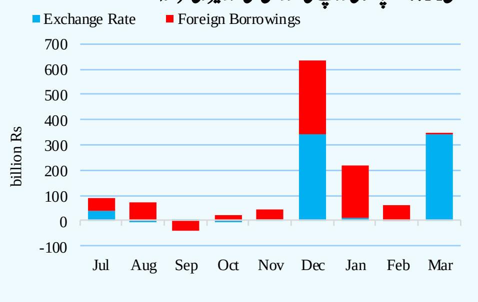

Data source: State Bank of Pakistan & Economic Affairs Division

ٹی بلز کے سلسلے میں بھی کمرشل بینکوں کا زیادہ جھکاؤ سہ ماہی مدت کے تمسکات کی جانب تھا اور وہ بھی قدرے بلند شرحوں پر۔ سہ ماہی کے دوران ان عوامل نے حکومت کے لیے ہدف کی رقم اکٹھی کرنا مشکل بنا دیا، جس میں اضافی رقوم اور عرصیتوں سے زائد رقوم بھی شامل ہیں۔ کمرشل بینکوں کی طرح غیر بینک اداروں نے بھی اپنی سرمایہ کاریاں قلیل مدتی بلز کی جانب منتقل کر دیں۔

شکل 4.12 : ثانوی منڈی کا خطِ یافت

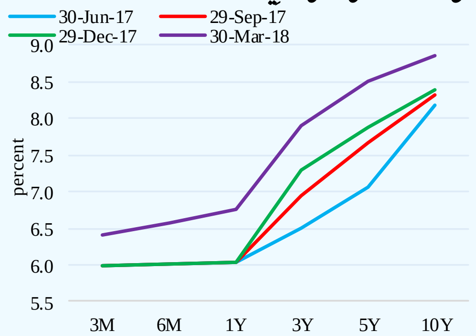

Data source: MUFAP

اس پس منظر میں حکومت نے اپنے تمسکات کی طویل مدتی عرصیتوں کی ادائیگی اور اضافی مالکاری کی ضروریات پوری کرنے کے لیے بڑی حد تک اسٹیٹ بینک سے قرض گیری پر انحصار کیا۔ اسی کی وجہ سے مالی سال 14ء کے بعد پہلی مرتبہ کسی ایک سہ ماہی میں 2.1 ٹریلین روپے کی وسیع ایم آر ٹی بیز نے جنم لیا، جس سے ایم آر ٹی بیز کا کُل واجب الادا حجم 4.7 ٹریلین

شکل 4.13 : ملکی قرضے کی ہیئت ترکیبی

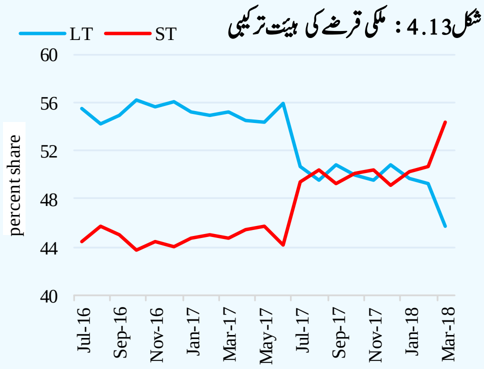

Data source: State Bank of Pakistan

روپے تک جا پہنچا۔ نتیجتاً، مارچ 2018ء میں ملکی قرضوں میں ایم آر ٹی بیز کا حصہ بڑھ کر 29.2 فیصد ہو گیا، جو دسمبر 2017ء میں 16.5 فیصد تھا۔

اس کے نتیجے میں سہ ماہی ٹی بلز اور ایم آر ٹی بیز کے ذخائر میں جو اضافہ ہوا، اس سے مجموعی ملکی قرضے میں قلیل مدتی قرضے کا حصہ خاصا بڑھ گیا(**شکل 4.13**)۔ اگرچہ یہ پیش رفتیں قرضوں کی واپسی کی لاگت کی مد میں موافق ہیں مگر اجرائے ثانی کا خطرہ بڑھ گیا ہے[10]۔

جدول 4.9: حکومتی تمسکات کی نیلامی*

تناسبات

	پیشکش / عرصیت	ہدف / عرصیت	منظور کردہ / عرصیت
ٹی بلز			
پہلی سہ ماہی م س 18ء	1.2	1.1	1.2
دوسری سہ ماہی م س 18ء	1.3	1.0	1.0
تیسری سہ ماہی م س 18ء	1.1	1.1	0.8
پی آئی بیز			
پہلی سہ ماہی م س 18ء	0.2	0.5	0.1
دوسری سہ ماہی م س 18ء			
تیسری سہ ماہی م س 18ء	0.1	0.4	0.0

* پیشکش اور منظور کردہ رقوم کی صورت میں عرفی مالیت۔ مزید بر آں منظور کردہ رقم صرف مسابقتی بولیوں سے لی گئی۔

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

شکل 4.14 : غیر فنڈ قرضہ کا حجم

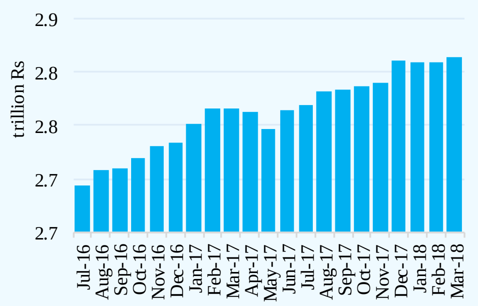

Data source: CDNS

غیر فنڈ قرضہ

مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں غیر فنڈ قرضہ محض معتدل رفتار سے بڑھا(**شکل 4.14**)۔ یہ اضافہ بنیادی طور پر بہبود سیونگ سرٹیفکیٹ اور پنشنرز بینی فٹ اکاؤنٹ سے حاصل ہونے والی رقوم کی وجہ سے ہوا، جبکہ اس عرصے کے دوران دوسری اسکیموں کے تحت رقوم کی خالص واپسی کی گئی۔ یہ صورتِ حال قومی بچت کے مرکزی ڈائریکٹوریٹ (سی ڈی این ایس) کی بچت کنندگان کو مائل کرنے کی متعدد کوششوں کے باوجود پیش آئی جس میں عمومی طور پر کم شرح سود کی عکاسی ہوتی ہے۔ چونکہ اسٹیٹ بینک جون 2018ء سے اب تک پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 75 بی پی ایس کا اضافہ کر چکا ہے، اس لیے آگے چل کر قومی بچت اسکیموں کی شرحوں میں متوازی اضافے سے بچت کرنے والوں کی دلچسپی بحال ہونے کا امکان ہے۔

10 حکومت نے پی آئی بیز میں کمرشل بینکوں کی دلچسپی بحال کرنے کی غرض سے حال ہی میں پی آئی بیز رواں شرحوں پر جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(ماخذ: اسٹیٹ بینک، ڈی ایم ڈی ڈی، سرکلر نمبر 9-2018ء)

جدول4.10:بیرونی سرکاری قرضے اور واجبات

ارب امریکی ڈالر

	ذخیرہ		بہاؤ				
	اختتامی عرصہ		جولائی تامارچ		مالی سال18ء		
	جون17ء	مارچ18ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی
بیرونی سرکاری قرضے اور واجبات(i+ii+iii)	66.1	73.0	0.6	6.9	0.9	3.5	2.5
بیرونی سرکاری قرضہ(i+ii)	62.5	69.3	0.7	6.7	0.9	3.5	2.4
i سرکاری قرضہ	56.4	62.9	0.8	6.5	0.8	3.4	2.3
جس میں سے؛							
پیرس کلب	12.0	12.3	-0.8	0.4	0.1	-0.2	0.4
کثیر فریقی	27.6	28.4	-0.4	0.8	0.3	0.0	0.5
دیگر دوطرفہ	5.8	7.2	0.8	1.4	0.4	0.2	0.7
یوروصکوک بانڈز	4.8	7.3	1.0	2.5	0.0	2.5	0.0
کمرشل قرضے	4.8	5.7	1.3	0.9	-0.1	0.5	0.5
قلیل مدتی	882.1	1515.5	-548.9	633.3	27.7	415.6	190.1
ii. آئی ایم ایف	6.1	6.3	-0.1	0.2	0.1	0.0	0.1
iii۔زرمبالہ میں واجبات	3.6	3.7	-0.1	0.2	0.0	0.0	0.1

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور اقتصادی امور ڈویژن

شکل4.15 : جولائی تامارچ میں زمرہ وار بیرونی قرض گیری(مجموعی)

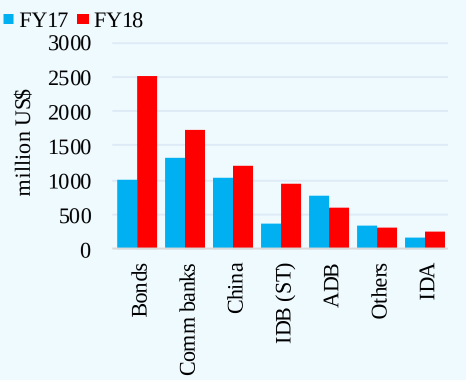

Data source: State Bank of Pakistan

شکل4.16 : خالص قرض گیری بلحاظِ مالکاری ضروریات

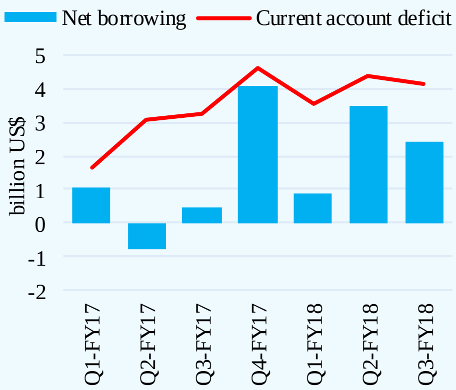

Data source: State Bank of Pakistan

بیرونی سرکاری قرضے

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بیرونی قرضے 6.7 ارب ڈالر کے اضافے سے مارچ 2018ء میں 69.3 ارب ڈالر تک جا پہنچے(**جدول4.10**)۔بلند بیرونی قرض گیری کے ساتھ باز قدرپیمائی کا نقصان جو ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی قدر میں اضافے کے باعث ہوا، وہ بھی ڈالر میں بیرونی قرضے بڑھنے کا سبب بنا۔

جدول 4.11: جولائی تا مارچ بیرونی سرکاری قرضے کی واپسی

ملین امریکی ڈالر

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	تبدیلی
اصل رقم (طویل مدتی)			
I۔ سرکاری قرضہ	2,045.5	2,045.3	-0.2
جس میں سے			
پیرس کلب	153.8	321.8	168.0
کثیر فریقی	999.6	1,069.6	70.0
دیگر دوطرفہ	233.4	190.1	-43.3
یورو/صکوک بانڈز	0.0	0.0	0.0
سیف چین ڈپازٹس	500.0	0.0	-500.0
کمرشل قرضے	138.8	463.9	325.1
ii۔ آئی ایم ایف	0.0	43.6	43.6
iii۔ بیرونی واجبات	0.0	0.0	0.0
I ۔ کُل (i+ii+iii)	2,045.5	2,088.9	43.3
سود			
i) سرکاری قرضہ	814.1	997.6	183.5
جس میں سے			
پیرس کلب	129.6	128.2	-1.4
کثیر فریقی	233.3	273.0	39.7
دیگر دوطرفہ	166.8	190.6	23.9
یورو/صکوک بانڈز	201.9	171.9	-29.9
سیف چین ڈپازٹس	10.3	0.0	-10.3
کمرشل قرضے	43.1	177.9	134.8
ii۔ آئی ایم ایف	60.9	94.6	33.7
iii۔ بیرونی واجبات	55.7	16.3	-39.4
I ۔ کُل (i+ii+iii)	930.7	1,108.5	177.8
کُل میزان (I+II)	**2,976.2**	**3,197.4**	**221.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک آف پاکستان

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں اس نقصان کی وجہ سے ملک کے بیرونی قرضے میں 1.7 ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ اس میں سے 1.0 ارب ڈالر کا نقصان صرف مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں اس وقت ہوا جب جاپانی ین اور ایس ڈی آر، جن کا بیرونی قرضے میں حصہ تقریباً 40 فیصد ہے، کی قدر میں بالترتیب 5.6 اور 2.0 فیصد اضافہ ہوا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران مجموعی بیرونی قرضوں کی وصولی سال بسال بنیاد پر 2.6 ارب ڈالر کے اضافے سے 7.5 ارب ڈالر ہو گئی۔ ان میں نصف سے زائد رقوم حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری پر مشتمل تھیں (1.7 ارب ڈالر بینکوں سے اور 2.5 ارب ڈالر صکوک اور یورو بانڈز سے)۔ مزید برآں، چین پاک اقتصادی راہداری کے سلسلے چین سے ملنے والی رقوم میں معتدل اضافہ ہوا، جبکہ کثیر فریقی قرضے تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر ہی رہے (**شکل 4.15**)۔ مجموعی طور پر جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں قرضے میں جو اضافہ ہوا، وہ غیر منصوبہ جاتی قرضوں کی شکل میں تھا، مارچ تا جولائی مالی سال 18ء میں اس کا حصہ 70 فیصد تک جا پہنچا جو کہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران 50 فیصد تھا۔ اتنی زیادہ قرض گیری بنیادی طور پر جاری کھاتے کے ذخیم خسارے کی مالکاری کی ضروریات کی عکاس ہے (**شکل 4.16**)۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بیرونی قرضے کی ادائیگی صرف 221.2 ملین اضافے سے 3.2 ارب ڈالر تک جا پہنچی (**جدول 4.11**)۔ اس کی بنیادی وجہ بلند سودی ادائیگیاں تھی کیونکہ اس میں اصل رقم کی واپسی میں صرف تھوڑا سا اضافہ ہوا تھا۔ اس عرصے کے دوران کثیر فریقی اور کمرشل قرض گاروں کو واپسی میں خاصا اضافہ ہوا۔

قرض گیری کے حالیہ رجحانات کے تحت بالخصوص کمرشل اور کثیر فریقی / دوطرفہ قرض گاروں کو سودی ادائیگیوں میں بڑی حد تک اضافہ ہوا۔ بلند قرض گیری کے ہمراہ نشانیہ شرح، جولائبور ہے اور زیادہ تر قرض گیری جس کی شرائط پر ہے، میں اضافے نے بھی اس سال بلند سودی ادائیگیوں میں اپنا کردار ادا کیا۔

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

جولائی تا مارچ 2018ء کے دوران پاکستان کے بیرونی توازن نے زیادہ تر عالمی کرنسی اور اجناس کے تحرکات میں تبدیلیوں، ترقی یافتہ معیشتوں کی بحالی اور مجموعی ملکی طلب کی پائیداری سے اثرات قبول کیے (**شکل 5.1**)۔ اہم کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی کمزوری اور ترقی یافتہ معیشتوں میں معاشی بحالی کے باعث برآمدات اور کارکنوں کی ترسیلاتِ زر سے پاکستان کی زرمبادلہ میں وصولیوں کو تقویت ملی ہے، البتہ تیل کی قیمتوں کے بڑھنے اور مشینری، ٹرانسپورٹ اور دھاتوں کی بلند درآمدی ادائیگیوں نے ملک کے جاری کھاتے کو مسلسل دباؤ میں رکھا (**جدول 5.1**)۔ نتیجتاً کسی ایک مالی سال میں جولائی تا مارچ کی مدت کے دوران ملک کو جاری کھاتے کے بلند ترین خسارے کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

شکل 5.1 : خام تیل کی عالمی قیمتیں اور ڈالر اشاریہ

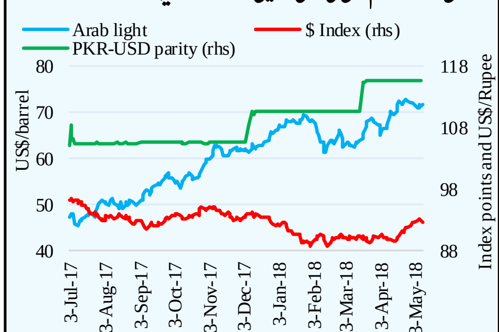

Data source: Bloomberg

قرضوں کی خالص تقسیم میں کمی کے ساتھ جزدانی رقوم کی آمد میں خاصے اضافے اور خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں معمولی نمو جاری کھاتے کے بڑھتے ہوئے فرق کو پورا کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ چونکہ کچھ درآمدات کی ادائیگیاں بین البینک منڈی سے کی گئی تھیں جس سے بین البینک منڈی میں زرمبادلہ کی سیالیت کم ہو گئی۔ پورے سال کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی توقعات کے مستحکم ہونے کی وجہ سے بینکوں کی ایف ای 25 امانتوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ اس کے نتیجے میں دسمبر 2017ء اور مارچ 2018ء میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے پہلے کرب شرح اکتوبر 2017ء میں تیزی سے بڑھ گئی تھی (**شکل 5.2**)۔[1]

[1] اس بات کے خاصے منقولی شواہد موجود ہیں کہ خردہ سرمایہ کاروں اور عوام نے پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی توقعات کے باعث مبادلہ کمپنیوں (یعنی کرب مارکیٹ) سے ڈالر کی خریداری شروع کر کے انہیں اپنے بیرونی کرنسی کھاتوں میں ڈپازٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔

جدول 5.1: پاکستان کی ادائیگیوں کا توازن ع (ارب ڈالر)

	جولائی تا مارچ			تیسری سہ ماہی		
	م س17ء	م س18ع	مطلق تبدیلی	م س17ء	م س18ع	مطلق تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	-8.0	-12.1	-4.1	-3.3	-4.2	-0.9
تجارتی توازن	-18.5	-22.3	-3.8	-7.1	-7.7	-0.6
برآمدات	16.3	18.3	2.0	5.7	6.5	0.8
درآمدات	34.8	40.6	5.8	12.8	14.2	1.4
توانائی	7.8	9.8	2.0	2.8	3.5	0.7
غیر توانائی	27.0	30.8	3.8	10.0	10.7	0.7
خدمات کا توازن	-2.9	-3.9	-1.0	-0.6	-1.2	-0.6
اتحادی سپورٹ فنڈ	0.6	0.0	-0.6	0.6	0.0	-0.6
بنیادی آمدنی کا توازن	-3.4	-3.6	-0.2	-1.0	-1.0	0.0
سودی ادائیگیاں	1.4	1.8	0.4	0.5	0.6	0.1
ثانوی آمدنی کا توازن	16.8	17.7	0.9	5.5	5.8	0.3
کارکنوں کی ترسیلات زر	14.1	14.6	0.5	4.6	4.9	0.3
سرمایہ کھاتے کا توازن	0.3	0.3	0.0	0.2	0.1	-0.1
مالی کھاتے کا توازن	-6.3	-7.7	-1.4	-1.6	-1.3	0.3
پاکستان میں براہ راست سرمایہ کاری	2.0	2.1	0.1	0.6	0.6	0.0
پاکستان میں جزدانی سرمایہ کاری	0.6	2.4	1.8	-0.1	0.0	0.1
یورو بانڈ/صکوک	1.0	2.5	1.5	0.0	0.0	0.0
دیگر سرمایہ کاری	0.6	2.4	1.8	-1.2	-0.7	0.5
واجبات کا خالص واجب الوصول	-3.7	-3.3	-0.4	1.0	0.6	-0.4
عمومی حکومت	1.2	2.3	1.1	-0.3	0.7	1.0
نجی شعبہ (علاوہ بینک)	1.8	0.6	-1.2	0.9	0.0	-0.9
بینک	0.9	0.2	-0.7	0.4	0.0	-0.4
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت)*	16.5	11.6	-4.5	16.5	11.6	-2.5
مجموعی سیال ذخائر (آخر مدت)*	21.6	17.8	-3.6	21.6	17.8	-2.4
امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافہ (+)/کمی (–)، (فیصد میں)	0.0	-9.2	-	-0.2	-4.4	-

ع عبوری، ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان * جولائی تا مارچ م س18ء اور تیسری سہ ماہی م س18ء میں تبدیلی

ایسے حالات میں مرکزی بینک کے لیے زرِ مبادلہ کی سیالیت کا انتظام خاصا دشوار ثابت ہوا۔ اس مدت میں سرکاری جزدانی رقوم کی آمد کے باعث

شکل 5.2 : بیرونی کرنسی امانتوں میں نمو اور کرب مارکیٹ

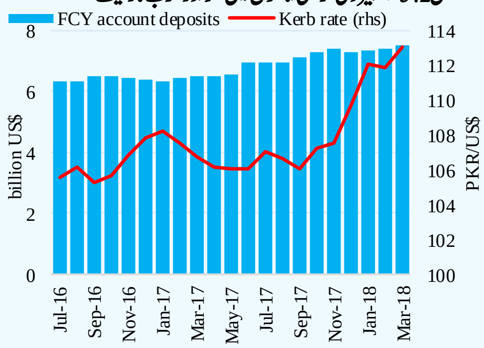

Data source: State Bank of Pakistan

دسمبر 2017ء میں اضافے کے علاوہ زرمبادلہ کے سرکاری ذخائر میں مسلسل کمی اسٹیٹ بینک کی جانب سے بازار کو مستحکم رکھنے کی کوششوں پر اثر انداز ہوئی۔ آخر مارچ تک زرمبادلہ کے ذخائر 4.5 ارب ڈالر کمی کے ساتھ گر کر 11.6 ارب ڈالر پر آ گئے، جو دو مہینوں سے زائد کے سامان تجارت کے درآمدی اخراجات کی ادائیگی کے لیے کافی تھا۔

زرمبادلہ کے ذخائر کا بیلنس بلاشبہ تشویش کا باعث ہے تاہم سال گزرنے کے ساتھ تجارتی کھاتے میں کچھ بہتری آئی ہے۔ مالی سال 17ء میں کمزور کارکردگی دکھانے کے بعد جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران پاکستانی برآمدات میں وسیع البنیاد بحالی دیکھی گئی۔ چاول اور ٹیکسٹائل نے مضبوط کارکردگی کا مظاہرہ کیا جبکہ چینی، گندم، پیٹرولیم مصنوعات اور کھاد کا حصہ بھی خوش آئند رہا۔

اس کے برعکس درآمدات کے معاملے میں جولائی تا مارچ م س 18ء کے دوران درآمدی ادائیگیوں میں 72.0 فیصد کے سال بسال اضافے میں توانائی، مشینری اور دھاتوں کے زمروں کا کردار اہم رہا۔ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ سی پیک منصوبوں کے لیے پہلے درآمد کی گئی مشینری کی ادائیگیاں اب بین البینک منڈی سے کی جارہی ہیں۔ تاہم اسی مدت کا کسٹم ڈیٹا درآمدی مشینری میں سال بسال کمی کا عکاس ہے (**سیکشن 5.5**)، جس سے نشاندہی ہوتی ہے کہ ان درآمدات کی ادائیگی کا دباؤ جلد ختم ہو جائے گا۔[2]

اس سے قطع نظر مشینری کی درآمدی ادائیگیوں کی مطلق شدت ابھی تک کافی زیادہ ہے، اور مالی سال 18ء کے ہر مہینے میں اس کی اوسط 720.2 ملین ڈالر کی رہی ہے۔ یہ ان بھاری ادائیگیوں کے لیے مناسب وقت نہیں ہے کیونکہ یہ ایسے وقت میں کی گئی ہیں جب خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کا رجحان ہے۔[3] بلند قیمتوں نے نہ صرف ملک کی خام تیل کی درآمدات میں خاصا اضافہ کر دیا ہے بلکہ اس نے سال کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں کمی کے مثبت اثر کو بھی زائل کر دیا۔

[2] سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مشینری کی درآمدی ادائیگیوں میں سال بسال نمو کم ہو چکی ہے۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 46.3 فیصد تھی، جو دوسری سہ ماہی میں گر کر 23.3 فیصد پر آ گئی اور تیسری سہ ماہی میں مزید کمی کے بعد 3.0 فیصد ہو گئی۔

[3] جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں سعودی لائٹ آئل کی قیمتیں اوسطاً 22.0 فیصد زیادہ تھیں (ماخذ: بلومبرگ)۔

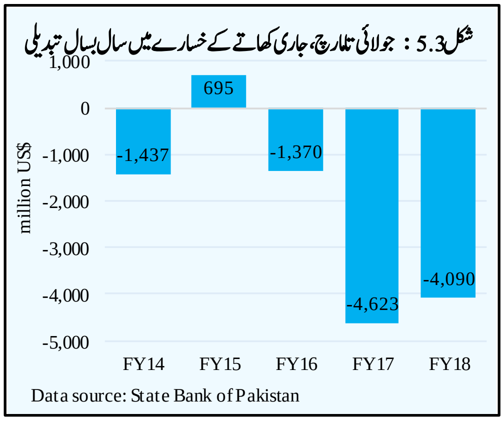

مختصر یہ کہ اس وقت دو اہم خدشات لاحق ہیں: بیرونی دھچکوں کے مقابلے میں ملک کی کمزوری اور زرمبادلہ کے ذخائر میں بتدریج کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے ادائیگیوں کے توازن کے خسارے کی مالکاری کی صلاحیت۔ خوش آئند مہنگائی اور برآمدات اور ترسیلاتِ زر کے مثبت امکانات اور غیر توانائی درآمدی ادائیگیوں میں متوقع کمی سے ریلیف کے پیشِ نظر ملک کی معاشی نمو کے امکانات حوصلہ افزا ہیں۔ تاہم جب تک جاری کھاتے کے توازن میں خاصی بہتری نہیں ہوتی تب تک ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر پر ادائیگیوں کا دباؤ برقرار رہے گا۔ جس کے نتیجے میں بیرونی مالکاری کے مسلسل بندوبست کی ضرورت ہوگی تاکہ ملکی زرمبادلہ کے ذخائر کو اطمینان بخش سطح پر رکھا جاسکے۔[4]

5.2 جاری کھاتہ

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ بڑھ کر 12.1 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو ایک مالی سال میں جولائی تا مارچ کی مدت کا بلند ترین خسارہ ہے۔ گذشتہ برس کی اسی مدت میں جاری کھاتے کا خسارہ صرف 8.0 ارب ڈالر تھا۔ تاہم دو برسوں میں پہلی مرتبہ اس کے

جدول 5.2: خدمات میں پاکستان کی تجارت (جولائی تا مارچ)

	مالیت (ارب ڈالر)			نمو (فیصد)		
	م س16ء	م س17ء	م س18ء	م س16ء	م س17ء	م س18ء
برآمدات	4.1	4.3	3.9	-14.1	5.6	-10.5
درآمدات	6.4	7.2	7.7	-2.5	13.3	7.3
تجارتی توازن	-2.3	-2.9	-3.9	28.7	27.0	33.8

ماخذ: بینک دولت پاکستان

بڑھنے کی رفتار کم ہوئی ہے (**شکل 5.3**)۔ یہ سست روی درآمدات کے دباؤ میں کمی کا نتیجہ تھی جو سی پیک کے تحت گذشتہ دو برسوں میں توانائی اور

[4] اپریل میں سرکاری سیال ذخائر کمی کے بعد 10.9 ارب ڈالر پر آگئے اور حکومت نے چین کے ایک کمرشل بینک سے 1.0 ارب ڈالر کا قرضہ لیا۔

انفراسٹرکچر کے منصوبے شروع ہونے سے بڑھ گیا تھا۔ شرحِ مبادلہ میں ردوبدل سے بھی برآمدات کی نمو اور برطانیہ اور امریکہ سے ترسیلات زر کی حوصلہ افزا آمد سے جاری کھاتے کے خسارے میں توسیع کو قابو میں رکھنے میں مدد ملی۔

5.2.1 خدمات کی تجارت[5]

سامان تجارت کے تجارتی خسارے میں توسیع کے مطابق جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں خدمات کا خسارہ سال بسال بنیادوں پر ایک تہائی سے زیادہ اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.8 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ خدمات کی برآمدات 10.4 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 3.9 ارب ڈالر جبکہ خدمات کی درآمد 7.3 فیصد بڑھ کر 7.7 ارب ڈالر ہوگئی (**جدول 5.2**)۔

خدمات کی برآمدات میں بڑا حصہ حکومتی اشیا و خدمات کی برآمدات کا ہوتا ہے جو 38.0 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 957.0 ملین ڈالر پر آ گئیں۔ اس زمرے کے تحت رقوم کی آمد سفارتی اور دفاعی ضروریات کے تحت موصول ہونے والی رقوم پر مشتمل ہوتی ہے، جس میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولیاں بھی شامل ہیں۔ مالی سال 17ء میں اتحادی سپورٹ فنڈ کی مد میں 550.0 ملین ڈالر موصول ہوئے تھے۔ مالی سال 18ء میں اتحادی سپورٹ فنڈ سے رقوم کی عدم موجودگی میں حکومتی خدمات کی برآمد میں کمی متوقع تھی۔ اس کے علاوہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں ٹیلی مواصلات، کمپیوٹر اور اطلاعات کی خدمات کی برآمد 13.4 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 787.0 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔

اہم زمروں میں جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ٹرانسپورٹ خدمات کی درآمدات 3.0 ارب ڈالر کی سطح پر رہیں، جو گذشتہ برس کے 2.8 ارب ڈالر زیادہ ہے۔ خدمات کے کھاتے کا سب سے بڑا ذیلی جز فریٹ کی درآمد ہے، جو اس مدت میں 15.2 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ فریٹ کے بلند چارجز کو تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے سے بھی مزید تحریک ملی۔

[5] اس سیکشن میں دیا گیا تجزیہ بینک دولت پاکستان کے مرتب کردہ ڈیٹا پر مبنی ہے۔ یہ ڈیٹا بی پی ایم 6 (EBOS-2010) درجہ بندی کے مطابق دیا جاتا ہے جو MSITS-2010 کے ساتھ ہم آہنگ ہے۔

جدول 5.3: پاکستان کو کارکنوں کی ترسیلاتِ زر (ملین ڈالر)

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ		
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء	تبدیلی
کل	**4,600**	**4,861**	**14,105**	**14,606**	**501**
خلیج تعاون کونسل	2,902	2,783	8,929	8,603	-326
سعودی عرب	1,343	1,160	4,078	3,691	-387
متحدہ عرب امارات	1,007	1,104	3,143	3,265	122
دبئی	662	811	1985	2426	441
ابوظبی	333	281	1120	796	-324
خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک	552	520	1,707	1,648	-59
غیر جی سی سی ممالک	1699	2077	5176	6003	827
امریکہ	567	667	1,739	1,948	209
برطانیہ	561	680	1,658	2,031	373
یورپی یونین	102	164	333	479	146
دیگر	469	566	1,446	1,545	99

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

خدمات کی درآمدات کے اخراجات کا تقریباً 23.5 فیصد دیگر کاروباری خدمات پر مشتمل ہوتا ہے، جس میں پیشہ ورانہ، تکنیکی اور انتظامی مشاورتی خدمات شامل ہیں۔ اس زمرے میں چین اور امریکہ اہم سروس پرووائیڈر رہیں اور ان کی پاکستان کو برآمدات کی مالیت بالترتیب 542.1 ملین ڈالر اور 397.2 ملین ڈالر بنتی ہے۔[6]

5.2.2 کارکنوں کی ترسیلاتِ زر

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں بیرون ملک مقیم پاکستانی کارکنوں کی جانب سے بھیجی گئی ترسیلات زر 3.6 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 14.6 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں (**جدول 5.3**)۔ متحدہ عرب امارات کے علاوہ خلیج تعاون کونسل کے ممالک خصوصاً سعودی عرب سے رقوم کی آمد میں کمی کا رجحان بدستور جاری ہے۔ سعودی حکومت کی جانب سے مالیاتی یکجائی اور ملازمتوں کو قومیانے کی پالیسی کے باعث ملک میں بیرونی افرادی قوت کی طلب محدود ہوگئی ہے اور یہ صورتحال بھی بڑی تعداد میں غیر ملکی کارکنوں کی اپنے ممالک میں واپسی پر منتج ہوئی ہے۔

[6] چین سے کاروباری خدمات کی درآمدات 415.3 ملین ڈالر اور ہانگ کانگ سے 126.8 ملین ڈالر تھیں۔

خلیج تعاون کونسل کے بقیہ ممالک کے رجحان کے برعکس جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں متحدہ عرب امارات سے ترسیلات زر میں 122.0 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا، جس کا اہم سبب دبئی سے بھیجی جانی والی رقوم میں 441.0 ملین ڈالر کا اضافہ ہے۔ اکتوبر 2014ء کے بعد سے دبئی سے ترسیلاتِ زر تیزی سے بڑھی ہیں اور دوسری اہم ریاست ابوظبی سے کمی کے باوجود یہاں سے رقوم کی آمد مضبوط رہی۔ خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک کے مقابلے میں متحدہ عرب امارات سے ترسیلاتِ زر کی رقوم کی آمد پیچیدہ ہے۔ متحدہ عرب امارات سے پاکستان کو ماضی قریب میں موصول ہونے والی کارکنوں کی ترسیلات کا مزید تجزیہ **باکس 5.1** میں کیا گیا ہے۔

خوش قسمتی سے غیر جی سی سی ممالک سے موصول ہونے والی ترسیلاتِ زر نے خلیج کے علاقے سے رقوم کی آمد میں کمی کی تلافی کر دی۔ امریکہ اور برطانیہ میں بڑھتی ہوئی معاشی سرگرمیوں کے باعث بیروزگاری کی شرح میں کمی اور پاکستانی روپے کے مقابلے میں ان ممالک کی کرنسیوں کی قدر بڑھنے کے نتیجے میں ان راہداریوں سے ترسیلاتِ زر بڑھ گئیں۔

آگے چل کر توقع ہے کہ حالیہ ٹیکس اصلاحات سے امریکی معیشت کو مزید تحریک ملے گی کیونکہ ملک میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ امریکہ میں روزگار کی بلند سطح کے باعث امکان ہے کہ پاکستان کو رقوم کی ترسیلات مزید بڑھیں گی۔ سعودی عرب بھی بحیرۂ احمر پر "نیوم" نامی ایک بڑا شہر بسانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سعودی عرب میں افرادی قوت کی طلب میں دوبارہ اضافے سے مستقبل قریب میں وہاں سے ترسیلاتِ زر کے رجحان میں تبدیلی آسکتی ہے۔

باکس 5.1: دبئی اور متحدہ عرب امارات کے دیگر علاقوں سے ترسیلات کی آمد کے محرکات

دبئی سے موصول ہونے والی رقوم کے باعث متحدہ عرب امارات پاکستان کو ترسیلاتِ زر بھیجنے والا دوسرا بڑا ملک ہے۔ دبئی مشرق وسطیٰ کا کمرشل مرکز ہے، یہ متحدہ عرب امارات کی سات ریاستوں میں سے ایک ہے اور اس کا تیل پر انحصار بہت کم ہے۔ رواں دہائی میں دبئی کی ریاست نے انفراسٹرکچر کے منصوبوں پر بھاری سرمایہ کاری کی ہے جس کے نتیجے میں خاص طور پر 2012ء سے پاکستان سے افرادی قوت کی طلب تیزی سے بڑھ گئی (**شکل 5.1.1**)۔

اکتوبر 2014ء میں منی لانڈرنگ جرائم کے انسداد کے وفاقی قانون کے نفاذ کے وقت ابوظبی سے موصول ہونے والی ترسیلات زر دبئی جتنی ہی تھیں۔ متحدہ عرب امارات کی وفاقی قومی کونسل کی جانب سے منظور کیے گئے انسدادِ منی لانڈرنگ کے قانون میں غیر قانونی تنظیموں کو رقوم کی فراہمی کی ممانعت کرتے ہوئے ضوابطی حکام اور عدالتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ منی لانڈرنگ یا دہشت گردی کی مالکاری سے متعلق رقوم کو منجمد کر دیں۔ اس کے ساتھ یہ وضاحت بھی کی گئی تھی کہ منی لانڈرنگ خود ایک جرم ہے۔

شکل 5.1.1 : ترسیلات زر اور یو اے ای میں کام سے متعلق امیگریشن

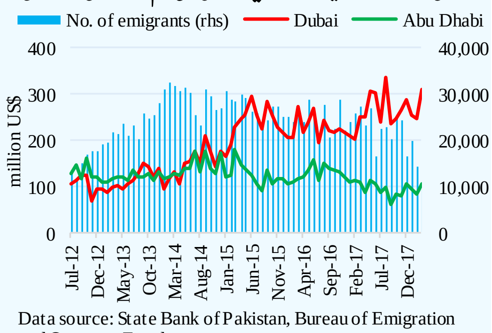

Data source: State Bank of Pakistan, Bureau of Emigration and Overseas Employment

تب سے دبئی سے ترسیلاتِ زر تیزی سے بڑھی ہیں اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں تیل کی گرتی ہوئی قیمتوں کے باعث کساد بازاری جیسی صورت حال کے باوجود اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مذکورہ حالات نے بعض ممالک کو ملازمتوں میں کٹوتی کے اقدامات پر مجبور کر دیا ہے۔

چند مستثنیات کو چھوڑ کر اس کی کچھ معاشی وضاحتیں ہو سکتی ہیں۔[7] مثلاً، دبئی کی معیشت تیل پر کم انحصار کرتی ہے، تیل کی قیمت میں کمی کے ردعمل میں جی سی سی کے بیشتر ممالک کے مقابلے میں ڈاؤن سائزنگ کی شدت دبئی میں کم تھی۔ زیادہ تر کارکن وہیں مقیم رہے اور اپنی بچتیں گھر واپس بھیجتے رہے۔ دوسرا، دبئی سے زرمبادلہ رقوم کی آمد کا سبب وہاں پر انسداد منی لانڈرنگ کی نگرانی کے اداروں کی جانب سے سخت جانچ پڑتال بھی ہو سکتی ہے کیونکہ حالیہ برسوں میں یہ ریاست ایک اہم عالمی مالی مرکز کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ مذکورہ اقدامات سے دبئی اور پاکستان کے درمیان ہنڈی / حوالہ سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے۔

تیسرا یہ کہ حکومت پاکستان نے ترسیلات کے لین دین پر زیادہ باقاعدگی سے ری بیٹ دینا شروع کر دیا ہے، جس سے متحدہ عرب امارات میں ترسیلات منتقل کرنے والے اداروں کو قانونی ذریعہ اختیار کرنے کی ترغیب مل سکتی ہے۔

حال ہی میں دسمبر 2017ء کے دوران حکومت پاکستان نے پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو کے تعاون سے دبئی میں 'فرسٹ پاکستان ریمی ٹنس سمٹ 2017ء' کا انعقاد کیا۔ اس سربراہی اجلاس کا مقصد بیرون ملک مقیم پاکستانیوں اور ترسیل کنندہ ایجنسیوں کو قانونی ذرائع سے رقوم بھیجنے کی ترغیب دینا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ دیگر کے علاوہ اس اقدام کے نتیجے میں مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں ترسیلات زر میں 149.0 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا ہو (**جدول 5.3**)۔

اگر ایسے اقدامات دیگر خلیجی ممالک میں بھی کیے جائیں تو خلیج تعاون کونسل کے کوریڈور سے کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں کمی کا رجحان بدلنے میں مدد مل سکتی ہے۔

5.3 مالی کھاتہ

اگرچہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران 7.7 ارب ڈالر کی مالی رقوم کی آمد گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ تھی لیکن یہ مذکورہ مدت میں جاری کھاتے کے خسارے کا جزوی احاطہ کر سکی۔ بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری میں معمولی اضافے کے علاوہ حکومت کی جانب سے بیرونی مالکاری کے لیے رجوع کرنے کے نتیجے میں جزدانی سرمایہ کاری رقوم کی آمد خاصی بلند رہی اور سرکاری قرضوں میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ کمرشل بینکوں اور غیر بینک نجی فرموں کی جانب سے بیرونی قرض گیری کی سطح گذشتہ برس کے مقابلے میں کافی کم رہی۔

بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری

اگرچہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستان میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں 4.4 فیصد اضافہ ہوا، تاہم غذائی اشیا اور الیکٹرانکس میں گذشتہ برس تحویل کی مد میں یکبارگی موصول ہونے والی رقوم کو منہا کرنے سے رواں سال بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں نمو بڑھ کر

[7] دبئی اور متحدہ عرب امارات کی دیگر ریاستوں سے ترسیلات زر کی آمد کے رجحان میں بہتری لانے کے لیے کئی مسائل کو احتیاط سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ اول، متحدہ عرب امارات کی ریاستیں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور بھیجنے کے ذرائع کا پھیلاؤ خارج از امکان نہیں۔ دوم، ترسیلات بھیجنے والے اداروں کے بیشتر صدر دفاتر دبئی میں واقع ہیں، جس کی وجہ سے دیگر ریاستوں سے رقوم کی آمد میں کمی ہو جاتی ہے، اور سوم، پاکستان سے کام کے لیے متحدہ عرب امارات جانے والے کارکنوں کے تفصیلی ماہانہ اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں، جن سے ترسیلات کے درست ذریعے کی نشاندہی میں مدد مل سکتی تھی۔

سال بسال 47.7 فیصد ہو جاتی ہے۔ جولائی تا مارچ کے دوران بیرونی براہ راست سرمایہ کاری بجلی، تعمیرات اور مالی کاروبار کے شعبوں میں مرتکز رہی (**جدول 5.4**)۔ بجلی اور تعمیرات کے شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری رقوم کی آمد کا بڑا ذریعہ چین تھا کیونکہ اس کی سرمایہ کاریاں سی پیک منصوبوں پر مرتکز رہی ہیں (**شکل 5.4**)۔

جدول 5.4: پاکستان میں خالص بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کی آمد (جولائی تا مارچ)
ملین امریکی ڈالر

	م س 17ء	م س 18ء	تبدیلی
مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری (خالص)	**2,005**	**2,094**	**89**
تعمیرات	263	525	263
بجلی	468	712	244
ٹیلی مواصلات	-108	-33	75
مالی کاروبار	230	256	26
غذا	509	93	-417
الیکٹرانکس	151	42	-110
دیگر	492	499	7

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس کے برعکس ٹیلی کام شعبے میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کم حجم کے باوجود بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا اخراج ہوتا رہا۔ ملائشیا سے 110 ملین ڈالر کی آمد کا اثر ناروے کی ایک ٹیلی کام کمپنی کی جانب سے رقوم کے قدرے زیادہ اخراج نے زائل کر دیا۔ ملائشیا کی ایک فرم نے پاکستان میں موبائل سروس کے ایک اہم سروس پرووائیڈر کے ٹیلی کام ٹاورز کے آپریشن اپنی تحویل میں لیے تھے۔ اس شعبے میں رقوم کا اخراج پاکستان میں آپریٹ کرنے والے ایک ذیلی ادارے کی جانب سے اپنی پیرنٹ کمپنی کو کمپنی کے اندرونی قرضوں کی واپسی ہے۔

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری بڑھ کر 2.4 ارب ڈالر ہوگئی جو مالی سال 17ء کی اسی مدت میں 0.6 ارب ڈالر تھی۔ بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں سرکاری شعبے کو بالادستی حاصل رہی کیونکہ حکومت نے دسمبر 2017ء میں 2.5 ارب ڈالر کے یورو بانڈ اور صکوک جمع کیے تھے۔ اس کے برعکس جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں نجی ایکویٹی سرمایہ کاری کی مد میں 93.3 ملین ڈالر کا اخراج دیکھا گیا۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران امریکہ سے موصول ہونے والے 539.8 ملین ڈالر کا اثر دیگر ممالک کو 694.2 ملین ڈالر کے اخراج نے زائل کر دیا۔

اہم بین الاقوامی کرنسیوں کی باسکٹ کے مقابلے میں ڈالر اشاریے کے مطابق امریکی ڈالر کی کمزوری، پاکستان میں نجی ایکویٹی کی آمد و رفت کے رجحان سے اس انحراف کی جزوی وضاحت کرتی ہے۔ خصوصاً جولائی تا جنوری مالی سال 18ء میں بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے امریکی ڈالر کی کمزوری کے پیشِ نظر اپنے جزدان کو ہم آہنگ بنانے کی وجہ سے عالمی سرمائے کے بہاؤ میں اتار چڑھاؤ بڑھ گیا تھا، پاکستان میں بھی یہی صورت حال دیکھی گئی (**شکل 5.5**)۔

شکل 5.4 : پاکستان کو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا ماخذ

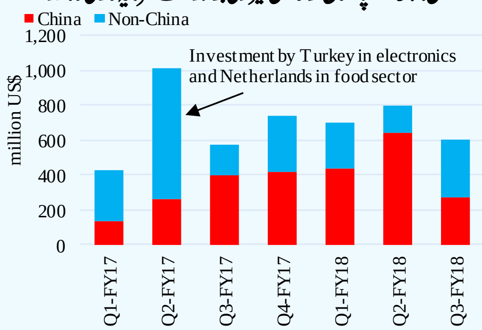

Data source: State Bank of Pakistan

حالیہ مہینوں میں امریکہ میں مہنگائی کے امکانات کے بارے میں بڑھتے ہوئے خدشات اور امریکی مرکزی بینک کی جانب سے فیڈرل پالیسی ریٹ میں متوقع اضافہ عالمی جزدانی سرمایہ کاری کی آمد و رفت کے متعلق غیر یقینی صورت حال میں مزید شدت لانے کا باعث بنا۔ یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں دنیا بھر کی ایکویٹی منڈیوں میں اثاثوں کی فروخت دیکھی گئی، جسے امریکہ میں بلند شرح سود اور کارپوریٹ شعبے کی نفع یابی پر اس کے اثرات کے خدشات نے جنم دیا۔

شکل 5.5 : ڈالر اشاریے میں بلحاظ ذریعہ ورجحان نجی بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

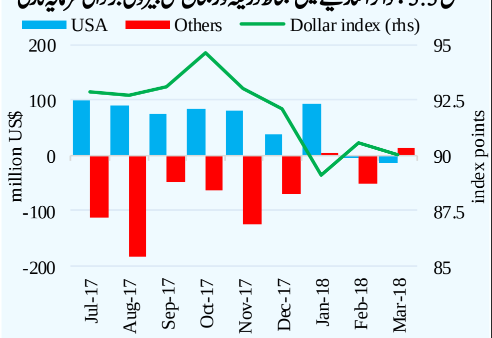

Data source: State Bank of Pakistan, Bloomberg

لہٰذا، بیرونی سرمایہ کاروں نے پاکستان سمیت ابھرتی منڈیوں میں اپنے اثاثوں کو فروخت کرکے فنڈز بیرون ملک منتقل کر دیے۔ امریکہ سے جنوری 2018ء میں 92.4 ملین ڈالر کی رقوم کی آمد کے علاوہ مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں خالص بیرونی جزدانی سرمایہ کاری میں رقوم کا اخراج دیکھا گیا۔ غیر اقامتی جزدانی بہاؤ کے بل بوتے پر مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں مجموعی بنیادوں پر پاکستان اسٹاک ایکس چینج میں 124.0 ملین ڈالر کی خالص بیرونی فروخت ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 483.0 ملین ڈالر کی خالص فروخت ہوئی تھی (**شکل 5.6**)۔

عالمی سطح پر کرنسیوں میں اتار چڑھاؤ کے علاوہ نجی ایکویٹی کے اخراج کا ایک اہم سبب ریٹنگ ایجنسی فچ کی جانب سے پاکستانی قرضوں کے امکانات کی درجہ بندی میں حالیہ کمی سے سرمایہ کاروں کے اعتماد کو مزید ٹھیس پہنچنا ہے، جس کے نتیجے میں فروری میں ثانوی بازاروں میں پاکستانی یورو بانڈ کی یافت بڑھ گئی۔ مزید برآں، آئندہ عام انتخابات کے باعث بڑھتی ہوئی غیر یقینی صورت حال ممکنہ طور پر جزدانی سرمایہ کاری کی مد میں مزید رقوم کی آمد کے امکانات کو کمزور کرنے کا سبب بنی ہے، کیونکہ سرمایہ کار اپنی رقوم کو اس وقت تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جب تک نئی حکومت پالیسی کی سمت کا تعین نہیں کرتی۔

شکل 5.6 : پاکستان اسٹاک ایکس چینج کی کارکردگی اور بیرونی سرمایہ کاروں کی خالص خریداری (+) / فروخت (-)

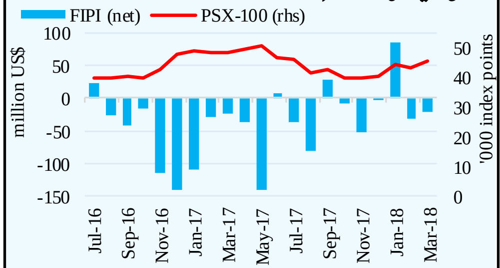

Data source: National Clearing Company of Pakistan Ltd., Pakistan Stock Exchange

شکل 5.7: واجبات کا خالص واجب الوصول

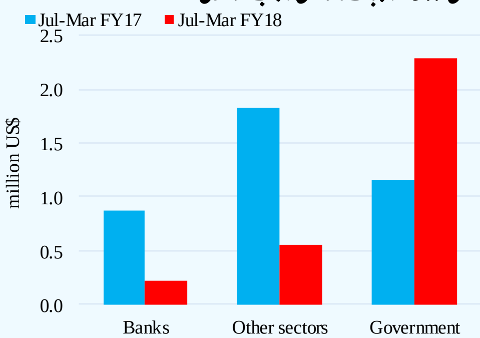

Data source: State Bank of Pakistan

دیگر سرمایہ کاری

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بیرونی قرض گیری میں خالص حکومتی قرضے گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں دگنے سے زیادہ ہو گئے (**شکل 5.7**)۔ اس اضافے کا اہم سبب اس مدت کے دوران قدرے بلند خام قرض گیری اور کم ادائیگیاں ہیں۔

حکومت نے اعانت میزانیہ کے ساتھ ساتھ انفراسٹرکچر منصوبوں کے لیے کمرشل بینکوں اور چین سے قرضے لینے کا سلسلہ جاری رکھا۔ درآمدی اخراجات کی مالکاری کے لیے حکومت نے قلیل مدتی بنیادوں پر اسلامی ترقیاتی بینک سے قرضہ لیا تھا (**جدول 5.5**)۔

5.4 شرحِ مبادلہ

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 9.2 فیصد کمی دو اقساط میں ہوئی: دسمبر 2017ء میں 4.4 فیصد اور مارچ 2018ء میں 4.3 فیصد۔ اس کے مقابلے میں برطانوی پونڈ اور جاپانی ین جیسی بیشتر اہم کرنسیوں کی قدر میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں اضافہ ہوا، جس کا نتیجہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں ان کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں مزید کمی کی صورت میں برآمد ہوا (**جدول 5.6**)۔[8]

اس کے نتیجے میں پاکستانی روپے کی نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ میں 11.1 فیصد کمی ہوئی۔ اگرچہ پاکستان میں مہنگائی کی صورت حال خوش آئند رہی لیکن نامیہ مؤثر شرح مبادلہ کی قدر میں تقریباً اتنی ہی کمی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ پر منتقل ہوئی، جس میں 10.6 فیصد کمی ہوئی۔

حقیقی مؤثر شرح مبادلہ کی قدر میں کمی سے نشاندہی ہوتی ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ عالمی منڈی میں حقیقی معنوں میں پاکستان کی برآمدی مسابقت میں اضافہ ہوا ہے (**شکل 5.8**)۔ چونکہ مغربی معیشتوں میں مہنگائی کی توقعات مضبوط ہو رہی ہیں لہٰذا، اگر پاکستان میں مہنگائی کا دباؤ کمزور رہا تو پاکستان کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ آئندہ چند مہینوں میں کم رہنے کا امکان ہے۔

جدول 5.5: سرکاری قرض گیری کے ماخذ

(خام تقسیم، ملین امریکی ڈالرز میں)

	جولائی تا مارچ م س17ء	جولائی تا مارچ م س18ء	مطلق تبدیلی
مجموعی بیرونی قرضے	**4,955**	**7,529**	**2,574**
یورو بانڈ / صکوک	1,000	2,500	1,500
کمرشل بینک	1,315	1,722	407
چین	1,033	1,215	182
اسلامی ترقیاتی بینک (قلیل مدتی)	351	950	599
ایشیائی ترقیاتی بینک	757	586	-171
انٹر نیشنل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن	158	240	83
آئی بی آر ڈی	178	130	-48
دیگر	164	187	23

ڈیٹا کا ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن

5.5 تجارتی کھاتہ[9]

برآمدات کی نمو کے مستحکم ہونے اور درآمدات کی نمو میں کمی کے باوجود مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں پاکستان کا تجارتی

[8] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستانی روپے کی قدر یورو (16.0 فیصد)، جاپانی ین (13.9 فیصد) اور برطانوی پونڈ (16.1 فیصد) کے مقابلے میں کم ہوئی ہے۔

[9] یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن کی معلومات اور **سیکشن** 5.1 میں دیے گئے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار میں مماثلت ضروری نہیں۔ ڈیٹا کے ان دونوں سلسلوں کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے برائے مہربانی دیکھیے ضمیمہ اعداد و شمار کی توضیح۔

خسارہ 9.5 ارب ڈالر کی تاریخی بلند سطح پر پہنچ گیا۔[10] بر آمدی مقدار میں وسیع البنیاد اضافے کا اثر درآمدی مقدار میں اضافے نے زائل کر دیا اور اجناس کی بلند قیمتیں صورت حال میں مزید بگاڑ کا باعث بنیں۔ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں مجموعی طور پر تجارتی خسارہ بڑھ کر 27.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 17.6 فیصد زیادہ ہے۔

جدول 5.6: امریکی ڈالر کے مقابلے میں منتخب کرنسیوں کی قدر میں اضافہ (+)/ کمی (-)

	تیسری سہ ماہی		جولائی تا مارچ	
	م س 17ء	م س 18ء	م س 17ء	م س 18ء
پاکستانی روپیہ	-0.24	-4.81	-0.01	-9.61
بھارتی روپیہ	4.72	-2.33	4.09	-0.7
جاپانی ین	4.31	5.73	-8.23	5.34
چینی یو آن	0.75	3.38	-3.61	7.9
یورو	1	2.34	-4.15	8.08
برطانوی پونڈ	1.22	3.72	-7.77	8.24
تھائی بھات	4.12	4.07	2.23	8.94
ملائشیا رنگٹ	1.37	4.04	-8.99	11.09

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

بر آمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بر آمدات 13.1 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 17.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ صرف مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کی بر آمدات میں 17.1 فیصد کی سال بسال نمو ہوئی جو گذشتہ چھ برسوں کی کسی بھی تیسری سہ ماہی میں ہونے والی بلند ترین نمو ہے، جبکہ زرمبادلہ آمدنی بڑھ کر 6.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ زیادہ تحریک روایتی اجزا (جیسے ٹیکسٹائل اور چاول) اور چینی، سمندری غذائی اشیا، پھلوں اور پیٹرولیم مصنوعات جیسی غیر روایتی مصنوعات کی بلند بحری ترسیلات سے ملی (**جدول 5.7**)۔

شکل 5.8: اہم ایشیائی کرنسیوں کی حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ میں اضافہ (+)/ کمی (-)

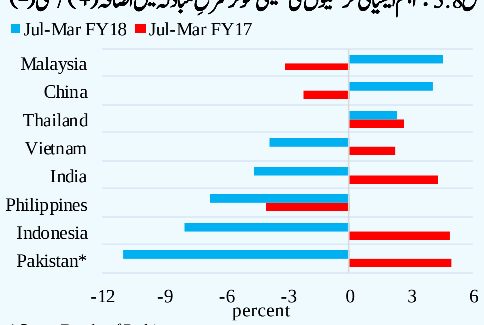

*State Bank of Pakistan
Data source: Haver Analytics

مختلف بر آمدی شعبوں میں نمو کی وضاحت تین عوامل سے ہوتی ہے۔ اول، کپاس، چاول اور چینی کی بلند ملکی پیداوار اور گندم کے فاضل اسٹاک سے اس بات کو یقینی بنانے میں مدد ملی کہ ملک کے پاس اس سال قابل بر آمد فاضل ذخیرہ موجود ہے۔[11]

[10] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں تجارتی خسارہ بھی ریکارڈ بلند ترین سطح پر تھا۔ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار کے مطابق مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی کا تجارتی خسارہ ملکی تاریخ کا دوسرا بڑا تجارتی خسارہ تھا۔ اس سے قبل مالی سال 17ء کی چوتھی سہ ماہی میں بلند ترین فرق (8.2 ارب ڈالر ریکارڈ کیا گیا تھا)۔

[11] رواں سال چاول کی ملکی پیداوار 7.4 ملین ٹن کی ریکارڈ بلند سطح پر پہنچ گئی جبکہ کپاس کی پیداوار 11.9 فیصد اضافے کے ساتھ 11.9 ملین گانٹھوں تک پہنچ گئی۔

دوم، امریکی ڈالر اور یورو کے مقابلے میں خاص طور پر دسمبر 2017ء کے بعد پاکستانی روپے میں ساز گار اتار چڑھاؤ نے تیسری سہ ماہی کے دوران ٹیکسٹائل اور چاول دونوں کی برآمدی مقدار اور مالیت کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جہاں تک ٹیکسٹائلز کا تعلق ہے تو یورپی یونین کے پاکستانی

جدول 5.7: جولائی تا مارچ میں پاکستان کی اہم برآمدات

ملین امریکی ڈالر

اجزا	م س17ء	م س18ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
غذائی گروپ	2,679.1	3,403.3	751.2	-	-
باسمتی چاول	290.9	368.2	77.3	46.2	31.0
غیر باسمتی	879.8	1,126.5	246.7	147.5	99.3
سمندری غذا	275.8	315.6	39.8	75.2	-35.4
ٹیکسٹائل گروپ	9,270.8	9,983.3	712.5	-	-
خام کپاس	41.1	55.8	14.7	17.0	-2.3
سوتی دھاگہ	941.4	987.6	46.2	111.3	-65.1
سوتی کپڑے	1,614.3	1,630.6	16.3	61.4	-45.1
نٹ ویئر	1,734.4	1,971.8	237.4	29.0	208.5
بستر کی چادریں	1,594.0	1,674.0	80.0	70.3	9.7
تولیے	591.3	598.8	7.6	54.7	-47.1
تیار ملبوسات	1,704.6	1,918.9	214.3	215.9	-1.6
پیٹرولیم مصنوعات گروپ	138.4	297.7	159.3	-	-
پیٹرولیم مصنوعات	56.3	142.5	86.2	61.6	24.6
خام تیل	49.6	115.9	66.2	46.2	20.0
دیگر اشیا	2,283.8	2,527.7	243.9	-	-
چمڑا	252.4	196.8	-55.7	65.0	-120.7
چمڑا مصنوعات	375.2	354.6	-20.6	-	-
پلاسٹک	164.7	162.4	-2.3	25.2	-27.5
فارما	158.2	153.8	-4.5	3.6	-8.1
سیمنٹ	191.5	107.9	-83.6	-16.2	-67.4
مجموعی برآمدات	**15,096.5**	**17,069.0**	**1,972.5**	**1,822.0***	**27.0***

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

* ان 27 اجزا کے لیے جن کی مقدار اور قیمت کا ڈیٹا دستیاب ہے

بر آمد کنند گان نے یورو کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی اور جی ایس پی پلس کے تحت صفر ڈیوٹی رسائی دونوں عوامل سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔[12]

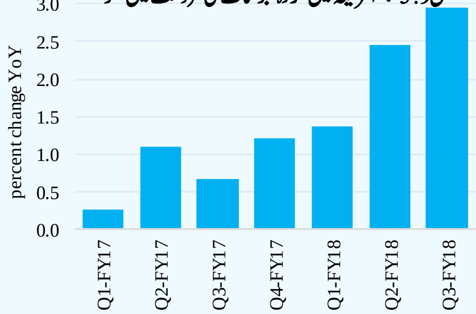

شکل 5.9 : امریکہ میں خردہ ملبوسات کی فروخت میں نمو*

*Seasonally adjusted by source
source: US Census Bureau Data

سوم، امریکہ میں مستحکم ہوتی صارفی طلب کی عکاسی حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں صرف کے بڑھتے ہوئے حصے اور ملبوسات اور معاون اشیا کی خردہ فروخت میں اضافے سے ہوتی ہے (**شکل 5.9**)۔ نتیجتاً اس ملک میں ملبوسات کی درآمدات کی طلب بڑھ گئی ہے۔[13] پاکستان نے دیگر ابھرتی منڈیوں سے مل کر یہ بلند طلب پوری کی، تاہم پاکستانی بر آمد کنند گان نے دیگر ممالک کے مقابلے میں اس سے کم فائدہ اٹھایا(**جدول 5.8**)۔

جدول 5.8: جولائی تا مارچ میں امریکہ کو ٹیکسٹائل کی مقدار اور ملبوسات کی درآمدات

	نمو (فیصد)		حصہ (فیصد)	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بنگلہ دیش	-1.9	0.9	3.4	3.3
کمبوڈیا	-10.0	11.3	1.6	1.7
چین	0.0	7.4	48.6	49.8
بھارت	8.4	5.6	7.8	7.8
انڈونیشیا	-2.0	-8.0	2.7	2.4
ویت نام	4.7	5.6	7.3	7.3
پاکستان	-5.2	3.3	3.9	3.8
ٹیکسٹائل و ملبوسات کی مجموعی امریکی درآمدات	0.0	4.8	-	-

ڈیٹا کا ماخذ: اوٹیکسا

ٹیکسٹائل

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستانی ٹیکسٹائل کی بر آمدات میں 7.7 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ بڑھ کر 10.0 ارب ڈالر ہو گئیں۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ بر آمدی مقدار نے بر آمدی آمدنی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جبکہ تیار ملبوسات جیسے بعض شعبوں میں بلند بر آمدی مقدار نے کم اکائی قدروں کی تلافی کر دی (**شکل 5.10**)۔

[12] دسمبر تا مارچ مالی سال 18ء میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں پاکستانی روپیہ اوسطاً یورو کے مقابلے میں 17.3 فیصد اور ڈالر کے مقابلے میں 5.2 فیصد کم تھا۔ فروری 2018ء میں یورپی یونین نے پاکستان کے لیے جی ایس پی پلس اسٹیٹس کی مزید دو برسوں کے لیے تجدید کر دی تھی۔

[13] مثلاً، امریکہ میں صرف کے ذاتی اخراجات میں سہ ماہی بہ سہ ماہی نمو گذشتہ سات میں سے پانچ سہ ماہیوں میں مجموعی حقیقی جی ڈی پی نمو سے تجاوز کر چکی ہے (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

شکل5.10 : جولائی تا مارچ م س 18ء، ٹیکسٹائل بر آمدات میں تبدیلی کا قیمت اور مقدار پر اثر

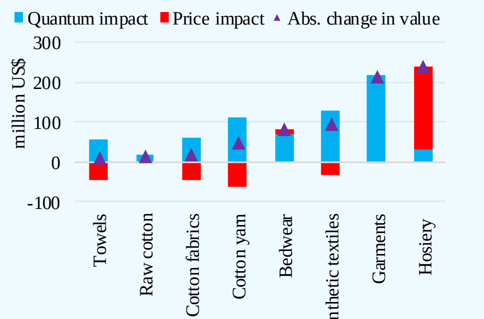

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

منڈی کے لحاظ سے یورپی یونین کو بر آمدات میں اضافے کا رجحان جاری رہا جہاں پر پاکستانی ٹیکسٹائلز کو جی ایس پی پلس اسکیم کے تحت صفر درجہ بندی کی حیثیت حاصل ہے۔ اسی طرح، امریکہ کو ٹیکسٹائل بر آمدات میں بھی بحالی دیکھی گئی ، اگرچہ اس مدت میں کم اکائی قیمتیں ان میں کمی کا باعث بنی تھیں۔

غیر ٹیکسٹائل

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستانی غذائی بر آمدات 28.0 فیصد کے مضبوط اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جس میں چاول، چینی اور گندم کے صحت مند حصے نے اہم کردار ادا کیا۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستانی چاول کی بر آمدات میں مضبوط بحالی ہوئی اور یہ 27.7 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ باسمتی اور غیر باسمتی دونوں قسم کے چاول کی فروخت میں دوہندسی نمو ہوئی کیونکہ بر آمد کنندگان نے ان عوامل سے فائدہ اٹھایا: (i) افریقی ممالک میں بڑھتی ہوئی طلب اور (ii) بنگلہ دیش اور مڈغاسکر میں یکبارگی موسمی دھچکے، جنہوں نے ان ممالک کی دھان کی فصلوں کو نقصان پہنچایا اور بھاری درآمدات کی ضرورت بڑھ گئی۔[14]

منڈیوں کے لحاظ سے پاکستان کے باسمتی چاول کے بر آمد کنندگان نے یورپی یونین خاص طور پر برطانیہ اور بیلجیئم کی نفع بخش منڈی میں جزوی طور پر بھارتی حصہ حاصل کیا (**شکل 5.11**)۔ ایسا یورپی بلاک کی جانب سے فصلوں میں ایک کیڑے مار دوا کے استعمال پر جنوری 2018ء میں پابندی لگنے کے بعد ہوا، جس سے اس خطے کو بھارتی باسمتی چاول کی بر آمدات کو شدید نقصان پہنچا۔ خوش قسمتی سے پاکستان کی یورپی یونین کو بلند بحری ترسیلات نے مشرق وسطیٰ کی روایتی منڈیوں (متحدہ عرب امارات، قطر اور یمن) کو روانہ کی جانے والی بر آمدی مقدار میں کمی کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا۔

[14] مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی میں چاول کی مقدار اور مالیت دونوں لحاظ سے مضبوط ترین سال بسال نمو ہوئی۔ تیسری سہ ماہی میں چاول کی بر آمدات میں 31.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ پہلی اور دوسری سہ ماہی میں بالترتیب 22.0 فیصد اور 1.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔ اسی طرح، مالیت کے لحاظ سے چاول کی بر آمدات میں تیسری سہ ماہی کے دوران 40.9 فیصد اضافہ ہوا جو دوسری سہ ماہی کے 32.0 فیصد اور پہلی سہ ماہی کے 12.6 فیصد سے زیادہ ہے۔

شکل 5.11 : یورپی یونین کے اہم ممالک کو پاکستان اور بھارت کے باسمتی چاولوں کی برآمدات کا رجحان

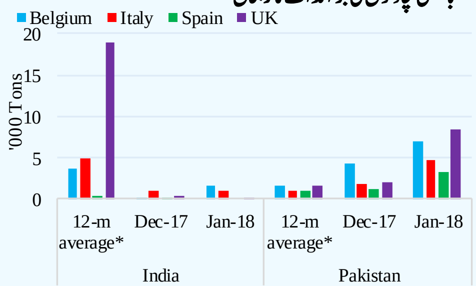

*average exports in previous 12 months
source: APEDA, Pakistan Bureau of Statistics

افریقی ممالک خاص طور پر مڈغاسکر اور سینگال کو غیر باسمتی چاول کی بحری ترسیلات میں مضبوط اضافہ ہوا، جس سے افغانستان، چین اور انڈونیشیا جیسے ایشیائی ممالک کو برآمدات کی کم مقدار کا اثر مکمل طور پر زائل کرنے میں مدد ملی۔[15]

آگے چل کر بنگلہ دیش اور مڈغاسکر کے یکبارگی طلب کے دھچکے جیسے حالات دوبارہ پیدا نہیں ہوں گے اور امکان ہے کہ ان ممالک کو برآمدات معمول پر آجائیں گی۔[16]

حکومت کی جانب سے شکر اور گندم پر برآمدی زراعانت کے اعلان کے نتیجے میں ان دونوں زرعی اجزا کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ خاص طور پر شکر کی برآمدات کی رفتار نومبر 2017ء سے بڑھی ہے کیونکہ حکومت نے 10,700 روپے فی میٹرک ٹن زراعانت پر 500,000 میٹرک ٹن برآمد کرنے کی اجازت دی تھی۔[17] اگرچہ بعد ازاں برآمدی کوٹہ بڑھا کر 2.0 ملین میٹرک ٹن کردیا گیا لیکن برآمد کنندگان آخر مارچ 2018ء تک منظورہ شدہ کوٹہ میں سے صرف نصف کو بیرون ملک فروخت کرسکے (یعنی 1.0 ملین میٹرک ٹن)۔ افغانستان اور بھارت پاکستانی شکر کے سب سے بڑے خریدار بن کر سامنے آئے ہیں۔

اسی طرح، گندم کی برآمدات کی رفتار فروری 2018ء سے بڑھی ہے۔ دراصل، گندم کی برآمدی مقدار اپنی دوسری بلند ترین سطح تک پہنچنے کی راہ پر گامزن ہے اور اب تک 0.3 ملین میٹرک ٹن سے زیادہ کی بحری ترسیلات بیرون ملک بھیجی جاچکی ہیں۔ گذشتہ دو برسوں کے دوران

---

[15] یہ پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے جاری کردہ جولائی تا فروری مالی سال 18ء کے تازہ ترین دستیاب تفصیلی اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

[16] سیزن 2018ء میں ملکی پیداوار کی بحالی کے باعث بنگلہ دیش کی چاول کی درآمدات میں 25.0 فیصد کمی متوقع ہے۔ مڈغاسکر کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے جہاں موسمی دھچکے کی وجہ سے 13 برسوں میں چاول کی کم ترین پیداوار کے بعد امکان ہے کہ اس میں بحالی ہوگی (ماخذ: رائس مارکیٹ مانیٹر اپریل 2018ء، ایف اے او)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ جولائی تا فروری مالی سال 18ء میں پاکستان کی غیر باسمتی برآمدات کی مقدار میں مڈغاسکر کا حصہ 69.9 فیصد تھا۔

[17] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستان کی 1.0 ملین میٹرک ٹن چینی کی برآمدات کی مالیاتی لاگت 10.8 ارب روپے (یا 97.0 ملین ڈالر، نومبر تا مارچ مالی سال 18ء کی مدت میں 110.84 روپے فی ڈالر کی اوسط کرب شرح پر) تھی۔ تاہم ابھی تک یہ واضح نہیں کہ آیا حکومت نے گندم پر زراعانت کی مد میں واجب الوصول ساری رقم جاری کردی ہے۔

مسلسل بمپر فصل کے نتیجے میں خریداری کرنے والی سرکاری ایجنسیوں کے پاس کافی ذخائر جمع ہو گئے ہیں (**باب 2**)۔[18] اس لیے حکومت نے زراعانت دینے کے باوجود انہیں برآمد کرنے کی اجازت دے دی۔

جولائی تامارچ مالی سال 18ء کے دوران پاکستان کی سمندری غذائی اشیا کی برآمدات 14.4 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 315.6 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ پاکستانی سمندری غذائی مصنوعات کے اہم خریدار چین، جاپان اور انڈونیشیا تھے۔ اس زمرے کی اہم برآمدی مصنوعات میں جھینگے، کیکڑے اور جھینگا مچھلی (lobster) شامل ہیں۔

درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں پاکستان کی سامانِ تجارت کی درآمدات کی مالیت 44.4 ارب ڈالر تھی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 15.8 فیصد زیادہ ہے۔ اگرچہ درآمدات میں نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں کم (**شکل 5.12**) ہوئی ہے لیکن یہ پھر بھی برآمدات کی صحت مند نمو کا اثر مکمل طور پر زائل کرنے کے لیے کافی تھا۔ مشینری کی کم درآمدات اور کمزور غذائی درآمدات کا سازگار اثر توانائی اور دھاتوں کی قیمتوں کے بڑھنے اور ٹرانسپورٹ کی بڑھتی ہوئی درآمدات نے زائل کر دیا (**جدول 5.9**)۔

شکل 5.12 : پاکستان کی درآمدات میں نمو

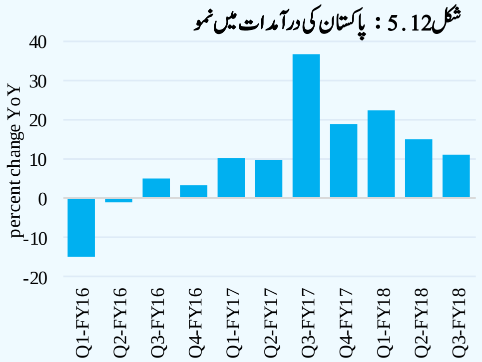

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[18] جنوری 2018ء میں حکومت نے 159 ڈالر فی میٹرک ٹن زراعانت پر 2 ملین میٹرک ٹن گندم برآمد کرنے کی اجازت دی تھی۔ زراعانت میعاد آخر جون 2018ء تک ختم ہو جائے گی۔

جدول5.9:جولائی تا مارچ میں پاکستان کی اہم درآمدات

ملین امریکی ڈالر

اجزا	م س17ء	م س18ء	مطلق تبدیلی
توانائی	**7,756.2**	**10,224.3**	**2,468.2**
پیٹرولیم مصنوعات	4,848.0	5,459.9	611.9
خام تیل	1,840.7	2,933.5	1,092.8
ایل این جی	887.2	1,610.6	723.4
مشینری گروپ	**8,824.1**	**8,470.7**	**-353.5**
بجلی کی پیداوار	2,370.3	1,922.8	-447.5
برقی	1,661.6	1,591.2	-70.5
تعمیرات	373.2	268.1	-105.1
ٹیکسٹائل	401.1	424.2	23.1
دیگر مشینری	2,531.1	2,678.1	147.0
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,287.4**	**3,248.0**	**960.6**
کاریں	770.5	952.5	182.0
ٹرک اور بسیں	420.5	468.2	47.6
طیارے و بحری جہاز	329.6	762.1	432.5
غذائی گروپ	**4,526.7**	**4,728.3**	**201.6**
چائے	411.2	451.3	40.1
پام آئل	1,384.1	1,543.9	159.8
دالیں	722.7	408.0	-314.6
ٹیکسٹائل گروپ	**2,377.1**	**2,534.9**	**157.8**
خام کپاس	487.3	573.5	86.2
مصنوعی ریشہ	486.4	487.5	1.1
زرعی و کیمیکلز	**5,546.7**	**6,481.7**	**935.0**
کھاد	478.5	615.3	136.7
دھاتی گروپ	**3,148.0**	**3,992.3**	**844.3**
لوہا اور فولاد کا اسکریپ	767.5	1,164.8	397.3
لوہا اور فولاد	1,530.6	1,842.8	312.2
مجموعی درآمدات	**38,369.2**	**44,438.6**	**6,069.4**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

توانائی کی درآمدات

پیٹرولیم مصنوعات، خام تیل اور ایل این جی پر مشتمل پاکستان کی توانائی کی درآمدات جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران 31.8 فیصد اضافے

جدول 5.10: پاکستان کی توانائی کی درآمدات کی مقدار (ملین میٹرک ٹن)

	جولائی تا مارچ			تیسری سہ ماہی		
	م س17ء	م س18ء	فیصد تبدیلی	م س17ء	م س18ء	فیصد تبدیلی
ہائی اسپیڈ ڈیزل	2.7	3.0	8.8	0.9	0.9	-2.8
فرنس آئل	5.0	3.2	-36.0	1.3	0.2	-82.5
خام تیل	6.3	7.8	24.1	2.0	2.6	31.7
پیٹرول	3.7	3.9	4.2	1.1	1.2	2.3
دیگر	0.1	0.2	110.7	0.0	0.1	142.2
کل	**17.8**	**18.0**	**1.2**	**5.4**	**5.0**	**-7.9**
ایل این جی*	2.1	3.6	71.4	-	-	-

* پاکستان دفتر شماریات ڈیٹا برائے جولائی تا فروری

ڈیٹا کا ماخذ: آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل

کے ساتھ بڑھ کر 10.2 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اہم بات یہ ہے کہ قیمت کا اثر زیادہ نمایاں تھا اور خام تیل اور پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات میں ہونے والے سال بسال اضافے میں اس کا حصہ 85.6 فیصد تھا۔ یہ اس مدت میں تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے کے رجحان سے ہم آہنگ ہے، جو کہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اوسطاً 22.0 فیصد زیادہ تھیں۔ اسی طرح، جولائی تا مارچ مالی سال 17ء کے مقابلے میں اس سال ایل این جی کی اوسط نشانیہ عالمی قیمتیں 17.6 فیصد زیادہ تھیں۔[19]

شکل 5.13 : پیٹرول کی قیمتوں اور درآمدات کا رجحان

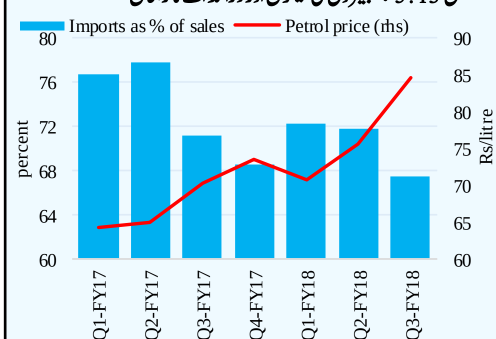

Data source: Oil Companies Advisory Council

[19] بحوالہ جاپان کے لیے ایل این جی کی درآمدی قیمت (cif) (ماخذ: ہیور اینالیٹکس)۔

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں 9.8 فیصد کمی ہوئی، تاہم اس کی اکائی قیمتوں میں اضافے نے اس کا اثر مکمل طور پر زائل کر دیا۔ اس کے نتیجے میں درآمدی مالیت 12.6 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 5.5 ارب ڈالر ہو گئی۔

اس مقداری کمی کا سبب رواں سال کی تینوں سہ ماہیوں میں فرنس آئل کی کم خریداری تھی (**جدول 5.10**)۔ بجلی کی پیداوار کی فرنس آئل سے کوئلے اور ایل این جی پر منتقلی اور ایندھن کی ملکی پیداوار بڑھنے کی وجہ سے مالی سال 18ء میں اس کی درآمدات کی طلب کم ہو گئی تھی۔[20] بجلی کے شعبے کو فرنس آئل کی فروخت میں بھی 26.5 فیصد کمی آئی ہے۔[21]

دیگر مصنوعات میں پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی درآمدی مقدار میں اضافے کا رجحان رہا، جس سے ٹرانسپورٹ کے شعبے میں مضبوط طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔ پھر بھی پیٹرول کی درآمدات میں بتدریج سست رفتاری دیکھی گئی ہے۔ ممکنہ طور پر ملکی پیداوار میں اضافے کے ساتھ ساتھ

جدول 5.11: بجلی کی پیداوار بلحاظ ذریعہ (گیگاواٹ آور)

	جولائی تا مارچ م س17ء	جولائی تا مارچ م س18ء	مطلق تبدیلی
آبی	22,944	20,904	-2,039
گیس	22,087	28,804	6,717
فرنس آئل	23,011	17,720	-5,292
کوئلہ	58.64	7,393	7,335
ایٹمی	4,284	6,572	2,287
دیگر	3,349	4,158	810
کل	**75,734**	**85,552**	**9,818**

ڈیٹا کا ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی

جدول 5.12 : جولائی تا مارچ ٹرانسپورٹ درآمدات کی تفصیل

ملین امریکی ڈالرز	م س17ء	م س18ء	مطلق تبدیلی
کاریں	**770.5**	**952.5**	**182.0**
مکمل ساختہ یونٹ	*294.9*	*360.5*	*65.6*
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	*475.6*	*592.0*	*116.4*
بسیں اور ٹرک	**420.5**	**468.2**	**47.7**
مکمل ساختہ یونٹ	236.7	186.1	*-50.6*
الگ الگ پرزوں کی شکل میں	*183.8*	*282.1*	*98.3*
موٹر سائیکلیں	*68.3*	*83.3*	15.0
پرزے	351.0	436.8	85.8
دیگر	201.2	212.6	11.4
طیارے، بحری جہاز اور کشتیاں	329.6	762.1	432.5
دیگر ٹرانسپورٹ آلات	146.3	332.6	186.3
ٹرانسپورٹ گروپ	**2,287.5**	**3,248.0**	**960.6**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[20] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران بجلی کی مجموعی پیداوار میں فرنس آئل کا حصہ گذشتہ برس کے 30.4 فیصد سے کم ہو کر 20.7 فیصد پر آ گیا (ماخذ: نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی)۔

21 ماخذ: آئل کمپنیز ایڈوائزری کونسل

تیل کی بلند عالمی قیمتوں کی ملکی قیمتوں پر منتقلی پیٹرول کی درآمدات کی طلب میں کمی کا باعث بنی ہے (شکل **5.13**)۔[22]

مقدار اور مالیت دونوں لحاظ سے ایل این جی اور کوئلے کی درآمدات بڑھ گئیں جو بجلی کے شعبے کی بلند طلب سے ہم آہنگ ہے (**جدول 5.11**)۔[23] آخر مارچ مالی سال 18ء تک ایل این جی کی درآمدات 81.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر کی سطح تک پہنچ چکی ہیں۔ اس کے مطابق آخر فروری 2018ء تک ایل این جی درآمدات کی مقدار میں 65.9 فیصد کا بھاری اضافہ ہو چکا ہے۔

جہاں تک کوئلے کا تعلق ہے تو جولائی تا جنوری مالی سال 18ء میں اس کی درآمدی مقدار دگنی سے زیادہ ہو چکی ہے، جو اس سال کام شروع کرنے والے بجلی کے دو اہم منصوبوں کے ساتھ سیمنٹ ساز فرموں کی طلب کو بھی ظاہر کرتی ہے جو اسے خام مال کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔[24] اس کے ساتھ ساتھ اس مدت میں کوئلے کی اوسط عالمی قیمتوں میں ہونے والے 13.3 فیصد اضافے نے کوئلے کی درآمدی مالیت کو مزید بڑھا دیا۔[25]

غیر توانائی درآمدات

مشینری کی درآمدات

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں غیر توانائی درآمدات کے سب سے بڑے گروپ مشینری کی درآمدات 4.0 فیصد کمی کے ساتھ 8.5 ارب ڈالر پر آ گئیں۔ یہ گذشتہ برس سے بالکل مختلف ہے، جب ان کی خریداریوں میں 42.0 فیصد اضافہ ہو گیا تھا اور انہوں نے ملک کی مجموعی درآمدات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔

ذیلی زمروں کے مزید تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ سی پیک منصوبوں کے تحت بجلی کی پیداوار، برقی اور تعمیراتی مشینری کی درآمدات میں رواں سال کمی آئی ہے کیونکہ سی پیک کے تحت جلد تکمیل کے مراحل طے کرنے والے بیشتر منصوبے مکمل ہونے والے ہیں۔

[22] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں حکومت نے پیٹرول کی قیمتوں میں مجموعی طور پر 15.27 روپے فی لیٹر (21.0 فیصد) کا اضافہ کیا۔ اسی مدت میں پیٹرول کی ملکی پیداوار سال بسال بنیادوں پر 18.6 فیصد بڑھی ہے۔

[23] پاکستان کے اقتصادی سروے 18-2017ء کے مطابق جولائی تا فروری مالی سال 18ء میں ایل این جی کی 63 فیصد درآمدات کو بجلی کے شعبے نے استعمال کیا تھا۔

[24] دو منصوبوں میں ساہیوال اور پورٹ قاسم شامل ہیں جن کا افتتاح بالترتیب جولائی اور نومبر 2017ء میں کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں، جولائی تا جنوری مالی سال 18ء میں سیمنٹ کی ملکی پیداوار میں 12.1 فیصد اضافہ ہوا، جس سے کوئلے کی طلب بڑھ گئی۔

[25] جولائی تا فروری مالی سال 18ء میں ملک نے 772.5 ملین ڈالر کی لاگت پر 7.7 ملین میٹرک ٹن کوئلہ درآمد کیا۔

دوسری جانب، نو مہینوں میں موبائل فون کی درآمدات 15.1 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 603.4 ملین ڈالر تک پہنچ چکی ہیں، جس کی وجہ سے ٹیلی کام شعبے کی مجموعی درآمدات بڑھ کر 1.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ درآمد شدہ موبائل فونوں کی مجموعی تعداد میں کمی آئی ہے لیکن ان کی درآمدی مالیت بڑھ چکی ہے، جس سے عوام کی جانب سے مہنگے، اعلیٰ خصوصیات کے حامل فونوں کو ترجیح دینے کی نشاندہی ہوتی ہے۔[26]

ٹرانسپورٹ

جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ٹرانسپورٹ کی برآمدات 42.2 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.3 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس مدت میں ٹرانسپورٹ کی درآمدات میں ہونے والے سال بسال اضافے میں نامیہ لحاظ سے زیادہ حصہ طیاروں کے انجنوں اور پرزوں کا تھا۔ علاوہ ازیں، کاروں کی درآمدات (مکمل ساختہ اکائیوں اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں دونوں) میں اضافے کا رجحان مسلسل جاری رہا اور 23.6 فیصد نمو کے ساتھ یہ بڑھ کر تقریباً 1.0 ارب ڈالر کے نشان تک پہنچ گئیں (**جدول 5.12**)۔ نمو میں حصے کے لحاظ سے الگ الگ پرزوں کی درآمدات کو بالادستی حاصل رہی کیونکہ اسمبلنگ کے مقامی ادارے بلند پیداواری گنجائش کی سطح پر آپریٹ کرتے رہے (**باب 2**)۔[27]

مکمل ساختہ کاروں کی درآمدات کی تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب سے زیادہ کاریں جس زمرے میں درآمد کی گئیں وہ 1,000 تا 1,500 سی سی تھا، جبکہ سال بسال اضافے کے لحاظ سے 800 تا 1000 سی سی زمرے کی کاریں زیادہ نمایاں رہیں۔ مسافت اور نیوی گیشن کی بہتر خصوصیات سے مزین ہونے کی وجہ سے نہ صرف کار رکھنے والے سروس پرووائیڈرز بلکہ درمیانے اور بلند آمدنی کے طبقات میں بھی اس کا استعمال بڑھ رہا ہے۔

---

[26] جولائی تا فروری مالی سال 18ء میں ملک میں درآمد کیے گئے موبائل فونوں کی تعداد 6.9 ملین تھی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 29.4 فیصد زیادہ ہے۔ پھر بھی درآمدی مالیت 527.1 ملین ڈالر تھی جو کہ جولائی تا فروری مالی سال 17ء کے مقابلے میں 14.7 فیصد زیادہ تھی (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

[27] جولائی تا مارچ مالی سال 18ء میں کاروں کی ملکی پیداوار میں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 15.9 فیصد کا اضافہ ہوا جو اس عرصہ میں کاروں کی فروخت میں 15.6 فیصد اضافے سے ہم آہنگ ہے (ماخذ: پاکستان آٹو موبائل مینوفیکچررز ایسوسی ایشن)۔

غذا

جولائی تامارچ مالی سال 18ء کے دوران بحیثیت مجموعی غذائی گروپ کی درآمدات 4.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 4.7 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں یہ اضافہ کہیں زیادہ بلند ہو سکتا تھا اگر دالوں کی درآمدات میں نمو کی رفتار گذشتہ برس جتنی رہتی۔ لیکن ان کی درآمدات میں 43.5 فیصد کمی واقع ہوئی، جس کا سبب ان کی کم مقدار ہے۔ مالی سال 18ء میں دالوں کی ملکی پیداوار گذشتہ برس جتنی رہی جبکہ مالی سال 17ء میں بھاری درآمدات کے نتیجے میں ان کی درآمدات کی طلب میں کمی آ گئی۔[28]

دوسری جانب دالوں کی درآمدات میں کمی کے نتیجے میں زر مبادلہ کی بچت کا اثر جزوی طور پر خوردنی تیل کی درآمدات نے زائل کر دیا۔ اس زمرے میں پام آئل کی درآمدات 11.5 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ سویابین آئل کی درآمدات 52.6 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 110.6 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں۔ ملک کی خوردنی تیل کی درآمدات میں سویابین آئل کا حصہ ابھی تک معمولی ہے تاہم سال کے دوران اس کی درآمدی مقدار کا دگنا ہونا دلچسپ امر ہے۔ اس کے باوجود تیسری سہ ماہی میں پام اور سویابین آئل دونوں کی مقدار اور مالیت میں کمی دیکھی گئی۔

لوہا اور فولاد

جولائی تامارچ مالی سال 18ء میں پاکستان کی لوہے اور فولاد کی درآمدات 30.9 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 3.0 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جس سے ملک میں تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی کے تسلسل کی عکاسی ہوتی ہے۔ اس زمرے میں مالیت (1.8 ارب ڈالر) کے لحاظ سے تیار مصنوعات کو بالادستی حاصل رہی، لیکن اس مدت میں سب سے بلند نمو (51.8 فیصد اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.2 ارب ڈالر) اسکریپ کے زمرے میں دیکھی گئی۔ اسکریپ کی بلند درآمدات کے نتیجے میں مقامی پیداوار میں مضبوط نمو ہوئی اور سلاخوں اور چادروں کی پیداوار جولائی تامارچ مالی سال

[28] مالی سال 18ء میں دالوں (چنا، مونگ، ماش اور مسور) کی مجموعی ملکی پیداوار 473,000 ٹن جبکہ گذشتہ برس یہ 474,000 ٹن تھی (ماخذ: پاکستان کا اقتصادی سروے، 2017-18ء)۔ جولائی تامارچ مالی سال 18ء کے دوران دالوں کی اوسط ملکی قیمتیں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 17.9 فیصد کم تھیں۔

18ء کے دوران بالترتیب 31.7 فیصد اور 23.4 فیصد بڑھ گئی۔[29] اس مدت میں اسکریپ اور تیار مصنوعات دونوں کی درآمدی مقدار کو بالادستی حاصل رہی کیونکہ دوسری اور تیسری سہ ماہیوں میں کم بین الاقوامی قیمتوں نے قیمت کے اثر کو کچھ متاثر کیا تھا۔[30]

[29] مقامی صنعت کے لیے سازگار ضوابطی ماحول (فولاد کی تیار درآمدی مصنوعات پر عائد بھاری ڈیوٹیوں کی وجہ سے) کی موجودگی نے بھی رواں سال اس شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں کردار ادا کیا۔ فولاد کی درآمدات پر عائد ریگولیٹری ڈیوٹیوں کی تفصیلات کے لیے دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 18ء کا سیکشن 5.5۔

[30] اکتوبر تا مارچ مالی سال 18ء میں کچھ دھاتوں کی اوسط عالمی قیمتیں گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں 10.9 فیصد کم تھیں (ماخذ: بلومبرگ)۔

فرہنگ (اردو-انگریزی)

ارتباط	Connectivity
انٹرنیٹ کا شمولیتی اشاریہ	Inclusive Internet Index
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	Large Scale Manufacturing
بنیادی خسارہ	primary deficit
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
بیرونی شعبہ	external sector
تجارتی توازن	trade balance
ترسیلاتِ زر	remittances
جزدان	portfolio
حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ	Real Effective Exchange Rate
خالص بیرونی اثاثے	Net Foreign Assets
خالص ملکی اثاثے	Net Domestic Assets
دوہندسی نمو	double digit growth
ریاستی قرضے کی اجرائیاں	sovereign debt issue
زراعانت	subsidy
زری مجموعے	monetary aggregate
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت	Consumer Price Index
عرصیت / میعاد	maturity
غیر مرہونہ	unencumbered
فاضل	surplus
مجموعی اضافۂ قدر	gross value addition
مکفول	hypothecated
مکمل ساختہ اکائیاں	CBU
منقولی شواہد	anecdotal evidence
مہنگائی	inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rates
نشانیہ	benchmark
نفع یابی	profitability
نیم تیار مصنوعات	intermediate items
نیم ساختہ صورت میں	Semi-Knocked Down

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد
benchmark	نشانیہ
CBU	مکمل ساختہ اکائیاں
connectivity	ارتباط
Consumer Price Index	صارف اشاریہ قیمت
double digit growth	دوہندسی نمو
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external sector	بیرونی شعبہ
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
gross value addition	مجموعی اضافۂ قدر
hypothecated	مکفول
Inclusive Internet Index	انٹرنیٹ کا شمولیتی اشاریہ
inflation	مہنگائی
intermediate items	نیم تیار مصنوعات
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیاسازی
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت / میعاد
monetary aggregate	زری مجموعے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Nominal Effective Exchange Rates	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
portfolio	جزدان
primary deficit	بنیادی خسارہ
profitability	نفع یابی
Real Effective Exchange Rate	حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ
remittances	ترسیلاتِ زر
Semi-Knocked Down	نیم ساختہ صورت میں
sovereign debt issue	ریاستی قرضے کی اجرائیاں
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
trade balance	تجارتی توازن
unencumbered	غیر مرہونہ

خصوصی سیکشن 1: سیمنٹ کی صنعت–حالیہ محرکات اور مستقبل کے امکانات

گزشتہ چند برسوں میں معاشی سرگرمی میں مستحکم وسعت اور سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں اور چین پاک اقتصادی راہداری (سی پیک) کے تحت مختلف انفراسٹرکچر منصوبوں میں سرمایہ کاری کے ساتھ نجی ہاؤسنگ اسکیموں کی طرف سے طلب بڑھنے سے تعمیراتی شعبے کو تقویت ملی ہے۔ اس کے اثرات سیمنٹ اور فولاد کے منسلکہ شعبوں پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ بڑھتی ہوئی طلب اور صحت مند شرح منافع نے بھی سیمنٹ سازوں کو یہ ترغیب دلائی کہ وہ اپنی پیداواری استعداد میں بھرپور اضافہ کرتے ہوئے اسے 49.4 ملین ٹن سے آئندہ چند برسوں میں 72.8 ملین ٹن تک پہنچادیں۔ اگر چھوٹے ادارے بھی منڈی میں اپنے حصے کے لیے تگ ودو کرتے ہوئے اس مہم کا حصہ بن جائیں تو یہ استعداد مزید بڑھ سکتی ہے۔ اس تناظر میں اس سیکشن میں صنعت کے مجموعی امکانات کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ وسط سے طویل مدت میں سیمنٹ کی پیداوار کی رفتار برقرار رہے۔

سیمنٹ کی صنعت کا عمومی جائزہ

سیمنٹ کی صنعت معیشت کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں اس کا براہ راست حصہ 7.5 فیصد ہے، اس کے ساتھ یہ صنعت منسلکہ شعبوں کی نمو پر بھی اثرانداز ہوتی ہے (مثلاً فولاد، کیمیکل، لکڑی وغیرہ)۔ فی الوقت، ملک میں سیمنٹ سازی کے 24 یونٹس کام کررہے ہیں، جن کی سالانہ پیداواری استعداد 49.4 ملین ٹن ہے۔[1] یہ صنعت دو مختلف زونز- شمالی اور جنوبی- میں کام کرتی ہے، شمالی زون کا کُل استعداد اور فروخت میں حصہ تقریباً 80 فیصد ہے۔[2] جنوبی زون کے سیمنٹ ساز اداروں کے پاس اپنی آمدنی کو متنوع بنانے کی گنجائش زیادہ ہے کیونکہ یہ زون کئی برآمدی منڈیوں سے فائدہ اٹھاسکتا ہے (بذریعہ سمندری تجارت)۔[3] تاہم شمالی زون کے لیے برآمد سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش محض بھارت اور افغانستان تک محدود ہے۔[4]

سیمنٹ کی پیداواری استعداد میں بڑی وسعت جاری ہے

سیمنٹ کی صنعت فی الوقت بڑی تبدیلی سے گزررہی ہے، کیونکہ صنعت سے وابستہ کئی ادارے اپنی استعداد بڑھانے کے لیے منصوبہ بندی کررہے ہیں (**شکل خ 1.1 اور جدول 1**)۔ اب تک نصف سے زائد ایسے ادارے استعداد بڑھانے کا اعلان کرچکے ہیں (مالی سال 18ء کے دوران پیداواری استعداد میں پہلے ہی 3.0 ملین ٹن سے زیادہ اضافہ ہوچکا ہے)۔ سیمنٹ سازی کی صنعت اپنی پیداواری استعداد میں

---

[1] ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے)۔

[2] پنجاب، خیبرپختونخوا، آزاد جموں وکشمیر اور گلگت بلتستان شمالی زون (19 فریقوں کے ساتھ) کا حصہ ہیں جبکہ جنوبی زون میں (5 فریقوں کے ساتھ) سندھ اور بلوچستان شامل ہیں۔

[3] تاہم جنوبی زون کے فریقوں کے لیے اہم برآمدی منڈیاں (نائیجیریا، تنزانیہ، موزمبیق، عراق، ایتھوپیا اور عوامی جمہوریہ کانگو) اپنی استعداد بڑھارہی ہیں، درآمدات پر ان کا انحصار کم ہورہا ہے، اس لیے آگے چل کر ان ممالک کو برآمدات متاثر ہوں گی۔

[4] افغانستان سے تعلقات میں خرابی، تعمیراتی سرگرمیوں میں سست روی کے ساتھ ساتھ سستی ایرانی سیمنٹ کی بہتات کے باعث وہاں بھی برآمدات دباؤ میں ہیں۔

23.4 ملین ٹن اضافہ کر کے اور آئندہ چند برسوں میں تقریباً 50 فیصد کی حیرت انگیز وسعت حاصل کر کے مجموعی پیداواری استعداد 72.8 ملین ٹن تک پہنچا دے گی۔ اگر دوسری فرمیں (جن کی پیداوار 8.1 ملین ٹن ہے) بھی اس مہم کا حصہ بن جائیں تو استعداد میں متوقع اضافہ اور بڑھ جائے گا۔

شکل خ1.1: پیداواری استعداد

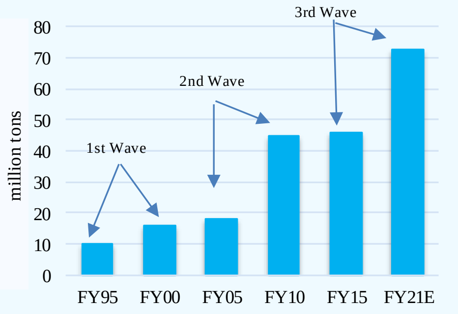

E: Expected
Data Source: APCMA and Companies Financials

سیمنٹ سازی کی صنعت میں اس غیر معمولی وسعت کے پیچھے کار فرما عوامل درج ذیل ہیں:

الف) سی پیک سے متعلقہ منصوبوں کی مسلسل سرگرمیاں: سیمنٹ کی طلب میں نمو کے امکانات سی پیک سے متعلقہ منصوبوں کے باعث پیدا ہوئے، جن میں سڑکوں کے ایک مربوط انفراسٹرکچر کی تعمیر، ریلویز کی جدت طرازی اور گوادر شہر، بندر گاہ اور ایئرپورٹ کو ترقی دینا شامل ہے۔ مزید بر آں، آگے چل کر ملک بھر میں خصوصی اقتصادی زونز کے قیام سے بھی سیمنٹ کی طلب برقرار رہے گی۔

جدول خ1: توسیعی منصوبے

کمپنی	توسیع ملین ٹن	ملین ڈالر	تکمیل
لکی سیمنٹ لمیٹڈ	2.3	200	م س18ء تا م س21ء
اٹک سیمنٹ پاکستان لمیٹڈ	1.1	120	م س18ء تا م س19ء
چراٹ سیمنٹ کمپنی لمیٹڈ	4.6	315	م س17ء تا م س19ء
ڈی جی خان سیمنٹ کمپنی لمیٹڈ	2.6	200	م س18ء تا م س21ء
فیٹکو سیمنٹ لمیٹڈ	1.0	100	م س18ء تا م س20ء
غریب وال سیمنٹ لمیٹڈ	2.4	200	م س18ء تا م س21ء
بیسٹ وے سیمنٹ پاکستان	1.7	190	م س19ء تا م س20ء
پائنیر سیمنٹ لمیٹڈ	2.3	225	م س19ء
پاور سیمنٹ لمیٹڈ	2.1	235	م س18ء تا م س19ء
میپل لیف سیمنٹ لمیٹڈ	2.3	225	م س19ء
کوہاٹ سیمنٹ کمپنی لمیٹڈ	1.0	110	م س19ء تا م س21ء
مجموعہ	**23.4**	**2120**	

ڈیٹا کا ماخذ: کمپنیوں کے مالی حسابات / پاکستان اسٹاک ایکسچینج کے نوٹس

ب) ترقیاتی اخراجات پر حکومت کی اضافی توجہ: حکومت کی جانب سے متعدد میگا پراجیکٹس کی منصوبہ بندی کے پیشِ نظر سیمنٹ کی طلب بلند رہنے کا امکان ہے۔ اس حوالے سے پانی و بجلی کے شعبے کے قابل ذکر بڑے منصوبوں میں کثیر المقاصد داسو، دیامیر بھاشا ڈیم[5] اور نجی منصوبے، منگلا، تربیلا اور وارسک کے بجلی گھروں کی بڑے پیمانے پر بحالی اور ان میں وسعت لانا شامل ہیں۔ اس

[5] تخمینہ یہ ہے کہ دیامیر بھاشا ڈیم جیسا ایک تعمیراتی منصوبہ سیمنٹ کی 10 ملین ٹن اضافی طلب پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح ملک میں 2030ء تک 10 جوہری بجلی گھروں کی تعمیر کا منصوبہ ہے، ان میں سے دو منصوبوں پر کراچی میں کام جاری ہے۔

کے ساتھ ساتھ حکومت نے موٹروے اور ہائی ویز کے بڑے منصوبوں (جو سی پیک کے دائرے سے باہر ہیں) کا آغاز کیا ہے؛[6]

شکل خ 1.2: سیمنٹ کا فی کس استعمال (2017ء)

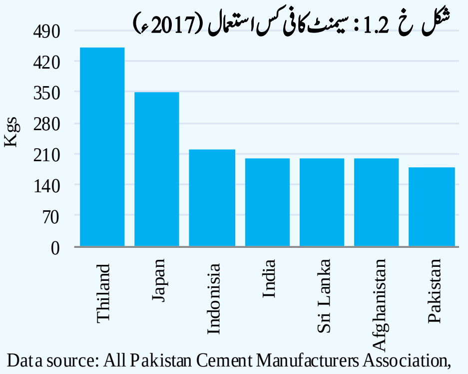

Data source: All Pakistan Cement Manufacturers Association, Global Cement Magazine

ج) مکانات کی قلّت کے سبب تعمیرات کی زبردست سرگرمیاں: [7]، [8] مکانات کی مستقل کمی کی بنا پر مستقبل میں سیمنٹ کی طلب کا دباؤ برقرار رہنے کا امکان ہے (اس کمی کو پورا کرنے لیے سیمنٹ کی بڑی مقدار اور متعلقہ تعمیراتی سامان درکار ہوگا)۔ اس میں نمو کی گنجائش اس لیے بھی موجود ہے کہ خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں سیمنٹ کی فی کس کھپت سب سے کم ہے (**شکل خ 1.2**)۔[9]

شکل خ 1.3: مارکیٹ میں حصہ جوں کا توں رہے گا

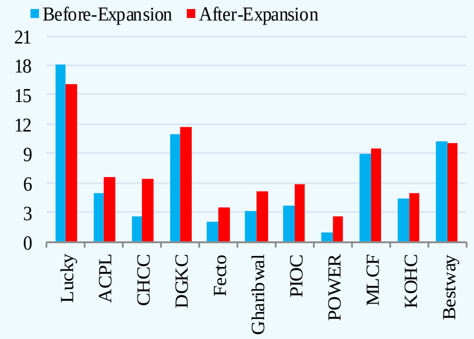

Data source: Companies Financials

بڑے فریق منڈی میں حصہ برقرار رکھنے کے لیے کوشاں: سیمنٹ ساز ادارے بھی منڈی میں اپنا حصہ برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہیں، جس کے لیے انہیں اپنی پیداواری استعداد بڑھانا ہے۔ صنعت کے ماضی کے جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ فرمیں منڈی میں اپنی پوزیشن مستحکم رکھنے کی غرض سے اپنی استعداد بڑھانے کی حکمت عملی اپناتی ہیں۔ بسا اوقات قدم جمالینے والے مستحکم ادارے چھوٹی فرموں کو خرید لیتے ہیں۔[10] نتیجتاً، توسیعی مرحلے کے بعد بڑی فرموں کے منڈی کے مجموعی حصے میں صرف تھوڑا بہت فرق آتا ہے (**شکل خ 1.3**)۔

---

[6] حکومت نے مالی سال 18ء میں ترقیاتی اخراجات کے لیے 2113 ارب روپے مختص کیے تھے، جو کہ گذشتہ برس سے 26 فیصد زیادہ ہیں۔ اس میں این ایچ اے کے لیے 320 ارب روپے شامل ہیں۔

[7] دیہی و شہری تقسیم 2005ء میں 65:35 تھی جو 2016ء میں تبدیل ہوکر 60:40 ہوگئی ہے (اقتصادی سروے 16-2015ء)۔

[8] مثال کے طور پر، بحریہ ٹاؤن، ڈی ایچ اے سٹی، فضائیہ، اے ایس ایف ہاؤسنگ اسکیموں اور ملک بھر میں دیگر نجی مکاناتی منصوبوں پر کام جاری ہے۔

[9] تخمینوں کے مطابق 2017ء میں ملک میں مکانات کی کمی 10 ملین یونٹس تھی (ماخذ: عالمی بینک–پاکستان میں مکاناتی مالکاری منصوبہ–رپورٹ نمبر: 114473، مارچ 2017ء)۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے سیمنٹ کی بڑی مقدار اور متعلقہ تعمیراتی سامان درکار ہوگا۔

[10] جن بڑے سیمنٹ ساز اداروں نے ابھی تک اپنی پیداواری استعداد بڑھانے کا اعلان نہیں کیا ہے، توقع ہے کہ وہ چھوٹے ادارے (ٹھٹھہ سیمنٹ، ڈنڈوت سیمنٹ، دیوان سیمنٹ وغیرہ) لے لیں گے۔ درحقیقت دیوان سیمنٹ کا پلانٹ خریدنے کے لیے تین ملکی ادارے (لکی سیمنٹ، کوہاٹ سیمنٹ، اور بیسٹ وے سیمنٹ) اور ایک چینی ادارہ پہلے ہی سرگرم ہے۔

صنعت میں بلند نفع کی گنجائش: بھرپور منافع کی گنجائش بھی ایک ایسا اہم عامل ہے جو اس صنعت کو استعداد کاری کی طرف آنے میں مدد دیتا ہے(**شکل خ 1.4**)۔ گذشتہ پانچ برسوں میں مجموعی فروخت اور منافع کا باہمی تناسب اوسطاً 33 فیصد رہا ہے، جو بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے منافع کی مجموعی اوسط سے دگنے سے بھی زیادہ ہے۔[11] اس صنعت کو عالمی منڈی میں خام مال کی گرتی ہوئی قیمتوں (مثلاً پیٹرولیم مصنوعات اور کوئلہ) سے فائدہ ہوا جبکہ نہایت پست ملکی شرح سود بھی مفید ثابت ہوئی۔ صنعت کا منافع اُس وقت مزید بڑھ گیا جب صورتِ حال کا فائدہ صارفین کو پہنچانے کے بجائے فرموں نے مقامی خردہ قیمتیں بڑھادیں۔

شکل خ 1.4: مجموعی شرح منافع بلحاظ فروخت (گذشتہ پانچ سال کی اوسط)

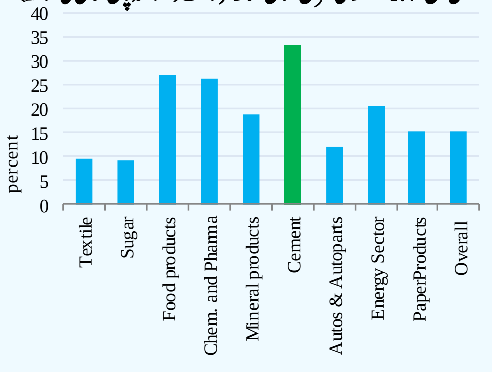

Data source: FSA 2010-2015, SBP and Companies financials Financials

صنعت کو متنوع بنانے کے منصوبے: جن چیزوں کے باعث صنعت کو مزید فوائد حاصل ہوئے ان میں کفایتِ حجم، لاگتی کارکردگی میں بہتری (**باکس خ 1.1**) اور قرضہ بلحاظ ایکویٹی تناسب میں کمی شامل ہے۔[12] اس کے نتیجے میں متعدد فرمیں تنوّع کی خاطر معیشت کے دوسرے شعبوں میں بھی اپنی سرگرمیاں بڑھارہی ہیں۔

باکس خ 1.1: متبادل توانائی سے سیمنٹ کی صنعت کا مؤثر بہ لاگت ہونا

صنعتی لاگت کو کم کرنے میں متعدد عوامل کا کردار ہے۔ پلانٹ کا حجم اور ٹیکنالوجی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں، جس سے کفایتِ حجم، مؤثر توانائی[13] سادہ آپریشن اور مرمت ممکن ہو پاتی ہے، لہٰذا، مجموعی لاگتی ڈھانچہ مسابقتی رہتا ہے۔ اس شعبے نے اپنی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے فعال انداز میں کیپٹو پاور جنریشن کا استعمال کیا ہے۔

بالخصوص، فاضل حرارت استعمال کرنے (ڈبلیو ایچ آر) کے یونٹس نصب کیے جو موجودہ پلانٹس کی حدت سے بجلی پیدا کرتے ہیں۔ چونکہ دسمبر 2014ء سے عالمی منڈی میں تیل کے ساتھ ساتھ کوئلے کی بھی قیمتیں کم ہورہی ہیں، ان دونوں کی وجہ سے توانائی کے اخراجات میں کمی آئی۔

[11] سیمنٹ کی ملکی صنعت میں ایک غیر ملکی کمپنی کی جانب سے دلچسپی کا اظہار کرنا اس امر کی نشاندہی ہے کہ اس صنعت میں نفع آوری کی گنجائش خاصی پُرکشش ہے۔

[12] قرض تا ایکویٹی تناسب 2010ء میں 143 سے کم ہوکر 2017ء میں 60 فیصد سے بھی کم رہ گیا۔

[13] کچرے سے حاصل ایندھن (آرڈی ایف) میں سرمایہ کاری ایندھن کی باکفایت اور مؤثر سہولت فراہم کرتا ہے، یہ ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جس میں بلدیاتی کچرے سے بجلی بنائی جاتی ہے۔ فوجی سیمنٹ نے یہ ٹیکنالوجی کامیابی کے ساتھ حاصل کی ہے، اس نے آرڈی ایف کو کوئلے کے ساتھ ملایا، دیگر ادارے بھی اسی طرح کے منصوبوں پر عملدرآمد کرکے سستا ایندھن و دیگر فوائد حاصل کررہے ہیں۔

کارکردگی اور لاگت کے محاذ پر زیادہ تر فرموں نے فاضل حرارت استعمال کرنے کے یونٹس نصب کرلیے ہیں، جس سے انہیں ایندھن پر اپنا انحصار کم کرنے میں مدد ملی ہے، دوسری جانب توانائی کی قیمتوں میں بڑی تبدیلیاں اور تیل اور کوئلے کی قیمتوں کی بحالی اُن پر زیادہ اثرانداز نہیں ہوگی۔ اس لیے توقع ہے کہ صنعت کی نفع آوری کی گنجائش موجودہ سطح پر برقرار رہے گی (**جدول خ 1.1**)۔

جدول خ 1.1: سیمنٹ کی صنعت کے توانائی کے منصوبے

کمپنی	فاضل حرارت کا استعمال	کوئلے کے بجلی گھر
فوجی	12 میگاواٹ	-
لکی	10 میگاواٹ	660 میگاواٹ
اے سی پی ایل	6 میگاواٹ	40 میگاواٹ
چراٹ	6 میگاواٹ	-
ڈی جی خان	12 میگاواٹ	30 میگاواٹ
پائنیر	12 میگاواٹ	-
میپل لیف	6 میگاواٹ	40 میگاواٹ
دیوان	6 میگاواٹ	-
بیسٹ وے	27 میگاواٹ	-
کوہاٹ	15 میگاواٹ	-

ماخذ: کمپنیوں کے مالی حسابات / پاکستان اسٹاک ایکسچینج کے نوٹس

مالکاری کی ضروریات

صنعت کو مشینری درآمد کرنے کی خاطر زرمبادلہ درکار ہے: **فرموں اور پی ایس ایکس نوٹسز سے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق آئندہ چند برسوں میں اضافی استعداد کاری تقریباً 1.5 ارب ڈالر (تقریباً 178 ارب روپے) کی مشینری کی درآمد پر منتج ہوگی۔ سیمنٹ کی صنعت میں مشینری کی درآمدی لاگت یونٹ / منصوبے کی کُل لاگت کا 70 فیصد ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ استعداد کاری کی متوقع مجموعی لاگت تقریباً 254 ارب روپے ہوگی (جدول 2)۔**

جدول خ 2: سرمایہ کاری اور مالکاری

منصوبوں کی مجموعی تخمینی لاگت (ارب ڈالر)[1]	**2.2**
ارب روپوں میں (بحساب 115.6 روپے فی ڈالر)	254
مشینری اور آلات (ارب ڈالر)[2]	1.5
ارب روپوں میں (بحساب 115.6 روپے فی ڈالر)	178
مالکاری کی ضروریات (ارب روپوں میں)	
ایکویٹی کا تناسب	
بحساب 30 فیصد ایکویٹی	76
بحساب 40 فیصد ایکویٹی	102
بحساب 50 فیصد ایکویٹی	127
بحساب 60 فیصد ایکویٹی	153
قرض گیری	
بحساب 70 فیصد بینک قرضہ	178
بحساب 60 فیصد بینک قرضہ	153
بحساب 50 فیصد بینک قرضہ	127
بحساب 40 فیصد بینک قرضہ	102

[1] اب تک اعلان کردہ توسیعی منصوبے

[2] مشینری کو منصوبے کی لاگت کا 70 فیصد فرض کیا گیا ہے

ماخذ: کمپنیوں کے مالی حسابات / پاکستان اسٹاک ایکسچینج کے نوٹس

نقد رقوم کی موجودگی کے باوجود صنعت کی قرض گیری کی ضروریات بڑھیں گی: **استعداد بڑھانے والے سرفہرست اداروں کے پاس اچھی خاصی نقد رقوم کی موجودگی کے پیش نظر ایکویٹی کے جز میں مالکاری کی ضروریات سب سے زیادہ رہیں۔**[14] **تاہم اگر چھوٹے فریق بھی استعداد کاری میں بھرپور حصہ لیں تو مالکاری بینکوں سے لی جانے لگے**

[14] سیمنٹ کے شعبے نے جولائی 2016ء سے مارچ 2018ء تک معینہ سرمایہ کاری کے لیے 34 ارب روپے حاصل کیے ہیں۔

گی۔[15] موجودہ کم شرح سود سے فرموں کو بینکوں سے زیادہ قرض گیری کی ترغیب ملے گی، تاہم قرض کے متعدی تناسب میں کمی اور سیمنٹ ساز اداروں کے صحت مند مالی گوشواروں کے باعث کمرشل بینک بھی اس صنعت کو قرضے کے اکتشاف کے خواہاں ہوں گے۔[16]

مستقبل کے امکانات

حالیہ استعداد کاری کا ہدف ملکی منڈی ہے: موجودہ تناظر میں اعلان کردہ استعداد کے انجذاب کے لیے ضروری ہوگا کہ یہ صنعت سیمنٹ کی فروخت کے حوالے سے آئندہ تین سے چار برسوں تک اپنی گذشتہ پانچ برسوں کی مرکب سالانہ شرح نمو برقرار رکھے (**جدول 3**)۔ مزید برآں، مالی سال 16ء اور 17ء کے دوران سیمنٹ کی ملکی فروخت میں فی الواقع 12.6 فیصد کی مضبوط اوسط نمو دیکھی گئی۔ یہ رجحان مالی سال 18ء میں بھی جاری رہا، اور جولائی تا اپریل مضبوط ملکی طلب کے سبب یہ نمو 17.5 فیصد رہی۔

جدول خ3: پیداواری استعداد استعمال کرنے کے لیے درکار طلب

ملین ٹن

	مجموعی فروخت	برآمدات	ملکی فروخت	ملکی فروخت میں نمو (فیصد)
حقیقی				
م س 13ء	33.4	8.4	25.1	
م س 14ء	34.2	8.1	26.1	4.2
م س 15ء	35.4	7.2	28.2	8.0
م س 16ء	38.9	5.9	33.0	17.0
م س 17ء	40.3	4.6	35.7	8.2
م س 18ء	46.5	4.4	42.1	18.0
مجموعی فروخت میں 11.1 فیصد نمو کے حساب سے (گذشتہ پانچ سال کی اوسط نمو)				
م س 19ء	51.2	4.4	46.8	11.1
م س 20ء	56.4	4.4	52.0	11.1
م س 21ء	62.2	4.4	57.8	11.1

مفروضے

1۔ اس پیداوار کے استعمال کے لیے ضروری ہوگا کہ ملکی فروخت میں گذشتہ پانچ سال کی شرحِ نمو (11.1 فیصد) برقرار رہے; اس طرح صنعت کو 86 فیصد استعداد کے استعمال پر چلانے میں مدد ملے گی۔

2۔ کمی کے رجحان کے باوجود ہم نے اپنے تجزیے میں تصور کیا ہے کہ برآمدات جوں کی توں رہیں گی۔

3۔ چنانچہ سیمنٹ کی بلند پیداوار کو استعمال کرنے کا بوجھ ملکی فروخت پر آپڑے گا۔

ماخذ: اے پی سی ایم اے

سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبے اور سی پیک سے متعلق بلند اخراجات سیمنٹ کی بلند طلب کے لیے اب بھی اہم ہیں: اگر آئندہ تین سے چار برسوں میں سیمنٹ کی ملکی فروخت میں 7 سے 9 فیصد کی حسبِ معمول نمو ہو تو یہ استعداد کاری کے بعد کی 70 فیصد سے زائد پیداوار کو استعمال کرنے کے لیے کافی ہوگی۔ یہ عوامل سیمنٹ کی ملکی طلب کو حالیہ سطح پر برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہوں گے (i): آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح، (ii) جائیداد کی خرید و فروخت میں اضافہ اور 10 ملین مکانات کی

[15] اگر 30 فیصد ایکویٹی بھی تصور کی جائے تو اس سے بینکاری ذرائع پر خاطر خواہ بوجھ پڑے گا۔

[16] متعدی قرضے کا تناسب دسمبر 2010ء کے 18.5 فیصد سے کم ہو کر دسمبر 2017ء میں 5.9 فیصد رہ گیا۔

کمی[17]، (iii) سی پیک منصوبوں کے باعث سامنے آنے والی طلب، (iv) سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں پر بلند اخراجات، اور (v) مکاناتی مالکاری پر بینکوں کی بڑھتی ہوئی توجہ۔

کفایت حجم اور سیمنٹ کی برآمدات کے لیے بھی استعداد کاری سودمند ہے: برآمدی محاذ پر، افغانستان میں سستی ایرانی سیمنٹ کی بہتات اور جنوبی افریقہ میں پاکستانی سیمنٹ پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی عائد ہونا (دونوں اہم برآمدی ملک) برآمد میں دشواریاں لا سکتا ہے۔ سیمنٹ ساز اداروں کو برآمدی منڈی میں وافر حصے کے حصول کی خاطر ایرانی اور چینی سیمنٹ سازوں کا مقابلہ کرنا ہوگا، جس کے لیے انہیں لاگت کو مزید موئثر بنانا ہوگا۔ استعداد کاری کے حالیہ منصوبوں سے یہ صنعت کفایتِ حجم سے فائدہ اٹھاکر مسابقتی فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔ استعداد بڑھانے کے بعد اضافی پیداوار استعمال کرنے کی غرض سے اس صنعت کو نئی منڈیاں تلاش کرنے کی ضرورت ہے، اس ضمن میں کوششوں سے آئندہ برسوں میں برآمدی آمدنی بڑھ سکتی ہے۔

[17] مکانات کی ضرورت تو ہے ہی، اس سے قطع نظر پاکستان کے لوگ جائیداد کے کاروبار (پلاٹ، مکانات اور عمارات) کو محفوظ ترین سرمایہ کاری گردانتے ہیں، جو اس کی طلب بڑھنے پر منتج ہوتی ہے (ماخذ: عالمی بینک - پاکستان میں مکاناتی مالکاری منصوبہ - رپورٹ 114473، مارچ 2017ء)۔

خصوصی سیکشن 2: برآمدات کی نمو کی رفتار برقرار رکھنے میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کلیدی اہمیت کی حامل ہے۔

رواں مالی سال کے ابتدائی 9 مہینوں میں پاکستان کی ٹیکسٹائل برآمدات میں 10.8 فیصد نمو ہو چکی ہے۔ گذشتہ 3 برسوں میں اس شعبے کی مسلسل کمزور کارکردگی اور ملک کے مجموعی توازنِ ادائیگی پر اس کے مضمرات کو مدنظر رکھتے ہوئے برآمدات کی بحالی یقیناً تسلی بخش ہے۔ تاہم، اس رفتار کا تسلسل برقرار رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے، گو کہ جی ایس پی پلس اسٹیٹس میں توسیع حوصلہ افزا ہے تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹیکسٹائل کے شعبے کے بنیادی طرز فکر میں تبدیلی لائی جائے اور اسے درمیانی سے طویل مدت کے دوران اپنی مصنوعات کی رینج کو متنوع بنانا چاہیے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ، پاکستانی اشیاسازوں کو مصنوعی ریشے سے بنی اشیا کی عالمی منڈی میں زیادہ جارحانہ طور پر سرایت کرنا چاہیے کیونکہ یہ منڈی عرصہ ہوا سوتی ٹیکسٹائل سے آگے نکل چکی ہے۔ گو دیر سے سہی، پاکستانی برآمد کنندگان اب بھی اپنی جگہ بنا سکتے ہیں اگر ان کو مسابقتی قیمتوں پر ضروری خام مال تک رسائی مل سکے۔ اس سیکشن میں مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کی عالمی منڈی کے تحرکات اور ان وجوہات پر تفصیلی اظہارِ خیال کیا گیا ہے جو اس شعبے میں مقامی اشیاسازوں کے پیچھے رہ جانے کا باعث بنی ہیں۔

پس منظر

دھاگے کی عالمی کھپت میں کپاس کا حصہ 1960ء کے تقریباً 70 فیصد سے کم ہو کر 2016ء کے آخر تک صرف 27 فیصد رہ گیا ہے۔[1] مصنوعی یا انسانی ساختہ ریشوں (ایم ایم ایف) بالخصوص پولی ایسٹر نے اب اس کی جگہ لے لی ہے۔ مصنوعی ریشوں کے پولی مرز اب سفری اور کھیلوں کے لباس کے لیے بہت مقبول ہیں کیونکہ یہ سوتی کپڑے جیسے روایتی حریفوں کے مقابلے میں سلوٹوں اور نمی کے خلاف زیادہ مزاحمت کرتے ہیں۔ تاہم، مصنوعی ریشوں کی ٹیکسٹائل کی بڑھتی ہوئی طلب کے باوجود پاکستان کی ٹیکسٹائل صنعت بے حد سست رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے: ہماری تیار ملبوسات کی برآمدات میں مصنوعی ریشے کے آمیزے کا تناسب 80:20 ہے جبکہ آمیزش شدہ دھاگے کی پیداوار کے لیے ابھی محض 25 فیصد پاکستانی اسپننگ مشینیں انسانی ساختہ ریشے استعمال کر رہی ہیں۔[2] مزید برآں، انسانی ساختہ ریشوں کے ملبوسات کی منڈی میں ملک کا حصہ بے حد معمولی (امریکی منڈی میں محض 0.4 فیصد) ہے۔

---

[1] ماخذ: بین الاقوامی کپاس مشاورتی کمیٹی۔

[2] کمال اور اسلام (2010ء) کے مطابق "پاکستان کی تیار ملبوسات کا بڑا حصہ سوتی کپڑے پر مبنی ہے۔ ٹیکسٹائل میں تقریباً 72 فیصد سرمایہ کاریاں اور 82 فیصد ٹیکسٹائل صنعتی اکائیاں سوتی اسپننگ، ویونگ اور پروسیسنگ سے وابستہ ہیں۔" مکمل ماخذ: منیر کمال اے، ڈاکٹر اور فہیم الاسلام، ڈاکٹر۔ اقتصادی تبدیلی کے پروگرام کو آگے بڑھانا: پاکستان میں ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی صنعت کا خاکہ۔ Rep. no. TA-7137(PAK). N.p: ایشیائی ترقیاتی بینک۔ پرنٹ۔

پولی ایسٹر اسٹیپل فائبر (پی ایس ایف) کی عالمی پیداوار کا 80 فیصد سے زائد چین، بھارت اور جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ، یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ یہ ممالک مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائلز کے سر فہرست بر آمد کنندگان ہیں۔[3] مصنوعی ریشے والی پولی مرز (جیسے polyethylene terephthalate یا PET) کی تیاری ایک جاذب سرمایہ اور ٹیکنالوجیکل کام ہے اور اس کے لیے کیمیکل کی ایک مکمل طور پر مربوط صنعت کی موجودگی ضروری ہے۔[4] تاہم، اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف مکمل ملکی قدری کڑی رکھنے والے ممالک ہی مصنوعی ریشے والی ٹیکسٹائلز بر آمد کر سکتے ہیں۔ ویت نام، بنگلہ دیش اور کمبوڈیا مصنوعی ریشے کے ملبوسات بنانے کے لیے انسانی ساختہ مصنوعی ریشے، دھاگے اور کپڑا دیگر ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔ درحقیقت، ویت نام امریکہ کو مصنوعی ریشے والی ٹیکسٹائل بر آمد کرنے والا دوسرا بڑا ملک ہے (چین سب سے بڑا ملک ہے)، جس کے بعد بنگلہ دیش اور کمبوڈیا ہیں جن کی درجہ بندی بالترتیب 7ویں اور 11ویں ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں خام مال کی مناسب دستیابی کے ساتھ، پاکستان بھی مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل مارکیٹ میں شاندار کارکردگی دکھا سکتا تھا۔[5] تاہم، جیسا کہ ذیل میں بیان کیا گیا ہے، ملکی پالیسیاں اور مارکیٹ کی صورت حال اس ابھرتی ہوئی منڈی میں ملک کی بھرپور شرکت میں رکاوٹ رہی ہیں۔

بر آمدات مخالف رویہ

کیمیکل صنعت کے مقامی اشیاسازوں کو تاریخی طور پر بلند تحفظ یافتہ نرخ حاصل رہے ہیں، بالخصوص پاک صاف ٹیریفتھالک ایسڈ (پی ٹی اے) اور پولی ایسٹر اسٹیپل فائبر (پی ایس ایف) جیسی مصنوعات کے لحاظ سے۔ اس ضمن میں، ماضی میں 99-1998ء میں درآمدات پر 25 فیصد ٹیرف کا عائد کیا جانا سب سے اہم اقدام تھا؛ یہی وہ سال تھا جب انسانی ساختہ ریشوں میں ملکی ریشے کا استعمال (22 فیصد کے ساتھ) عروج پر تھا۔[6] زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسی سال کے دوران انسانی ساختہ ریشوں پر مبنی ٹیکسٹائل نے عالمی ٹیکسٹائل منڈی میں غلبہ حاصل کرنا شروع کیا۔ بہر حال، اگلے پانچ برسوں تک ٹیرف کی بلند شرح نافذ رہی جس کے دوران پاکستان میں مصنوعی ریشے کا استعمال

---

3 مثلاً، امریکہ میں انسانی ساختہ ٹیکسٹائل کے درآمدی اجزا میں ان کا مشترکہ حصہ 68.2 فیصد ہے۔

4 خاص طور پر پیٹرولیم ریفائننگ کے پروسیس سے حاصل ہونے والے ہائیڈروکاربنز (جیسے نیفتھا اور ایتھائلین) سے قیمتی مرکبات (olefins) حاصل کرنے کے لیے انہیں مزید اجزا میں تقسیم کیا جاتا ہے، جنہیں پھر مختلف قسم کے پولی مرز بنانے کے لیے پروسیس کیا جاتا ہے۔ اگرچہ پاکستان نے ملک میں پیٹرولیم ریفائننگ کی صنعت کو ترقی دی ہے لیکن اس کے پاس مذکورہ ہائیڈروکاربنز کو مزید اجزا میں تقسیم کرنے کی سہولتیں موجود نہیں۔

5 چونکہ پاکستان میں پولی ایسٹر فائبر اور دھاگوں کے تیار کنندگان صرف 3 ہیں، لہٰذا، اس کی طلب پوری کرنے کے لیے ملک درآمد شدہ خام مال پر بہت زیادہ انحصار کرتا ہے۔

6 پاکستان میں سوتی ٹیکسٹائل ملبوسات کے شعبے: صورتِ حال اور دشواریاں: سیز ربی کوروریٹن، عبد السلام، ظفر الطاف، ڈیوڈ آرڈین، اور رینو ڈیوینا، نکولس مینوٹ، حنا نازلی۔

رک گیا۔ تاہم، 2003ء میں ٹیرف کم کر کے 20 فیصد کیا گیا تا کہ مصنوعی ریشوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی ہو سکے اور صنعت میں مسابقت کو مہمیز ملے۔ 06-2005ء کے بجٹ کے نفاذ پر اس ٹیرف کو کم کر کے بالآخر 6.5 فیصد کر دیا گیا (**شکل خ 2.1**)۔

شکل خ 2.1: پاکستان میں انسانی ساختہ اسٹیپل فائبر کی درآمدات کے رجحانات کی توضیح (کوڈ 55)

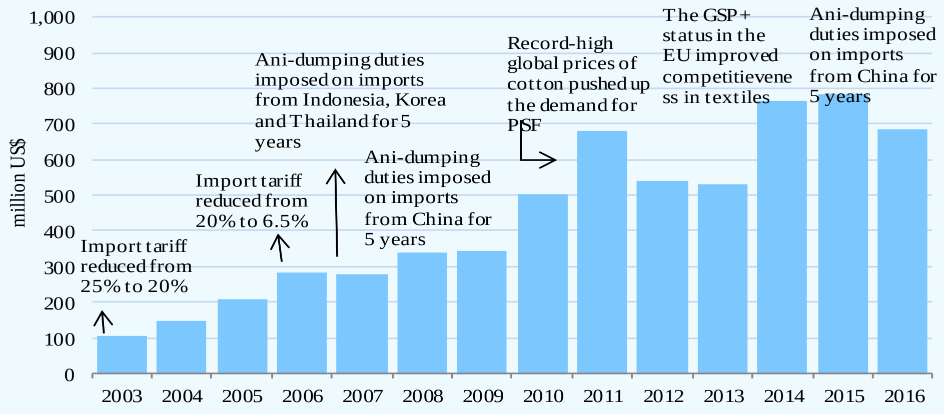

Data source: Pakistan Bureau of Statistics; National Tariff Commission; and Ministry of Commerce

تاہم، ٹیرف پر اس چھوٹ کا نفاذ یکساں طور پر نہیں کیا گیا۔ اس کی عکاسی پٹ سن کے گچھوں اور فائبرز جیسے خام مال کے مقابلے میں تیار مصنوعات کو حاصل زیادہ تحفظ سے ہوتی ہے۔ یہ بڑھتا ہوا ٹیرف ملکی پیداکاروں کو فائدہ پہنچاتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں ملکی منڈی کے دیگر روابط کمزور ہوتے ہیں اور مسابقت اور تنوع میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ پاکستان جنوب ایشیائی آزاد تجارتی خطے (سافٹا) کے ممالک کو ٹیرف پر کچھ رعایت دیتا ہے، لیکن یہ بہت مؤثر نہیں: جنوب ایشیائی آزاد تجارتی خطے میں بھارت وہ واحد ملک ہے جو انسانی ساختہ ریشے بناتا ہے اور بھارت کے ساتھ تجارت خاصی محدود ہے۔[7] اسی طرح پاک چین آزاد تجارتی معاہدے کے تحت مصنوعی ریشے کی بیشتر مصنوعات پر رعایتی نرخوں کا اطلاق نہیں ہوتا (یہ اشیا معاہدے کی "بغیر رعایت" فہرست میں شامل ہیں)۔ اس کی وجہ سے پاکستان کی درآمدات، بالخصوص خام ریشوں کی طرف مرتکز ہے، جبکہ علاقائی ممالک جیسے ویتنام، کمبوڈیا مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل کی پوری قدری زنجیر درآمد کر رہے ہیں (**شکل خ 2.2**)۔ کسٹم ٹیرف کے علاوہ، بڑے رسد کاروں پر اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹیز عائد کرنے سے بھی مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائل خام مال کی درآمدات میں خلل پیدا ہوا ہے۔

[7] درحقیقت، پولی ایسٹر فائبر اور دھاگے ان 1209 اشیا میں شامل ہیں جو مشرقی ہمسائے سے تجارت کی منفی فہرست کا حصہ ہیں۔

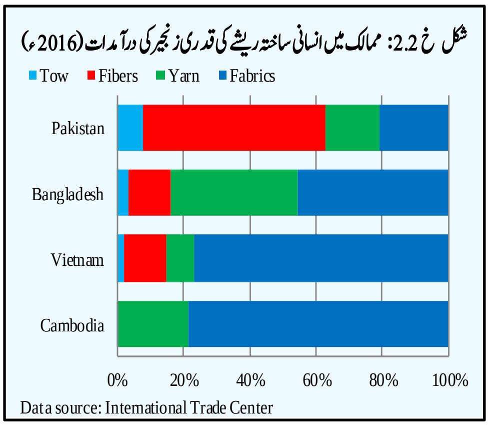

مصنوعی ریشے کے خام مال کے ٹیرف کی ساخت کے دیگر ممالک کے ساتھ ایک سرسری موازنے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ اہم فریق قدرِ اضافی برآمدات میں سستے خام مال کی بھاری مقدار میں درآمد کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں جبکہ پاکستان اب بھی اپنی ملکی قدری زنجیر کا تحفظ کر رہا ہے (**جدول خ 2.1**)۔ دیگر ممالک کے مقابلے میں صرف پاکستان ہی مصنوعی ریشے درآمد کر رہا ہے اور وہ بھی بہت بلند ٹیرف کی شرح پر۔ جیسا کہ حامد اور نبی (2017ء) لکھتے ہیں، " عالمی رجحانات تقاضا کرتے ہیں کہ مسابقتی رہنے کے لیے پاکستانی فرمز کو 50:50 کے آمیزے کی سمت پیش رفت کرنی چاہیے۔ مصنوعی ریشوں سے بنے دھاگے یا کپڑوں کی درآمد پر بلند ڈیوٹیاں بھی فرمز کے لیے اپنی مصنوعات کی رینج کو متنوع بنانے یا نئے معیاری گاہکوں تک پہنچنے میں رکاوٹ ہیں"۔

ملکی پولی ایسٹر صنعت کو دستیاب تمام تر تحفظ کے باوجود یہ سوال اپنی جگہ اہم ہو جاتا ہے کہ ملکی صنعت کیوں زیادہ ترقی نہیں کر رہی۔ ٹیرف کی اضافے پر مبنی ساخت (اور اس کے نتیجے میں بلند پیداواری لاگتیں) دیگر ممالک سے قدرِ اضافی کی حامل پولی ایسٹر مصنوعات کی غیر رسمی تجارت میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔ مصنوعی ریشے کی سستی مصنوعات کی ملک میں آمد کے لیے صنعت کے بڑے فریق خاص طور پر افغان ٹرانزٹ ٹریڈ روٹ کے کردار کو نمایاں کرتے ہیں۔

حالیہ اقدامات اور پالیسی سفارشات

جنوری 2017ء میں حکومت نے (وزارتِ ٹیکسٹائل کی سفارش پر) مصنوعی ریشوں سے بننے والی کئی مصنوعات (ایکریلک، وسکوس اور نائلون)، جو مقامی طور پر نہیں بنائی جاتیں، کی درآمد پر کسٹم ڈیوٹی معاف کر دی۔ جیسا کہ **جدول خ 2.2** میں دکھایا گیا ہے کہ جولائی تا مارچ مالی سال 18ء کے دوران ان اشیا کی درآمد میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

تاہم، دیگر (اور غالباً عام استعمال ہونے والے) ریشوں، جیسے پولی ایسٹر کے لیے حکومت نے کسٹم ڈیوٹی 7 فیصد رکھی جو مقامی اشیا سازوں کے تحفظ کی پالیسی کا حصہ ہے۔ تیار ملبوسات کے برآمد کنندگان کو ریلیف دینے کے لیے حکومت نے مقامی طور پر تیار کردہ مصنوعی ریشے کے ساتھ ساتھ درآمد شدہ ریشے پر بھی درآمد کی بنیاد پر (بوقتِ برآمد) ڈیوٹی ڈرابیک کی اجازت دی۔ اب یہ طریقہ کار مکمل طور پر نافذ کر دیا گیا ہے۔

جدول خ 2.1: مختلف ممالک میں انسانی ساختہ ریشے کی متنوع مصنوعات پر ٹیرف کی ساخت

	پاکستان	ترجیحی سلوک	بنگلہ دیش	ترجیحی سلوک	ویتنام	ترجیحی سلوک	کمبوڈیا	ترجیحی سلوک
مصنوعی دھاگہ (سلائی کے دھاگے کے علاوہ)، جو خردہ فروخت کے لیے نہیں رکھا گیا، بشمول 67 ڈیسی ٹیکس سے کم مصنوعی یک تار دھاگہ: آمیزشی سوت: نائلون یا دیگر پولیمائیڈ کا، جس کے ایک دھاگے کی پیمائش 50 ٹیکس (540233) سے زائد ہے۔	11 فیصد	ملائشیا اور سری لنکا کے لیے صفر فیصد؛ چین اور سافٹا کے لیے 5 فیصد	10 فیصد	سافٹا کے لیے 3 فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی دھاگہ (سلائی کے دھاگے کے علاوہ)، جو خردہ فروخت کے لیے نہیں رکھا گیا، بشمول 67 ڈیسی ٹیکس سے کم مصنوعی یک تار دھاگہ: ساختی سوت: پولی ایسٹر کا (540233)	11 فیصد	سافٹا (SAFTA) کے لیے 5 فیصد	25 فیصد	نہیں ہے	ایم ایف این 3 فیصد؛ نان ایم ایف این 4.5 فیصد	کوریا، اے اے این زیڈ ایف ٹی اے، آسیان، یوریشیائی اقتصادی اتحاد کے لیے صفر فیصد اور جاپان کے لیے ایک فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی اسٹیپل ریشے، دھنائی، چھنٹائی یا اسپننگ کیے بغیر: پولی ایسٹرز کے: بن پولی ایسٹرز کے (550320)	7 فیصد	سافٹا کے لیے 5 فیصد	5 فیصد	سافٹا کے لیے صفر فیصد	ایم ایف این 2 فیصد؛ نان ایم ایف این 3 فیصد	آسیان، چین، اے اے این زیڈ ایف ٹی اے، کوریا، یوریشیائی اقتصادی اتحاد کے لیے صفر فیصد اور جاپان کے لیے ایک فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی اسٹیپل ریشے، دھنائی، چھنٹائی یا اسپننگ کیے بغیر: ایکریلک یا موڈ ایکریلک (550330)	صفر فیصد	سافٹا کے لیے 5 فیصد	5 فیصد	سافٹا کے لیے صفر فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی اسٹیپل ریشے، دھنائی، چھنٹائی یا اسپننگ کیے بغیر: وسکوس ریون کا (550410)	صفر فیصد	نہیں ہے	5 فیصد	سافٹا کے لیے صفر فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی اسٹیپل ریشے، دھنائی، چھنٹائی یا اسپننگ کیے بغیر: دیگر (550490)	صفر فیصد	سری لنکا صفر فیصد	5 فیصد	سافٹا کے لیے صفر فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے	صفر فیصد	نہیں ہے
اسٹیپل ریشوں کا مصنوعی دھاگہ (سلائی کے دھاگے کے علاوہ)، جو خردہ فروخت کے لیے نہیں رکھا گیا، 85 فیصد یا زائد وزن کا حامل (550921)	11 فیصد	سافٹا کے لیے 5 فیصد	10 فیصد	نہیں ہے	ایم ایف این 5 فیصد؛ نان ایم ایف این 7.5 فیصد	آسیان، چین، اے اے این زیڈ ایف ٹی اے، کوریا، یوریشیائی اقتصادی اتحاد کے لیے صفر فیصد؛ بھارت کے لیے 2 فیصد اور جاپان کے لیے ایک فیصد	صفر فیصد	نہیں ہے
مصنوعی اسٹیپل ریشے کا بُنا ہوا کپڑا: 85 فیصد یا زائد وزن کے حامل مصنوعی اسٹیپل ریشے: رنگے ہوئے (551612)	16 فیصد	سافٹا کے لیے 5 فیصد؛ سری لنکا کے لیے صفر فیصد	25 فیصد	نہیں ہے	ایم ایف این 12 فیصد؛ نان ایم ایف این 18 فیصد	آسیان، چین، کوریا، یوریشیائی اقتصادی اتحاد کے لیے صفر فیصد؛ بھارت اور چلی کے لیے 8 فیصد اور اے اے این زیڈ ایف ٹی اے کے لیے 5 فیصد	7 فیصد	آسیان اور چین صفر فیصد؛ بھارت اور کوریا کے لیے 5 فیصد

ماخذ: عالمی مرکز برائے تجارت

اگرچہ یہ اقدام تیار ملبوسات کی تیاری میں ان ریشوں کا استعمال بڑھانے میں معاون ثابت ہو گا لیکن فرمز کے رقم کے بہاؤ میں بہتری لانے کے لیے ڈرابیک کی ادائیگی کا طریقہ کار آسان بنانے کی ضرورت ہے ۔ صرف انسانی ساختہ مصنوعی ریشے ہی نہیں بلکہ دیگر تمام خام مال (جہاں برآمد کنندگان باز ادائیگی کے اہل ہوں)، کے لیے بھی لاگت اور تاخیر خاصے پریشان کُن ہوتے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق، یہ واپسی کے دعووں کی مالیت کے کم از کم 10 فیصد پر مشتمل ہوتے ہیں۔[8]

جدول خ 2.2: جولائی تا جنوری کے دوران مصنوعی ریشے کی درآمد، جس پر ایس آر او/(1) 39/2017ء کی رو سے کسٹم ڈیوٹی معاف کی گئی تھی۔

ہزار امریکی ڈالر

	م س 17ء	م س 18ء	فیصد تبدیلی
55031100 ارامدکا	3,153	8,485	169.1
55031900 دیگر	646	940	45.5
55033000 ایکریلک یا موڈ ایکریلک	6,760	15,368	127.4
55039000 بغیر دھنائی کا مصنوعی دھاگہ	713	762	6.9
55041000 وسکوس ریون کا	129,698	160,030	23.4
55049000 بغیر دھنائی کیے دیگر ریشے	27,402	39,955	45.8
55063000 دھنے ہوئے ایکریلک ریشے	835	3,214	284.8

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اگرچہ بعض مصنوعی ریشوں کی درآمدات پر ڈیوٹیوں کے استثنٰی سے مثبت نتائج حاصل ہو رہے ہیں، تاہم اس کے ثمرات کو وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ملک میں ریشوں کے آمیزے کے حوالے سے بامقصد پیش رفت کرنی ہے تو حکومت پولی ایسٹر ریشے اور دھاگوں کے لیے ہر قسم کی تحفظ پسند پالیسیوں پر غور کر سکتی ہے۔[9] آخر میں ملکی صنعت میں انسانی ساختہ ریشوں کے استعمال میں اضافے کے لیے ٹیرف پر مبنی پالیسی اقدامات اسی وقت مؤثر ہوں گے جب اسمگل شدہ اشیا کی آمد میں کمی ہو جائے۔

8 "مسابقتی تیار ملبوسات بنانے کے لیے پالیسیوں کا نفاذ" حتمی رپورٹ، بین الاقوامی مرکزِ برائے نمو، جنوری 2017ء، ایف–37211-پاک-1-

9 فی الحال، ریشے کے دھاگے کی درآمد پر برآمد کنندگان 11 فیصد کسٹم ڈیوٹی اور 5 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی ادا کر رہے ہیں۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** اصل جی ڈی پی اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کرکے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید بر آں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **گرانی:** گرانی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط گرانی، (ii) سال بسال یا سالانہ گرانی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ گرانی۔ مدت کی اوسط گرانی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال گرانی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ گرانی سے مراد کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ گرانی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ

مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے،(ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) **اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:**

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیٹر بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک بر آمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی بر آمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ بر آمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی بر آمدات، ممکنہ خریداروں کو بر آمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے بر آمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی بر آمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔